فہرست مضامین پادشاہنامۂ عالمگیری

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۱۲۵ تک

سیواجی کی ولادت اور تعلیم ــ سیواجی کا لٹیرا پن ــ سیواجی کے یار اور مددگار پہاڑی قلعوں پر سیواجی کا قبضہ ــ باپ کی جاگیر پر قبضہ ــ سیواجی کی پہلی بغاوت والی بیجاپور سے ــ شاہ جی کا قید ہونا اور چھوٹنا ــ سیواجی کے نئے حملے اور اورنگ زیب سے معاملات ــ افضل خان کا سیواجی سے لڑنے کے لئے بھیجا جانا ــ علی عادل شاہ کی ایک دفعہ اور فوج کشی ــ دوسری دفعہ علی عادل شاہ کا فوج بھیجنا ــ سیواجی کی صلح والی بیجاپور سے ــ قلعہ چاکنہ کی فتح ــ جشن وزن شمسی سال ۴۱ مطابق سنہ جلوس ــ قلعہ پرینڈہ کی فتح ــ سری نگر سے سلیمان شکوہ کو حضور میں لانا ــ ایلچیوں کا آنا ــ گرانی غلہ ــ

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ھ صفحہ ۱۴۸ سے ۱۸۳ تک

بداق بیگ سفیر ایران ــ قلعہ کھانا کھیری کی فتح ــ چنپت بندیلہ ــ شاہزادہ محمد معظم کی شادی ــ تسخیر ولایت پلاؤن (پالامؤ) دلق صوبہ بہار ــ بادشاہ کا حال ــ خانخانان عرف معظم خان کی تمہیدات ملک آسام کی فتح کی ــ کوچ بہار کا حال ــ فتح آسام کے قصد سے لشکر کا کوچ ــ ملک آسام میں لشکر کا آنا ــ قلعہ سملہ گڈھ کا محاصرہ قلعہ سملہ گڈھ کی فتح ــ نوارہ کا حال اور لکھو گڑھ میں لشکر شاہی کا آنا ــ لشکر کا لکھو گڑھ سے کوچ کرنا اور گڑھ گانو کا فتح ہونا ــ آشامیوں کی قید سے ہندو و مسلمانوں کا چھوٹنا آشام کی غنیمت ــ ملک آشام کے طول و عرض کا اور اہل آشام کی اوضاع کا بیان لشکر کا گڑھ گانو سے متھراپور جانا اور تھانوں کا مقرر ہونا ــ برسات کا آنا اور فساد و تکرار اٹھنا ــ کوچ بہار پر راجہ نرائن کا پھر تصرف میں آنا ــ لکھو گڑھ کی جانب فرہاد خان کا جانا اور رشتہ پار چھینے کا نمودار ہونا اور سکا واپس آنا ــ راہوں کا مسدود ہونا اور تھانوں کا اٹھنا اور رشتے ــ گڑھ گانو میں جو لشکر کو تشنے پیش آئے ــ لکھو گڑھ اور نوارہ کا حال اور رشتہ پاکہ اس محال میں پیدا ہوئے ــ گڑھ گانو و متھراپور میں امراض وبا کا پھیلنا اور غلہ کا

زمیندار چانده و دیوگڈھ پر دلیر خان کی لشکر کشی اور پیش کش کا وصول کرنا۔

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۸۰ھ صفحہ ۸۶ سے

شاہزادہ محمد معظم کا دکن پہنچنا۔ قوم یوسف زئی کی سواحل دریاء نیلاب پر شورش انگیزی اور اونکی تنبیہ و تادیب۔ جشن وزن شمسی۔ عبداللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا۔ عالمگیر کی تاریخ۔ بادشاہ کا حال۔

واقعات سال یازدہم ۱۰۸۱ھ لغایت سال بست و یکم صفحہ ۸۷ سے ۱۳۱ تک

بادشاہ کا حال۔ سیواجی کا حال اسکے فرار ہونے کے بعد۔ راجہ جے سنگھ سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ راہیری دراے گڈھ کا بنانا۔ سیواجی اور بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعوں اور ملک کا فتح کرنا۔ سیواجی کی حبشیوں سے لڑائی۔ سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔ سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۱۰۸۴ھ بادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔ مہابت خان کی مہمات دکن میں۔ جزیہ و زکوٰۃ۔ سیواجی اور آغر خان کی لڑائیاں۔ فساد قوم یوسف زئی۔ اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا۔ جعفر خان کی وفات۔ اہل بیجاپور سے لڑائی۔ فساد افاغنہ۔ قاضی عبدالوہاب کی وفات۔ قلعہ سالیر۔ وکیل شرعی کا مقرر ہونا۔ قوم ست نامی کا فساد۔ راجہ جسونت سنگھ کا مرنا اور اوسکی اولاد۔ راجپوتوں سے آخر بادشاہ کا بگاڑ۔ شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا۔ اکبر کا ایران جانا۔ راجپوتوں سے امتداد جنگ۔

معاملات دکن صفحہ ۱۳۱ سے ۲۳۵ تک

مہابت خان جہان بہادر۔ سلطان علی عادل کا مرنا اور سیواجی کا راجہ بننا۔ مغلوں کے ملک پر سیواجی کے حملے۔ سیواجی کا اپنے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا۔ سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔ بیجاپور کا محاصرہ۔ سیواجی کی موت اور اوسکے خصائل۔ سنبھاجی کا راجہ ہونا اور اوس کا ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام بگڑنا

سوانح چہل وہفتم ۱۱۱۴ھ صفحہ ۴۳ سے ۵۰ تک

بادشاہ کے مراتب قدردانی وخانہ زاد تورانی۔ قلعہ کندانی کی فتح۔ بادشاہ کا بمقام وکوچ۔ سفر کے مصائب۔ قلعہ راج گڈھ کی فتح۔ غلہ کی کمی اور سپہدی یا فوت جان سے اوسکی طلب۔

سوانح سال چہل وہشت ۱۱۱۵ھ صفحہ ۵۰ سے ۵۳ تک

قلعہ تورنا کی فتح۔ قلعہ واکنکیرا کی فتح

سوانح سال چہل ونہ ۱۱۱۶ھ صفحہ ۵۳ سے ۶۱ تک

قلعہ بخشندہ بخش۔ بادشاہ کی علالت۔

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۷ھ صفحہ ۶۱ سے ۶۳ تک

شاہو بسنبھا۔ بادشاہ کا سفر۔ شاہزادہ محمد اعظم وکام بخش۔

سوانح سال پنجاہ ویک ۱۱۱۸ھ صفحہ ۶۳ سے ۹۴ تک

بادشاہ کا انتقال کرنا۔ صفات وخصائل بادشاہ اورنگ زیب۔ احتساب ہندوؤں کا مسلمان ہونا اور اونکو ناراض کرنا۔ عطایا عام وخیرات وجود واحسان۔ ترویج علم۔ فتاوے عالمگیری۔ علم۔ اولاد کی تعلیم عدالت وانصاف ورحم۔ حزم واحتیاط۔ بادشاہ کی جزئیات پہ نظر ہمت واستقلال۔ تقسیم اوقات۔ تصنیفات اورنگ زیب اور اوس کے عہد کی تصنیفات۔ تاریخ عہد سلطنت عالمگیری۔ وسعت مملکت۔ محاصل ملکی

شہنشاہ عالمگیر صفحہ ۹۴ سے ۱۰۰ تک

اولاد کی تعلیم کے باب میں عالمگیر کے خیالات۔ بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند۔

عالمگیر کی سلطنت کا خلاصہ اور اوسکا مآل صفحہ ۱۰۰ سے ۱۰۴

عالمگیر کی اولاد صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پادشاہنامہ عالمگیری

میںنے اس پادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے ۔

(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین ۔

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینا ہے کاشی بھی کہتے ہیں جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اورنگ زیب کے سال اوّل جلوس میں محمد کاظم پادشاہ کا ملازم ہوا ۔ پادشاہ کو اسکی انشا پردازی پسند آئی اسکو پادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سوانح نگاری اور وقائع نگاری کرے نسخہ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع نگار احوال ماہ بماہ و سال بسال صوبجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہیں اور یہ مقرر کیا کہ جو سوانح و اخبار تحریر میں آئیں وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب میں خلوت میں پادشاہ کو داستان داستان سنائے جائیں تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح پادشاہ کرتا رہے ۔ یہ بھی حکم دیا کہ پادشاہنامہ میں ہماری شاہزادگی کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۶۸ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے پادشاہ کے فرمانے کے موافق مؤلف نے جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۶۸ سے رجب سنہ ۱۰۷۸ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور سنہ ۳۲ جلوس میں پادشاہ کے روبرو پیش کیا ۔ پادشاہ نے اس سبب کہ اسکے نزدیک تاثیر

باطن کی تابیں کے سامنے آثار ظاہر کی ابقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اس دس برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی خان مستعد بہادر شاہ کے وزیر عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس برس میں بادشاہ کے دربار کے حاضرین میں سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہیں اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینوں عالمگیر نامے عہد نویس مورخوں نے لکھے ہیں اس کتاب کا نام ظفر نامۂ عالمگیر بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہیں اسکا مصنف اورنگ زیب کی خدمت میں رہا تھا وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھنا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص آخر چالیس سال کا حال جسمیں بادشاہ نے مورخوں کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پا زنی کر کے تفتیش تمام اور تفحص تام کر کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جنمیں سے بعض کو ثقہ اور بوڑھوں کی زبانی اور بعض کو اور اہل دفتر اور واقعہ نگاروں سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمیں اورنگ زیب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہیں وہ تاریخ نہیں ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان تھا لکھی ہے اسمیں حالات اس زمانہ کے کہ اورنگ زیب را تا سے لڑا ہے بہادر شاہ کی

جانشینی تک لکھے ہین۔

(۷) آداب عالمگیری — اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ اور امیرون و وزیرون و مشایخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنے منشی ابو الفتح سے لکھوائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا۔

(۸) رقعات عالمگیری — جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) دستور العمل آگاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے۔

(۹) تاریخ فتح آسام — اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا ہے جس جنگ مین وہ خود شریک تھا۔

ان کتابون کے سوا، اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین پندرہ لکھی گیئن مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی اسکے آبا و اجداد کی تاریخین ہین اسیلئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین۔

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک۔

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگزیب ۱۰۲۷ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی۔ بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعد ۱۰۲۷ھ ہے اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعد ۱۰۲۸ھ لکھی ہے وہ دوہود (جو اصل مین دحد ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہے وہ احمدآباد سے منزل ... اور بڑودہ سے شمال مشرق مین ۷۷ میل ہے) مین پیدا ہوا۔ جو صوبۂ احمدآباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے — ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین۔

اور قندھار و دکن کی مہمات میں اور مست جنگی ہاتھی سے لڑنے میں جو کام اُس سے ظہور میں آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قرانی میں مفصل بیان کر دیے ہیں اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں مگر بعض واقعات ایسے ہیں کہ ہمنے ظفر نامہ میں انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان انکو ہم مکرر لکھتے ہیں جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

۷ ذی الحجہ ۶۷ھ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بیمار ہوا۔ مرض کی شدت سے روز بروز ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب سے وہ امور ممالکت کے نظم و نسق میں مصروف نہ ہوا اور دستور کے موافق وہ غسلخانہ میں بھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اُس کی زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو اونکو اور خیالات پیدا ہوئے۔ دارا شکوہ اپنے تئیں ولیعہد جانتا تھا۔ پادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ جب باپ عارضہ جسمانی کے سبب سے ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار خود اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ خرد اوسکی رہنما نہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود میں خبروں کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیوں کے خطوط اور نوشتوں کو پکڑ لیا اور دربار کے وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف میں اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھیں انکو محض تہمت و مظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبوں و بلاد میں شاہزادوں و امیروں کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین رہا تھا کہ پادشاہ زندہ سلامت ہے اسلئے احوال ملک میں خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشوں نے اور ہر سرکار و صوبہ میں متمردوں نے فتنہ و فساد کے لئے سر اُٹھایا اور جہان رعایا واقعہ طلب تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات میں خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کیا اور شجاع نے بھی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس میں آیا جب دارا شکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو پندار پیدا ہوا وہ سپاہ موفور کے ساتھ حضور میں رہتا تھا۔ اس علالت میں بادشاہ

شاہجہان کی علالت اور دارا شکوہ کا اختیارات سلطنت لینا

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قوارحبانی کے سبب سے پادشاہ کے دماغ مین بھی خلل آگیا تھا
وہ دارا شکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضا و خاطرداری اور انجاح
مطالب و ملتمسات مین کوشش کرتا تھا۔ دارا شکوہ کے دل مین عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا
ہوا تھا اور اسسے بہت ڈرتا تھا۔ اسنے پادشاہ کو سمجھا بجھا کر ان لشکرون کو طلب کرایا
جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمکی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور سپرد
ہو رہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم مین تاخیر ہوئی اور امرا
عظام مین سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب
کا کومکی نہین رہا۔ اب دارا شکوہ نے اپنے صلاح کار اس مین دیکھی کہ شجاع و مراد بخش کے
مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کے لیے شاہی لشکرون کے بھیجنے کا بہانہ بنائے
اور پادشاہ کی عین حیات مین اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے اور پھر خاطر
جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل پادشاہی لشکرون کو لیکر دکن کی طرف مصروف
ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبرآباد کو
اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط مین وہ واقع تھا اور سارے خزانے
اور ذخیرے وہان تھے۔ یہ باتین سوچ کر اسنے پادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے
ترغیبین دین اور عین شدت مرض مین جسمین سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر
کرایا۔ پادشاہ ۲۰ محرم ۱۰۶۸ھ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد
مین پہنچا۔ یہان دارا شکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جےسنگھ کچھواہہ کو امراء نامدار اور شاہی
لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے
بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کر کے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد سے
روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادرپور مین آیا جو شہر سے ڈھائی کروہ
پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہان مقیم تھا اور نوارہ بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ
کے فاصلہ پر اسنے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ نے

۱۱ جمادی الاولی کو تبدیل منزل اور تغیر مکان کا بہانہ بنا کے کوچ کا آوازہ بلند کیا اور سحر گاہ جنگ و پیکار کے لئے سوار ہوا۔ اُس وقت شجاع بے پروا خواب آلود غفلت مین پڑا تھا اُس نے صفوف رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حرب قتال کی تمہید کی کہ صبح کے وقت مرزا سلیمان کے لشکر پر ناگہان خدعہ و غدر کے طور پر لشکر شاہی حملہ آور ہوا شجاع تھوڑی دیر لڑا جب دیکھا کہ ہاتھ سے کام گیا اور کچھ کام نہ ہو سکا۔ تو وہ خود بھاگ کر نوارہ مین گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بھاگ گیا اسکا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دواب کارخانے تباہ و غارت ہوئے۔ وہ پٹنہ سے گذر کر مونگیر مین گیا۔ جب یہان بھی لشکر شاہی نے اسکا تعاقب کیا تو یہان چند روز ٹھہر کر بنگالہ کی راہ لی مونگیر سے پٹنہ تک ملک دارا شکوہ کی اقطاع مین داخل ہوا شجاع کے آدمی جو گرفتار ہوئے تھے وہ دارا شکوہ نے اکبر آباد مین بلائے اور انکی اہانت و تشہیر کے لئے ایک ہاتھ کاٹے جسکے سبب بعض آدمی مر گئے۔

جب دارا شکوہ نے شجاع کے مقابلہ کے لئے سلیمان شکوہ کو بھیجا تھا تو اُس نے یہ سوچا کہ ایک لشکر عظیم مالوہ مین بھی بھیجے۔ جو دکن کی راہ مین ہے اور یہ لشکر اجین مین جو اس ولایت کا حاکم نشین ہے مقیم ہو کر اسکے قلعون اور حدود کی حفاظت کرے اور دریاے نربدہ کے گھاٹ اور اسکی گذرون کی ایسی نگہبانی کرے کہ دکن کی راہ مسدود ہو جاے۔ غرض اس سے یہ تھی کہ عالمگیر اس طرف نہ آنے پائے۔ اسکے خوف کے مارے دارا شکوہ کی جان نکلتی تھی۔ یہ تدبیر سوچ کر اُس نے شاہجہان سے سخنان غرض آلود مصلحت نما اور مقدمات غوایت آمیز فساد افزا ایسے گھڑ کر کہے کہ بادشاہ نے اسکی اس تجویز کو مان لیا اور راجہ جسونت سنگھ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب راجاؤن مین تھا مالوہ روانہ کیا۔ امراے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اسکے ساتھ گیا۔ دارا شکوہ یہ بھی چاہتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اُس نے بادشاہ کی طبیعت کو ایسا اُس سے برگشتہ کر دیا کہ وہ اسکے استیصال کے درپے ہوا۔ بادشاہ نے قاسم خان کے ساتھ ایک جدا لشکر ہمراہ کیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اوجین

دارا شکوہ [illegible]

جائے اور وہاں پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مرادبخش کے خارج کرنے کے لئے
قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہین تو راجہ جسونت سنگھ کے لشکر کا ضمیمہ بنے۔ دونو متفق ہو کر
جو مہم پیش آئے اسپر قیام کرین۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر
روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ سے کہہ سنکر ملک وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع مین لیا
اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ مین بھیجا کہ اس
ولایت کا بند و بست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب
ایسی کرے کہ کار و بیکار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگھ کے کمکی بن جائین۔ اب راجہ
جسونت سنگھ اور قاسم خان دونو اجین مین پہنچے اور وہان مقیم ہو کر صوبہ مالوہ کا
انتظام قلعوں اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس انتظار مین تھا کہ اگر
سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اسی
ہیئت مجموعی سے اجین مین بھیجون کہ دونو لشکر جمع ہو کر اسکی خاطر خواہ کام کرین۔
شجاع و مرادبخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے آدمیوں نے بھی نافرمانی شروع
کی مگر اورنگ زیب مین حلم و وقار اور عالی حوصلگی ایسی تھی کہ اپنے باپ کی رضا جوئی
و متابعت کی راہ سے باہر قدم نہین رکھا اور سرکشی اور نافرمانی کا خیال کبھی نہین
کیا۔ اورنگ زیب کی طرف سے مقدمات نا ملائم غرض آمیز و امور غیر واقع وحشت انگیز
داراشکوہ بادشاہ کے خاطر نشین ایسے کرتا تھا کہ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مزاج اس سے
ایسا منحرف ہو گیا تھا کہ اورنگ زیب کے وکیل عیسی بیگ کو جو بادشاہ کے دربار مین
رہتا تھا بغیر کسی جرم کے صادر ہونے کے محبوس کیا اور اسکے مال و متاع کے ضبط کرنے
کا حکم دیا مگر کچھ دنون بعد اس ادا کو اپنے حق مین برا سمجھ کے ۔ ۔ ۔ اسے قید سے رہا کیا
اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجدیا۔ اورنگ زیب کو داراشکوہ سے بڑی
نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو داراشکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب الحاد سمجھتا
تھا۔ داراشکوہ ہندوؤن کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنوں اور جوگیوں اور

سنیاسیون کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انکو مرشد کامل اور عارف بحق و اصل سمجھتا تھا۔ اور انکے وید کی کتاب کو آسمانی و خطاب ربانی جانتا تھا اور اسکو صحف قدیم و کتاب کریم خیال کرکے پڑھتا تھا اور کمال اعتقاد کے سبب اُسنے اطراف سے سنیاسی اور برہمن بڑی سعی سے جمع کیے تھے اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسی کام میں اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور بجاے اسماء حسناے الٰہی کے پربھو جسکو ہندو اسم اعظم جانتے ہین۔ ہندی خط مین الماس یاقوت زمرد وغیرہ کے نگینون پر نقش کراکے پہنتا اور انکو متبرک جانتا وہ اسکا معتقد تھا کہ ناقصون کے واسطے تکلیف عبادت ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہین اور اسکی دلیل آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اسکی دلیل بتلاتا تھا۔ اسلئے اُسنے نماز و روزہ اور کل تکالیف شرعیہ کو خیر باد کیا۔ اسکے برعکس اورنگ زیب پاک اعتقاد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی حمایت اور شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت کو پیش نظر رکھتا تھا سلطنت و دولت کا مقصود ترویج شرع و ملت اور شاہی و سروری کے غرض دین پروری وہ سمجھتا تھا اور ہمیشہ لڑکپن جوانی مین اپنی اوقات کو فرائض اور سنت و نوافل کی ادا مین صرف کرتا تھا اور حتی المقدور امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین کوشش کرتا تھا وہ دارا شکوہ کے عقائد کو ردی اور اطوار کو باطل جانتا تھا اور اس سبب سے آپس کی نزاع مین مسلمانی کی رگ حرکت مین آتی تھی اور یہ بات سب پر روشن تھی کہ اگر دارا شکوہ فرمان فرمائی اور حکم روائی مین مطلق العنان ہوگیا تو اس سے ارکان شریعت مین خلل پڑیگا اور صیت اسلام و ایمان کفر کے طنطنہ سے مبدل ہو جائیگا جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا تو بادشاہ نے دارا شکوہ کے کہنے سے اس لشکر کو جو بیجاپور کی تسخیر کے لئے مامور تھا بلا لیا تو ناچار اورنگ زیب نے سکندر عادل شاہ بیجاپور سے دارو مدار کرکے ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش نقد و جنس کی بوعدہ اقساط قبول کر لی اور اورنگ آباد مین وہ آگیا جب زنگ ت

معلوم ہوا کہ بادشاہ بیماری کی کوفت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی خود رائی
سے ملک میں فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اس نے یقینی جان لیا کہ بادشاہ پر ضعف کا
ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت کے کاموں کو نہیں کر سکتا اور حزم و احتیاط کے سبب سے دارا شکوہ
کے عنان اختیار کو ڈھیلا کر رکھا ہے اور اس سے مواسات کرتا ہے جس سے خوف ہوتا ہے
کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے تو ارکان سلطنت اور اساس خلافت میں خلل عظیم ایسا پیدا ہوگا
کہ اسکا تدارک کسی وجہ سے نہیں ہو سکیگا۔ دین و دولت کا حفظ و ناموس اور امور مملکت و
سلطنت کے اختلال کا جبر بادشاہ نا تو غیرت و حمیت کے مذہب میں واجب ہے اور یہ
امر بھی متحقق ہے کہ اگر دارا شکوہ کو مراد کے استیصال سے فرصت مل گئی اور وہ اس
مہم سے فارغ ہو گیا اور سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر دارا شکوہ سے مل گئے تو اسکو قوت
و شوکت عظیم ایسی حاصل ہوگی کہ وہ مہم دکن کی تدبیر میں لگے گا اور چونکہ اسکی طبیعت جبلت
میں کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ حلم و مدارا کچھ فائدہ نہیں رکھتا سلطنت
رس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر صبر اور ملک و دولت کی شورش پر اتنی
زیادہ تحمل نہیں کرنا چاہئے اسلئے اورنگ آباد سے اکبر آباد بادشاہ کی خدمت میں جانا
چاہئے۔ باپ کی خدمت میں رہ کر امور ملک کا نظم و نسق ایسا کرنا چاہئے کہ سلطنت کے
ارکان و قواعد میں فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ
کرنا چاہئے وہی اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے اور سلطنت و حکمروائی کے
گھوڑے خالی میدان میں دوڑا رہا ہے   بادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھڑانا
اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی خامی و بیوقوفی سے ادا ہی جا بلا
کی ہیں اسکو اپنے ساتھ لے جا کر باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرائے عالمگیر نامہ
میں تو فقط یہ لکھا ہے اسکو ہم نے ظفر نامہ میں بیان کیا اس عزیمت کی تصمیم کے بعد
اورنگ زیب نے سوچا کہ میرا لشکر مالوہ کی راہ سے گذریگا راجہ جسونت سنگھ اور قاسم خاں
بڑے لشکروں کے ساتھ اجین میں موجود ہیں اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ اپنی

میرے جانے سے راضی نہ ہوگا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ مین میرے لشکر کو روکین
اور محاربہ و پیکار سے پیش آئین اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی داراشکوہ ولیعہد
میرے لشکر سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے
قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ
و کل اسباب فوج آرائی اور لوازم نبرد آزمائی مین کوشش کی جاے اور ایک لشکر جو اس
مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اورنگ زیب نے اس بات پر توجہ کرکے تھوڑے
دنون مین ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کرلیا اور سپاہ کے سردارون کو
مناصب عالیہ و خطابہاے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہین بڑھا دین۔ غرہ جمادی الاولی
سنہ ۶۷ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ بہ رسم منقلا مقدمہ لشکر بناکے پہلے
برہان پور روانہ کیا۔ پانچوین ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور
بادشاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا
ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ مین اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان
بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ
اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد
سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل تک ساتھ چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت
کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور مین اورنگ زیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہان
آگیا تھا وہ باپ کی خدمت مین آیا اورنگ زیب نے یہان ایک مہینے توقف کیا
اس اثنا مین عیسی بیگ وکیل دربار جسکو داراشکوہ نے قید کرکے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت مزاج پرسی
کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار مین ایک مہینے تک برہان پور مین توقف کیا اس کو یہ
امید تھی کہ شاید باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ
مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگیگا اسکے ضعف و آزار کے سبب فرمان روائی

اور کشورستانی کے دستور العمل مین نہایت خلل آگیا تھا۔ پادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سر نو انتظام
کریگا اور داراشکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر
مسرت اثر کے انتظار مین رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت والی کا مژدہ سُنے مگر جو
اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت مین فساد اور اختلال پھیلتا جاتا
تھا اور اسی حال مین عیسی بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبرآباد سے آگیا اسنے دربار کے
اخبار و وقائع کو اور داراشکوہ کی تیرہ رائی اور حکمرانی و جہانداری کو اور بادشاہ
کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا راجہ جسونت سنگھ اجین مین خاندیش کے
ہمسایہ مین لشکر لئے موجود تھا۔ ۵ جمادی الآخر کو برہان پور سے اکبرآباد کی طرف
اورنگ زیب چلا۔ غرہ رجب کو وہ موضع ماندو مین آیا۔ ان دنون مین شاہنواز خان
صفوی کی نیت مین فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور مین رہ گیا وہان سے
آنے مین بہانہ بنا کے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے
ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے
ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کرکے قلعہ برہان پور مین مقید کر دین ان دونے جا کر
اسکا اپنے گھر سے سوار کرکے قلعہ مین مقید کر دیا اور خود الٹے اورنگ زیب پاس آگئے
اورنگ زیب متواتر سات کوچ کرکے دریائے نربدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسوین کو گذر اکبر پور سے
دریا سے عبور کیا راہ مین ہر روز بہت امیرون کو منصب خطاب عطا کئے اسکے پاس
چارون طرف کے رئیس آکے ملتے گئے۔ ۲۰ کو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۱۲ کو دیپال پور
سے کوچ کیا کہ راہ مین مراد بخش اُس پاس آ کر مل گیا۔ یہ دو نو بھائی موضع دھرمات پور
مین آگئے جو اوجین سے سات کروہ پر واقع ہے۔ راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام
لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے
اورنگ زیب نے نالہ چور نرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔

راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین مین آیا تھا۔ پادشاہ نے اسکو مراد بخش کا

تنبیہ و تاکید کے لئے مامور کیا تھا۔ جب اسنے سُنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مرادبخش آتا ہے
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لے کر بانس برلہ کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد
کی سرراہ پر گیا اور کاچرودھ سے تین کوس پر آن کر ٹھیرا جیسے مرادبخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مرادبخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دین اورنگ زیب نے
دریا نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہین پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مرادبخش سے لڑنے کے لئے آمادہ تیار
تھا جب مرادبخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اس نے
دیکھا کہ مجھہ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آن ملا راجہ جسونت سنگہ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مرادبخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پہ چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش مین
ہوا اور اب تک اُسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاء نربدہ سے پار آگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا مین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سدراہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھہ روز پہلے کبی رائے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگہ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت

غنیمت سمجھے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت میں چلو یا ہمارے سر راہ سے
ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ۔ نہیں تو لڑائی میں تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے
اس پیغام کو کچھ نہ سنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب تک کو الٹا بھیجدیا۔ جب
اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور تزک سپاہ میں مصروف ہوا
روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے لشکر و توپ خانہ و ہاتھیوں کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان و نجابت خان کو
ہراول کا سردار بنایا اور توپ خانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار
محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا۔ لشکر کی قراولی خواجہ عبداللہ و قتلباش خان کے سپرد ہوئی
اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی۔ ان فوجوں کے سرداروں کے ساتھ
اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہیں سپاہ کے میں لیا گیا
اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیرنامہ میں لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب
کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا
اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ میں حضور کے لشکر
سے لڑنے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے
سوا میں کسی اور طریقہ پر چلنا نہیں چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کرکے نبرد سے باز آئیں تو
حضور کی آستان بوسی کروں۔ اورنگ زیب نے اس بات کا اعتبار نہیں کیا اسکو جواب
دیا کہ ہم جنگ میں توقف نہیں کرینگے اگر تو سچا ہے تو لشکر سے جدا ہو کر تنہا نجابت خان پاس جا
وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائیگا تو میں تیرے
جرائم معاف کردونگا مگر راجہ یہ کب سنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا
سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجہ اور مسلمان امراء ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپ خانہ تھا اسکے ہمراہ توپ خانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور
کئے نامی سپاہیوں مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا۔ ہمیں اس گروہ

اورنگزیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اور اورنگزیب کی فتح

و گوردھن راٹھور کو التمش مقرر کیا اور اپنے تئیں قول میں رکھا اور افتخار خان کو بسرہ میں اور
مالوجی و پرسوجی اور راجہ دیبی سنگہ بندیلہ کو لشکر کی محافظت کے لیے مقرر کیا پانچ چھ
گھڑی دن چڑھا تھا کہ تیکروں میں لڑائی شروع ہوئی ۔ اول مقدمہ جنگ میں طرفین سے
گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامہ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق
و بان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکندرائو ہاڈہ و رتن راٹھور و
دیالداس جھالا اور ارجن گور تھے توپخانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی اور
ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپخانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے
شاہزادہ و نجابت خان خوب ان سے لڑے مسلمانوں کے تیر و تلوارین ہندوئوں کی
پیشانیوں کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندوئوں کے تیغ و سنان مسلمانوں
کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے ۔ غرض جب اورنگ زیب نے ان راجپوتوں کا غلبہ اپنے لشکر
پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار میں
صف آرا تھا وہ دائیں طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب میں تھا حملہ آور
ہوا ۔ اور تاخت و تاراج شروع کی ۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظت تھے تاب مقاومت
نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا ۔ دیبی سنگہ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آنکر پناہ مانگی
مراد نے اسکو بھی ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتوں
کو ہمراہ لیکر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا ۔
اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہیں کیا کہ وہ عاجز کشتنی تھی اسنے
کمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکہ و تعاقب میں جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو
جان کی امان دیں اور اسکا خون نہ گرائیں اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہوں
اورنگ زیب نے اس فتح کا شکریہ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور
چار ہاتھی عنایت کئے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری ذات و سوار کا اضافہ منصب
کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ میں جانفشانی ..

کو بھی انکو بڑے بڑے جاہ و منصب خلعت انعام دیئے اور انکے اضافے کیئے۔ اورنگ زیب نے ..
بلدہ اوجین سے باہر تین مقام کیئے ۲ رجب کو وہ یہاں سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کرکے ۲
شعبان کو حدود گوالیار میں آیا اور بلدہ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار
میں آیا تو داراشکوہ دھول پور میں آیا اور اس نے ایسی تدبیریں کین کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کرسکے اکثر مشہور گذروں پر اسنے توپ خانے اور آلات جنگ
لگا دیئے تھے۔ اورنگ زیب نے یہاں کے زمینداروں سے دریافت کرلیا کہ گوالیار سے دائین
طرف بیس کروہ پر بہدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہاں سے لشکر پایاب عبور کرسکتا ہے چونکہ اورنگ زیب
کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اسکی محافظت نہیں کی تھی
اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اس پر قبضہ
کریں وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پہنچے اور بے توقف پایاب پر بادگذر ندی سے انہوں نے
عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا
سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبرآباد میں ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے —

شاہجہان کا حال

اکبرآباد میں شاہجہان کے مرض میں کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہیں ہوا تھا
آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہوگیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبرآباد کی ہوا
بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہاں کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت
شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفا میں کمتر تھیں اسلیئے اطبا
نے تجویز کیا کہ اکبرآباد میں رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد
جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دارالخلافہ کی عزیمت کی کہ تابستان میں وہاں
باغ و بستان اور سلسل نہر کی طراوت سے راحت ہوگی۔ داراشکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی
نہیں ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسپر بادشاہ کی طبع مبارک بہت
مائل تھی اور داراشکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگہ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے نہ
بڑھنے دیگا اس لیئے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہوگیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جسونت سنگہ کے پاس رستم بیگ گرزبردار اور لیسیاول بیگ
گئے ہوئے تھے اُنہون نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سُنتے
سے داراشکوہ کے ہوش اُڑ گئے وہ خود اکبرآباد کو اُلٹا پھرا - نہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ
کو بھی منت و سماجت کرکے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے
مین کوشش کرنے لگا اور جن صوبجات اور محال سے منصبدارون و جاگیردارون کا آنا
ممکن تھا انکو بلا لیا اور اُنکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی سب کو اپنا ہمداستان
بنایا اور بادشاہ کے سارے عمدہ ملازمون اور امراء کو چرب و نرمی و ملائمت و لُطف و احسان
و رعایت سے استمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کے نوکرون
اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کر لیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توپخانہ شاہی
سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے - کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے - خزانہ کے مُنہ
کھول دیئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا
سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو جس نے
قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا
تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کا پیشکش لے آئے جو اُسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان
نے دینی قبول کی تھی داراشکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ لکھ
بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا -
اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سُنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا - وہ
بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لے کر اورنگ آباد مین آیا
کہ یہان سے بادشاہ کے دربار مین جائے مگر اسکی خباثت کو اورنگ زیب نے سنا تھی
مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جاینگے معظم خان نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل مین جب تقاعد کرنا چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کرکے دکن مین
نگاہ رکھا - داراشکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے بداندیشی اور بدگمانی

داراشکوہ کا محمد امین خان کو قید کرنا -

بادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے
اتفاق کرکے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا
دارا شکوہ نے اپنے گھر مین بلا کر امور غیر واقع سے متہم کرکے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار
روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اسلئے دارا شکوہ
سے خود اسکے حکم کو منسوخ کرکے اسکو رہا کرایا شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب سے
دارا شکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے تخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلہاڑی مارے گا
وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر دارا شکوہ اپنی
لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون بادشاہ کے ہاتھ سے سررشتہ اختیار
و اقتدار جا چکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔
۱۶ شعبان کو دارا شکوہ نے خلیل اللہ خان کو برسم منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ
کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جا کر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریا
چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگا کر اور سپاہ مقرر کرکے محافظت کرے۔
۲۵ شعبان کو اکبر آباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو
ہمراہ لے کر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کرکے دھولپور مین آیا اور اس ہر دو طرف
کے زمینداروں کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف
پایاب ہو کر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ
اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے انکو اسنے طلب کیا تھا
وہ جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی رائے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کارزار
و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب کے عبور ہونے کا جو دریا
کیسے مانع ہو سکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو دارا شکوہ اس لشکر سے
لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور راجپورہ آیا (اکبر آباد سے دس کروہ
پر ہے) اور دریا سے چمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

فوج کی ترتیب مین مصروف ہوا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ و ستیز سے
باز آ گیا اُسنے نہ سُنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور تواتر کا ضعف تھا
گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے
اس لشکرگاہ مین جہان دونون بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائے منازعت کو مٹا کے مصالحت
کرائے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونون لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا
کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے
جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے
پر راضی نہین ہوا۔ اُسنے حیلے حوالے کرکے اس کام کو تعجیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار
مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اورنگ زیب نے دریائے چنبل سے عبور کرکے دور دور مقام کیا کہ سپاہ و لشکر نے جو مسافت
بعید طے کی تھی آرام پاسے جب اُسنے سُنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد سے
آتا ہے تو پہر رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا۔ ۷ کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس کے
پر آ کر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی عزیمت معلوم ہو۔ اسی وقت
اورنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کرکے جنگ کے عزم سے سوار ہوکر
اپنے لشکرگاہ سے آگے بڑھا۔ لو مین آگ برسا رہی تھی زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے
غلبہ سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے
تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ اُلٹا چلا گیا اُس دن
اورنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ و پانی کی قلت
مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکرگاہ مین مقیم ہوا اور
حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچل قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین
تقسیم ہون۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگ زیب کے اس حکم سے لشکر کے سردار
اور سپہ احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر رہے جب صبح ہوئی

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور
شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ
محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی۔ جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا۔ التمش کی سرداری
شیخ میر کو مفوض ہوئی۔ دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی
اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ
عبد اللہ بیگ کو قراولی۔ اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ
بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا۔ اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ تائید
آفریدگار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیم کے
کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا۔ ۷ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو
پہلے تجویز ہوا تھا۔ داراشکوہ کی ترتیب افواج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف
تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں توپخانہ
بادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کردیے تھے۔
راؤ ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ
اسکا ضمیمہ کیا۔ خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ
جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا۔ قول کے یمین و یسار میں خود میمنہ کا سردار
ظفر خان کو اور فوج میسرہ کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا۔ پہر دن چڑھے لڑائی
شروع ہوئی۔ دونو طرف سے اول بان و توپ و تفنگ چلے آتش حرب جب اور زیادہ
تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی۔ جرانغار کے سردار سپہر شکوہ
اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آئے تو توپوں کی مار سے وہ پیچھے
ہٹے۔ رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ غنیم نے
دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کر
مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

زخمی ہوا اسکے ہمراہیوں میں سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ
ہوئے غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے دفع نہ ہوسکی قریب تھا کہ برانغار میں
انتشار آجائے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اُسنے دشمن کو پرے ہٹایا
اس جنگ میں رستم خان جنگ مستانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا
اورنگ زیب کے برانغار میں سے حسن بخش و سیف خان وغیرہ بہادر [illegible]
و [illegible] بہت زخمی ہوکر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج دارا شکوہ کی
اورنگ زیب کے توپ خانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ میں ٹھیر نہ سکا دست
راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار میں تھا جا بھڑا خلیل اللہ خان پھر برانغار کی
فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اوزبکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتوں
نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ و رام سنگہ راٹھور [illegible]
گور و راجہ سیوا رام برادرزادہ راجہ [illegible] گور اور دلیر و نامور راجپوتوں کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آگئے اور راجہ روپ سنگہ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اتر کر جلادت و بہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی بہادری
دیکھ کر اپنے نوکروں کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر
اسکی اس گستاخی سے متحمل نہ ہوسکے انہوں نے اسے مار ڈالا یہ واقعہ اورنگ زیب کے
رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ [illegible]
عنایت فرمائے اورنگ زیب بھی عجب [illegible]
تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے [illegible]
اور لطف خوشی کے سبب [illegible] جو [illegible] پر [illegible] جنگ
میں بخشایش و رافت سے [illegible] جو دشمنوں کے لئے [illegible]
جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور اور عمدہ راجپوت جو اس
جنگ میں اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اُسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

کہ اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیرخان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی
ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے
لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت
موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی
سے اُترکر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب کے ہنگام
سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش
باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مرگیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا
بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ داراشکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ زیب
نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبرآباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی
مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و
حکومت رکھتے تھے انہون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ داراشکوہ اپنے چھوٹے بیٹے
سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبرآباد گیا اور اپنے گھر مین جاکر اُترا خجالت و شرمساری کے
سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو
کیا منہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو
خوب پہچانتا تھا اس لئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ
ذلت و خواری اُٹھاتا تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔
اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا
اور اشرفیان جو اس اضطراب سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا۔ اندھیری رات مین
سپہر شکوہ و چار پانچ سو سوار اکبرآباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اسکے
بعد اسکی سپاہ شکستہ جنمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے آہستے جاکر ملے اس طرح پانچ ہزار
سوار اس پاس جمع ہوگئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچ گئے مگر اکثر نوکر اس سے جدا
ہوکر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

اور اکبر آباد میں دارا کا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی
اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا ۔
اس لڑائی میں یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتوں کے ساتھ رشتہ
ہو اور اس قوم پر از حد نوازش ور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتوں کو مسلمانوں
کے ساتھ اور مسلمانوں کو راجپوتوں کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی
سلطنت کے فیصلہ کرنے میں انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہوکر اسکا فیصلہ کراتے
جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ میں شکر ادا کیا۔ اور
افواج کو ہمراہ لے کر مخالفوں کے لشکرگاہ میں گیا۔ دشمنوں کی منزلگاہ میں غارت اور تاراج
کی جاروب نے صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا اورنگ زیب اس خیمہ
میں جب تک ٹھیرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا امرا رفیع القدر اور اخلاص شعار
تسلیم مبارک باد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے ۔ مراد بخش کا چہرہ زخموں کے لگنے سے
گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخموں پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و
نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے جب بادشاہ کا
خیمہ لگ گیا تو وہ کھڑا ہوا اور سرانجام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئیں اور جن امرا و
نوکروں نے اس جنگ میں کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت
و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیاں ہوئیں اور ہر شخص کو اسکے
رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرائی کشتوں
کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ میں اورنگ زیب آیا جمنا کے کنارہ
پر مکانات میں اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمیں صورت حال و صف
آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب
کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت میں آیا پھر اور
بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت میں آئے اور انہوں نے بڑے بڑے انعام و خلعت

و خطاب پائے ۱۰ ار رمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل میں آیا۔
یہان اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میرسامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت میں روانہ
کیا۔ انہوں نے باغ نور منزل میں بادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جنکے لئے وہ
مامور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز
بادشاہ کے حکم سے یہ دونوں آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم بہ عالمگیر
انکے ہاتھ بادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امرا اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر اسکے ٹھیرنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے
سنا کہ مرادبخش کے نوکروں کا نظم و نسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خود سر
ہوئے ایمن سے بعض حکم کے برخلاف شہر میں جہان جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر میں اراذل و اوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش و آرامش میں فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کر کے حکم دیا کہ وہ شہر میں جا کر انتظام کرے حسب الحکم
۱۳ ار رمضان کو محمد سلطان اور خانجہان بہادر سپہ سالار شہر میں داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن و امان کا مژدہ سنایا و لطف و احسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کر دیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت میں آتے جاتے تھے
اور منصبوں اور جاگیروں پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری میں
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے آمین و اقعہ طلب مفسد و بیخ فساد
مچا رکھا تھا اورنگ زیب نے جعفر خان ولد اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم مہمات سپرد کی ۱۷ ار کو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت میں جائے وہ حسب الحکم قلعہ میں دادا کی خدمت میں گیا اور باپ کی طرح ادا
و کورنش بجا لایا ۱۹ ار کو شاہجہان کے کہنے سے بیگم صاحب باغ نور محل میں اورنگ زیب

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے رایان جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیون اور کل زمرۂ اہل قلم و ارباب محاسبات کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین فتور و اختلال آیا تھا اُنہون نے اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا انکے باب مین اُسنے احکام دئیے۔ غرۂ رمضان سے ۱۲ تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب ہوئی منجملہ اُنکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغہ و خنجر مرصع علاقہ مروارید کے ساتھ اور دو زنجیر فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔
۱۳ رمضان کو داراشکوہ اپنے پانچہزار سوارون کے ساتھ دہلی مین آگیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ یہ سوار شاہجہان نے اس باب مین بھیجے تھے اور پرانی دلی کے قلعہ مین ایسا اترا جیسے ویرانہ مین اُترتا۔ اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا۔ وہ خود اکبرآباد مین مقیم تھا کہ داراشکوہ دہلی مین توقف کرکے پھر لشکر و سپاہ کا سامان تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانہ جات پادشاہی کی اشیا اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیوں پر امرا کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا۔ جسکا مال جو ہاتھ آیا اسکو ہاضم کیا۔ اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا اُسنے ان امرا کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جمنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھا تھا کہ اسکے لشکر کے آنے کے بعد دونون لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی شکست اُسکی مین ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امرا و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیہ خطوط و استمالت نامے فریب آمیز امرا کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امرا اور ولایت کے حکام کو بھیجکے اغوا کرتا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت [illegible] کو اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امرا اورنگ زیب کے ساتھ نا متفق ہو [illegible]

انکی اوضاع سے اورنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا انپر اثر رکھتا ہی داراشکوہ
پوشیدہ نوشتی باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا۔ چونکہ آدمی کی نہاد
مین یہ امر داخل ہی کہ وہ نقوش وساوس کو اور اتنا تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصًا جو نیکخواہی اور
خیر اندیشی کے لباس مین غلط نما ہوکر خرد آشوب دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت والفت وطرفداری کو دور نہین کر سکتا۔ جب حضرت
شاہجہان نے افضل خان کے ہاتھہ یہ فرمان اورنگ زیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے
فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق سے
اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آکر
سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگ زیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی یاوری
اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملازمت
کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جائے بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش
ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگ زیب دل سے چاہتا تھا کہ مین
باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجا لاؤن اور خاطر اشرف کے استرضا
مین کوشش کرون اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اسکو بالمشافہ پوشیدہ
اغیار استین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہو جائے اور صفائی ہو جائے لیکن شاہجہان کو
داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع
مین آیا تھا وہ اسکے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگ زیب نے باپ کے ملنے کا ارادہ کیا تھا اُسکو
ترک کر دیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کر رہا ہے تو اُس نے
اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگ زیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان
کو ایک لشکر کے ساتھ دار الخلافہ اکبرآباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔
فاضل خان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی
اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ میں بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا
ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ وقت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار
اشرفیاں انعام دیں اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اورنگ زیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اسی تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ
کے حکم سے دادا کی خدمت میں گیا اور پانچسو مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذرانے
دادا پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کر کے اسکو رخصت کیا
دارا شکوہ جانتا تھا کہ اورنگ زیب دہلی میں آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار وہ دہلی
میں کر رہا تھا راہ میں روکے گا اور مجھ سے ملنے نہیں دیگا اسلئے اسنے جب سنا کہ اورنگ زیب
دہلی آتا ہی تو وہ ۱۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق
باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہو سکے تو تمہارا کی اس
طرف سے یوریہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند میں یا لاہور میں آجاؤ۔ الہ آباد میں
دارا شکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا اورنگ زیب کی اطاعت نہیں کرتا
تھا بر سر فساد تھا اسلئے اورنگ زیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا
کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ
نکرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مرادآباد کی بحالی قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہاں روانہ کیا۔
ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبد النبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسی طرح
سے قلعہ دار و فوجدار و صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزاروں روپئے انعام دئے خانجہان کو
جسکو بادشاہ نے داراشکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہزاری
ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیر الامراء کا خطاب یا دو کرور دام کی جاگیر دی۔
خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام تنخواہ کی جاگیر دی دلیر خان
و عبد اللہ خان ولد سعید خان بہادر مرحوم نے سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگ زیب

پاس آئے اسنے اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا۔ ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا۔

بلے اَنکس کہ ظل ذوالجلال است	شرکتش چون شریک حق محال است
شہنشاہ فردمی باید در اقلیم	دریکتا بود درخور دیہیم

مرادبخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون عالمگیرنامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مرادبخش کو تمناء سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک و سلطنت کی وراثت کا دعوی مجھی پہنچتا ہے ور ہندوستان کی فرمانروائی اور سرداری اسکو پہنچیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر مشوش پھیلی تو بے تحقیق حال ور اندیشہ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لے لیا اور سرکار بادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال ور اشیا تھین اُن پر متصرف ہوا اور آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد علی شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی مہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی مہمات کی کفالت رکھتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اُسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم پاسداری کے نظنہ سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی و خودرائی اختیار کی۔ مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا۔ جب اخبار مشوشہ کا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور تحقیق ہوگیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مرادبخش کچھ ہوش مین آیا۔ اور اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس لیجاکر عفو تقصیرات معاف کرادے مگر اب بھی ناداتی اور بے خردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا۔ تخت و چتر و سائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اُس کی خردسالی و جاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب آہستہ درگذر کرتا تھا

مرادبخش ... [illegible]

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ اپنی
نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب داراشکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ...
اورنگزیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل میں نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے
سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔
اور بادشاہی بندوں اور امرا کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف
دعوت کی۔ یوں کچھ امیر اسکے طرفدار ہوئے انکو نامناسب مناصب اور بے موجب روپئے دیے اور
آدمیوں کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔
روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگزیب نے اکبرآباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے
بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنوں اورنگزیب لشکر کے پیچھے کوچ کرتے اور چند
گروہ پیچھے کینے کی کمین میں رہتا اسلئے اورنگزیب اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ
سمجھکر کہ خلقت کی آسایش و امن میں اس سے شورش پیدا ہوگی تو اسنے بلطائف دلفریب تدبیر
دستگیر کیا جیسے اسکی تنبیہ تادیب ہو جائے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۵ ماہ شوال کو متھرا
میں جب مراد بخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر کے سپرد
کر کے شاہجہان آباد بھجوا دیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

شاہزادہ مراد بخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلوں کی رعایت اور
خطابخشی میں بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن سے ان عقیدت بزرگوں کے اس قول پر خیال
نہیں کرتا تھا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند۔ وہ اورنگزیب کے دلفریب عہدو پیمان اور نقد و جنس کی
تواضعات کے بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی
سادہ لوحی سے تمنائے سلطنت کو لوح دل پر نقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا۔
اور بھائی کے عہدو پیمان کے عدم ایفاء کا توہم بھی اسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہوا خواہ
کمتر گوش گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس مادہ سلوک میں کہ ملوک کا تخت وارث

ملک کے ساتھ زمانہ سلف میں کیا مگر وہ نہیں سنتا لیے تھا یا چند آدمیوں کے ساتھ بھائی کی خلوت میں
جاتا۔ ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خصلت نے اس وقت کہ مراد بھائی کی پاس
جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہیں ہوتی میں نے عالم رویا میں مکرر دیکھا ہے جو
عہد پیمان آپکے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہیں وہ اعتماد کے لائق نہیں ہیں مراد اس بات کو
ناخوشنا سمجھا اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم
کی نصیحتیں کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتوں سے محبت و قرار عہد میں اختلال پڑتا ہے القصہ شوال کو
متھرا میں منزل ہوئی اول روز میں مراد بخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہیں کرتا اسکو دستگیر کر لیا
اس رات کو چار حوضی پردہ دار ہاتھیوں پر رکھ کر چاروں طرف روانہ کئے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج
اور دو سردار نامی مقرر کئے اس حوضہ کو جس میں محبوس بٹھایا تھا شیخ میر دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کو روانہ کیا
یہ تدبیر بایں احتیاط اسلئے کی گئی تھی کہ جس حوضہ میں اس محبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر مبادا رستے میں ہوا خواہ حملہ
نہ کریں اور اسکے تمام خزانہ اور کارخانے قبضہ میں آ جائیں اور ایک دام و درم ضائع نہ ہوا سب بہم پہنچ
تاریخ ہندوستان کے مصنف صاحب اس واقعہ کی نقل کرتے ہیں جنکے پڑھنے سے وہ ہی مزہ آتا ہے جو کہ سردیا اخبار
ہند میں آجکل واقعات کے بیانات کے مطالعہ میں لطف آتا ہے کہ ایک چھوٹی بات اس وقت سے ہماری
گھڑ کے بیان کرتے ہیں جسکو پڑھکر لوگ ذرا بھی تامل کریں جو اصل حقیقت حال سمجھا وہ تھا ہو آن گھڑ کر پڑھا دیکھا ہے
کہ جب آگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مراد بخش کے خاص دوستوں نے خاص کر
شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ میں اپنی لشکر کے
ساتھ رہنا چاہئے حرب نرم و درباں چاپلوسی کی افراط میں ہمیشہ فریب و دھوکہ ہوتا ہے
بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہیں اور آپ کی پادشاہی کو اورنگزیب بھی
تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائیں اپنے
بھائی کو تنہا دارا شکوہ کے تعاقب میں جانے دیجئے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو
اورنگ زیب بڑی مشکلوں اور حیرانیوں میں پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر
نہ ہوا اسنے اپنے بھائی کے ان وعدوں اور قسموں پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

قرآن پر قسم کہاکر ہوئے تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے چار
چھوٹی منزلون کو طے کرکے متہرا مین اُنہون نے قیام کیا۔ مراد کے ہواخواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا
اور سُنا کہ جس سے اُنکے دل مین شُبہے پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ اُنہون نے کوشش کی کہ مراد کو بہکاکر ڈرائے
اُنہون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کرلیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد
ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگہون سے جسکی اطلاع ہمکو
آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آجکے دن تو اُدھر رُخ بھی
نہ کیجیے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنائیے جس سے اورنگ زیب
حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اورنگ زیب کی تیزدستی
و چاپلوسی و ریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہواخواہون کی
دلائل اور منت و سماجت کیا اسکی سمجھہ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی
اُسنے میرخان و تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی
اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی
کہ جسکے سبب آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسکے چہرہ کا
پسینا پونچھا اور گرد دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر بہتی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین
محبت و الفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ بیچ مین اُنکا تار نہین ٹوٹا جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل و شیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اُٹھا
اور مسکرا کر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھے مشکل ہے کہ
مین تمہارے ساتھ اس مے نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھہ پر لازم ہے کہ مین یہان سے
غیر حاضر ہون مگر آپکی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میرخان اور اور احباب آپ کی خدمت
مہمانداری کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت مین بہت شراب پینا داخل تھا جب تیز شرابین
اسکے آگے آئین تو اس قدر اُنکو پیا کہ بہت مست ہوکر بےخبر سو گیا اورنگ زیب کی مراد بر آئی
کہ مراد بےہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

مراد کا دہوکا کہانا

اپنے آقا کے خوابِ راحت مین خلل نہ ڈالین میر خان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا۔ جمدھر
اصل مین یا مادھار یعنی موت کا لانے والا ہے — یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ
پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض مین دو پھالا اور بعض تین پھالا ہوتے ہین۔
منوچی سے پادری کیٹ رو نقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم کے بیٹے
شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چھ برس کا لڑکا تھا۔ اورنگ زیب نے اپنے سوتے بھائی کے
ساتھ یہ ایک دل لگی کی کہ پوتے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھا لاؤ کہ مراد جاگے
نہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو
ہتھیارون کو مصاحب کے خیمے مین لیگیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے
لیے خیمہ مین آیا اور آتے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین مارین جب اس نے
آنکھین کھولین تو اسنے ملامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے
کہ تو بادشاہ ہو کر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دنیا کے لوگ میرے اور تیرے حق مین کیا
کہینگے۔ اس کم بخت شرابی کے ہاتھ اور پاؤن باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا
سونا وہان سوئے۔ حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی۔ پانچ چھ سپاہی دوڑ پڑے
اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا
مارتا اور دہائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا۔ بھلا یہ تشدد مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی
طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اسکے آدمیون نے غل شور مچایا۔ مگر مراد بخش کے میر آتش علی نقی نے
اسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی
فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکا یک نہ چڑھ آئین مگر رات کو جاسوس الٹے سیدھے
بھیجے گئے تھے۔ جنہون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کر کے بیان کیا کہ
کوئی بڑی بات نہین ہے ہم وہین تھے کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے
اختیار مین نہین رہا تھا بدکلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک
کہ اورنگ زیب کو اسنے مغلظ دشنام سنائین وہ دنگہ اور اودھم مچایا کہ کسی طرح

سنبھالے نہ سنبھلا - ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا - صبح کو جب رات کا نشہ اُتر جائیگا تو وہ
پھر آزاد ہو جائیگا -

اس اثناء میں بڑی بڑی رشوتیں اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گئیں اور بڑے بڑے وعدے
اُنسے کیئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے
تھے جو پہلے نہیں جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُس
شورش کا نشان بھی بمشکل سے ملتا تھا -

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری میں بند
کر کے دہلی بھیجدیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ میں جو جمنا کے بیچ میں بنا ہوا ہے مقید رہے
ایلفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان جسکے جو غالباً اُنھوں نے کسی داستان گو
سے سنکر لکھی ہو گی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب متھرا میں لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب
کو دعوت میں بلایا جب وہ آیا اور دونوں بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے
جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ پوشاک میں جاکر کرنے کا وقت
یعنی اورنگ زیب کا اب سمجھ لینا چاہیئے تو اورنگ زیب نے جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال
جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چپکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ
اور اس اشارہ کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ
پیٹ کے درد کا بہانہ بناکے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا - تیسرے روز یہ درد مصنوعی جاتا
رہا - مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی - بھائی نے اسکی دعوت کی - خوب ناچ رنگ کیا
ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی
اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بیہوش کیا اور اسکے امراء بھی
شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوالئے اور اسکے
ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کیئے مراد جو نکا کچھ آدمیوں کو لاتیں ماریں تو
آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ یا

پاؤن ہلائے تو اسکو ابھی قتل کرڈالو تو یہ سنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہو گیا اور پاؤن بھی بند ہو لئے۔ شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمہ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسیان کاٹ دین وہ اسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل رہا تھا گرفتار ہوا اور باقی امرا کو مسلح آدمیون نے پکڑ لیا انہون نے اورنگزیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق بحفاظت کامل آگرہ کو روانہ کئے گئے۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان ۱۰۶۸ھ کو اورنگزیب نے آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کروہ ساحی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مراد بخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامرا وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی اور مواجب مناصب ہ بیست و دہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر بہ سبب صورت بہین منصب کی طمع مین اکثر لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور آناً فاناً مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہو گئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک رفاقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا کو دلی مین نقل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مراد بخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو ... اورنگزیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجیے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالی پنجاب کابل اور کشمیر اور ملتان آپکے تفویض دیا جائیگا۔ اس معاملہ مین آپ مطمئن رہین اور جلد تشریف لائین تاکہ بالاتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سرانجام پائے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفا کیجیے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر مین ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ داراشکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہین ہے
سلطان مرادبخش نے بالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا مین آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو یکدلی و یکجہتی کے خلاف جانا اور خلوت مین
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت مین کہ بڑے بڑے کام کرنے درپیش ہین و حسب دلخواہ
ابتک انکی صورت نہین بگڑی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہین ہوئی۔ مراد کی
ان اداؤن سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہوا خواہون کی
تعداد کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جاوے۔ جب رائے اس طرف ہوئی تو اول اسکے
ساتھ کے امراء عظام کو بڑی بڑی رشوتین دیکر اور بڑے بڑے وعدے کرکے اپنی طرف
کر لیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مرادبخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس وقت بعض
خیر اندیشون و ہوا خواہون کے منع کر لینے سے کچھ بہانہ بنا کے نہ آیا۔ اورنگزیب کے دل
مین یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ اسنے متھرا مین قیام کیا اسکو یون
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی مین صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مرادبخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہون نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگزیب کی طرف سے
اطمینان نہین کہ وہ آپسے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این محض وہم
است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ باوجود عہد و پیمان مؤکد باغلاظ ایمان از ان
حضرت این ہمہ تردد و مسلط شدن واہمہ را بر خاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑکر آگے مہم کے
لیے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجا اور
پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انہین بغیر آپ کی صلاح و مشورہ
لینے کے مین آگے کوچ نہین کرسکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے
اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوسرے امور مرجو
کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور
سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہوگیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لیے متھرا مین گیا
اسکا خاص ملازم نورالدین اورنگ زیب کے ساتھ لگ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا
اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعتہً شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ
رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے
لیے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض نا آشنا تھا۔
وہ نورالدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا
دار دولت مین بیاسے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال
کو دوڑے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر چھوڑا
کہ اندر جگہ تنگ ہے . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش
آیا اور بہت اپنی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا
کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجیے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت
کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو و مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش [illegible]
پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کونے مین
دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہو گیا استراحت کے بہانہ سے
حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آکر اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر
اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی —

خوابگاہ مین آن گھسے انکے پاؤن کی آہٹ سے اور شمشیر کی صدا سے سپہ سے اُس کی
آنکھین کھلین تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہو کر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیارون کا پتا نہ پایا تو یہ
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہو کر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے درست اخلاص
اور صاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا ضامن طرفین مین قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجا لائے۔ یہ سنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے ارشاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے ان دنون مین کچھ ایسی باتین سرزد ہوئین جنسے فتنہ و فساد و خلقت
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگون کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ مین کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند و سمجھدار
لوگون کو ملک کے امن و امان مین خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام مین فتور آجانے کا یقین
ہوگیا اسلیئے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک و سلطنت کی مصلحت کے لئے کچھ دنون تمکو
گوشۂ عافیت مین بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن مکن کے درد سر سے چھڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو۔
میرے دل مین نہین ہوا اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہد و پیمان مین جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہین آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے
پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لیئے موجب بہتری سمجھ کر حزن و ملال کو طبیعت
مین جگہ نہ دیجیے ع درطریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) جس شی کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لئے خیر ہے —

اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ مین اتفاق ہے —
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان مین لکھی ہین اُنسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہین۔ دوان اسکی باتین بڑی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہین لیکن یوں کمال اخلاق مین وہ حسن اخلاق مین داخل ہے۔ ہر پادشاہ اپنا قبضہ

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح ٹھکانے لگائے کہ ملک کو اسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علیحدہ ہوکر یہ امرا آئے راجہ جیسنگہ اور رائے سنگہ اُس کا برادرزادہ راجہ سبحان سنگہ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگہ مثل اور راجپوتیا
راجاؤن کے دارا شکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندؤن کے
حق میں اچھے تھے سوا ازین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک اُسکا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب اسکو شرم آتی تھی کہ وہ بلخ میں توران تک اسکے
ساتھ لڑائیون میں شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے باہر تھا سوا ازین اسکے ایسا سلطنت
کا تخت اسکے قدمون کے تلے تھا اب تیشہ لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اٹھتا غرض اسنے
اپنی صلاح و فلاح اسی میں دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس گیا۔ مرا بخش کے رفقا میں سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگہ اسی بیادرانا۔ قطب الدین خویشگی و راجہ بہی سنگہ
سیسودیا۔ سید حسن و سید شیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و مجاہد
پیچا پوری و محمد عابد نیلا وری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیا اور بعض اور کے سردار
علی قلی بیگ و میر فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی پچھلی چھبیس ہزار کے قریب ہے
اسکو ملاحظہ کرائیں ان سب کو اسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنالیا اور انکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدئے۔
دارا شکوہ کو اپنی پادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دلی سے لاہور بھاگا تو راہ میں
سرہند میں چند روز قیام کیا۔ یہان کی مہمات کا انتظام و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب اس نے
یہان دارا شکوہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ دوراندیشی وہ پیش بینی کرکے کلہی جنگل میں بھاگ گیا
اور اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال بیس لاکھ روپیہ کا بعض جنگلون میں

اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور دارا شکوہ و سلیمان شکوہ کے لیے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہوتا -

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا - یہان سے لاہور
کو روانہ ہوا جو اُسکی جاگیر مین تھا - جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا -
انمین سے بعض کو ڈبویا بعض کو توڑا - اُسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی
کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نہ سکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب
پایاب نہین اور کشتیان ناپید ہین - گذرگاہون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ
مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچے - جبتک برسات ختم نہ ہوگی
اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکے گا - اس عرصہ مین لاہور مین خزاین پادشاہی اور اپنے اموال
پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور
اسباب تجمل پر اور دوات بزرد و بیکار پر متصرف ہوکر اپنی اصلاح حال فارغ البال
ہوکر کرینگا لشکر و سپاہ جمع ہوجائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے معارضہ خوب ہوگا - مگر وہ اس سے
غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو
نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اُسنے امیرون کو بھیجا تھا -
اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ
چلنا دشوار تھا پھر دریاے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اس نے اور اسکے
لشکر نے بھی بکر مہر کرانیون میں مشقت شاقہ اُٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین
مگر اُس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے
اور مین خود آسایش کرون اور (فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ) پر خیال کرکے
پنجاب کا قصد کیا -

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ پچیسوین روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی -
اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم
اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلیے باغ اعزآباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت
پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُس نے داراشکوہ کی استیصال کو کمال

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہین کیا۔

عالمگیر نے داراشکوہ کے تعاقب مین بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ کو سپالار بنا کے ۲۴ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونو لشکر یکجا جمع ہو کر آب ستلج کے کنارہ پہ پہنچے اور وہان اُسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر مین مشغول ہون اور گذرون کو تحقیق کرین اور اُس طرف کے حالات کو معروض کرین۔

عالمگیر نے جب یہ سُنا کہ سلیمان شکوہ آب گنگ سے اُتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اسکے اپنے اور اُسکے باپ کے نوکر ساتھ مین جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہو سکے تو بوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جا کر باپ سے ملجائیے تو اُسنے امیر الامراء کو ایک لشکر کے ساتھ ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کا آب گنگ سے عبور کرنے کا سدراہ ہو اور ایک اور لشکر بھی بسرکردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ پار گنگ سے عبور کر آئے تو اسکو دریائے جمنا پر روکے جب سلیمان شکوہ کے سدراہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔ گو ابھی گردِ سفر اُسکے چہرہ سے نہ اُتری تھی۔

تمذرین لشکرکشان ہنوز تر تیاسودہ از بار جبہ تنے		عرق ناکہ اسپان لاغر ہنوز نرستہ ہم از رنج رہ توسنے

۲۸ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعزآباد سے روانہ ہوا۔ ۱۴ کو بادشاہ کرنال مین آیا یہاں آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ رو مین کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا۔ بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج سے پار اُتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان داراشکوہ کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا جب اُسنے سُنا کہ گذر تلون پر داراشکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا مگر اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلا لیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذر تلون پر تو مخالفون کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی راہنمائی و مشورہ سے گذر رو پر سے اُتر گیا جو تلون سے دائین طرف اُوپر کی جانب ہے اس لئے

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دار الخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیون کو چھکڑون پر لا دلیا تھا۔
یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کر دین کل پچیس کشتیان تیار ہوئین ۱۷ ذیقعدہ کو
پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا پہر رات باقی ہوگی کہ دریا کے
جنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھ سو آدمیون کو کشتیون مین بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی
کشتیون سے اُترے اور توپخانہ کو پیش رو کر کے مخالفون کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے
اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب مین آ گئے نہ لڑ سکے فرار ہو گئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے
جمائے اور مخالفون کی جگہ پر ہو بیٹھے بھگوڑے بھاگ تلون مین اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا
لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اس طرح گھاٹون پر جو اور فوجین بیٹھی تھین بھاگ گئین
اور سلطان پور مین جمع ہوئین اور دارا شکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے بیمار ہونے
کی خبر بادشاہ سُنکر بہت جلد رو بہر مین آیا اور لشکر کو پار اُتارا ——
دارا شکوہ کو ۲۰ رمضان کو شکست ہوئی تھی ۲۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الٰہ آباد
سے تین منزل پر نواحی کڑہ مین باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر دارا شکوہ
کا فرمان آیا اس مین اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر مین اس
خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت مین تفرقہ ڈالا شاہجہان کو ابتک دارا شکوہ کے احوال پر
توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان
شکوہ کو لکھا کہ اپنے باپ کے نوکرون اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی
مضمون کا رقعہ دارا شکوہ نے اسکو لکھا اور امرا اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے
کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبرا کر راجہ جیسنگہ کو بلا کر مشورہ
لیا بمقتضاء اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ۔ راجہ نے کہا کہ صلاح یہی ہے کہ بسا جہان تک ہو اسکو لے کے
بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہو سکتا تو الٰہ آباد کو مراجعت کرو
اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھیرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ سے رفاقت
اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اور نگ زیب

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل میں آیا اور پھر اسکے پاس نہ گیا۔ دوسرے روز دلیر خان سے سلیمان شکوہ
نے مشورہ لیا دلیر خان نے یہ رائے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجیئے اور دریائے گنگ سے عبور کر کے
شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانوں کا وطن
ہے وہاں افغانوں کی اقوام کی اور اوروں کی سپاہ جمع کیجیئے پھر جو صلاح وقت و مقتضائے حال
ہو عمل میں لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجیئے گا تو میں آپ کی رفاقت
و ہمراہی کرونگا ورنہ میں اپنا رستہ لونگا سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے
روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جے سنگھ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیر خان کا بڑا دوست تھا
اس نے دوستانہ نصیحت . . . کی کہ کیوں احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برباد کرتا
ہے میرے ساتھ بادشاہ پاس چل کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز
جب [illegible] دلیر خان کی [illegible] الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیر خان نے معذرت
[illegible] اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے
[illegible] اس خبر کو سنا متفرق ہو کر
[illegible] ساتھ دہلی جانے کا ارادہ
کیا [illegible] اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی
[illegible] الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنا وہ
[illegible] الہ آباد میں آیا اور سات روز یہاں ٹھہرا۔ پھر غور صلاح
[illegible] ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا تھا۔ ایک جماعت کی رائے
تھی کہ الہ آباد میں [illegible] اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تصرف میں لائے اور جو دوسری جگہ
ایک [illegible] صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ میں چلئے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالئے اور
[illegible] کو اپنا بنائیے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جنکا وطن میاں
[illegible] چاہیئے کہ جاؤ پور اور نندیہ (نگینہ) کی طرف چل کر دریا پار
[illegible] ہر دوار سے جمنا پار ہوں اور پنجاب میں جا ملیں —

بڑا ایسے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آ کی اموال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل حرم
کو قلعہ الہ آباد مین چھوڑا۔ سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سے عبور کیا اور منزلین
طے کرنی شروع کین ہر منزل مین اوسکے اور ساتھی لوگ اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز
اسکی شوکت و جمعیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر پرگنہ ندینہ مین آیا جو بیگم صاحب کی
اقطاع مین تھی اُس نے سنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہے کروری سے اُسکو وصول کرنا
چاہا وہ بھاگ کر اپنے گھر مین چھپا سپاہ نے جاکر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول
کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مقید کیا سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون مین
تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔
اسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے کہین دریا پار نہ جا سکے تو
ناچار مرادآباد کے پاس سے گذر کر چاندی مین آیا جو ہردوار کے محاذی ہے اور ولایت سری
نگر کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان بیوتات کو دارا شکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا
تھا اور وہ سلسلہ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو۔۔
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار مین یہان
ٹھیرا اس اثنا مین امیر الامرا فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ مین اسکے مقابلے کی کہان
تاب ہے تو ان ہی ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کانہ تال مین جاکر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانی داس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون مین لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اُس نے کہا کہ میری پہاڑی تھوڑی سے جگہ ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس مین کہان ہے سوار اس مین ٹھہر سکتے۔ ہاتھی اور جو

راہ عبور بند ہی اگر یہاں رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو سپاہ کو رخصت کیجئے اور اہل و عیال اور
چند نوکروں کے ساتھ سری نگر چلئے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ
سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردری پرگنہ
ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پابزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔
غرض سات آٹھ روز وہ یہاں ٹھیرا رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے
لئے کہا تھا اس میں وہ متردد و متفکر تھا اور ہر روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ اور
دارا شکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسمین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائیں وہ اسی گھات میں
لگے رہتے تھے انہوں نے دیکھا کہ یہاں کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہیں جنکے ہاتھ میں یہاں کی
ساری راہیں اور رستے ہیں وہ سری نگر میں پہاڑوں کے چکروں میں جا کر کیوں پھنسیں سب نے
متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھیں اور حیلہ بہانہ
بلطائف الحیل کر ان پہاڑوں سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین میں لے آئیں
یہاں سے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو سرداروں نے اتفاق کر کے
کو سمجھایا کہ یہاں کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے
بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہیں اسی راہ سے الہ آباد چلیں مزید تسکین کے لئے
الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے
اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب وہ یہاں آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد میں آ جاؤ اور اسکے
ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال و مرکوز خاطر ہو اس پر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ
نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور
مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی سے الہ آباد کی طرف چلا۔
جب ندینہ میں آیا تو اسکے آدمی جنہوں نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ توطیہ بنایا تھا۔
اب وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے
اور وہ بھی بھاگنے کی فکر میں تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہی تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر اسی طرف
چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر
لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئے
مرادآباد مین قاسم خان تیولدار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے سنا کہ شاہزادہ
سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پیچھے پیچھا کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے پکڑنے
کے لئے چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا۔ اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے محمد شاہ
کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کر کے
سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا۔ شاہزادہ پاس
کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین
زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظر بند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

دارا شکوہ ۲۲ر شوال [illegible] کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۴ [illegible] مین اور [illegible]
مین آیا۔ غوث خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب دارا شکوہ اکبرآباد سے بھاگا تھا تو اس نے
اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سر انجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہو سکے
وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین
استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان [illegible] کہ ہر قوم کی
و قبیلہ کے سپاہیون کو [illegible] نوکری کی ترغیب دے اور اسکی اطلاع مین جو [illegible]
ملتان و بھکر [illegible] و [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اور کابل کے
حاکم مہابت خان کو [illegible] آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی
[illegible] خان [illegible] شریک کر لیا [illegible]
سے مہابت خان کو لکھا [illegible] مضمون کا [illegible]
اسکے ہاتھ سے جو صدمہ سریر سلطنت کو پہنچا [illegible] شاہی ہو گا [illegible]

دارا شکوہ شکست پاکر لاہور میں گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان
ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلئے میں اپنا درد دل بیان کرکے امید
رکھتا ہوں کہ تم اسکا تدارک کروگے۔ تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیوں
کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور پھر بادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہے
کوئی شخص اسکا متکفل سوا تمہارے نہیں ہو سکتا میرا دارا شکوہ لاہور میں ہے وہاں خزانہ
میں کمی نہیں ہے اور کابل میں آدمی اور گھوڑے بہت ہیں تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہو کر وار
ث کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور میں پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ
کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ۔ این کار از تو آید و مرداں
چنیں کنند ۔ بیٹے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنے تئیں بالکل تجھے حوالہ کرے اور
تجھ سپہ سالار کی اطاعت میں اپنا حال و مآل جانے ۔ مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو
یہ بات کب پسند ہوگی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلاؤں میں گرفتار ہو اور ایک
شخص اسم تزویر میں ایک عالم کو رام کرکے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال
سے عمدۃ الملک اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن او ۔ دارا شکوہ نے
لاہور میں داخل ہوکر سرکار خالصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپخانے اور دوسرے
کارخانوں پر قبضہ کیا سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ
دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت میں بیس ہزار سوار جمع ہو گئے اور کچھ سردار بادشاہی
بھی اسکے ساتھ ہو گئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جموں سنجر خان فوجدار
بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھا رہی تھی۔ وہ
نفیس استمالت نامے امرائے صوبجات و راجپوتوں و رئیسوں کو لکھکے وطن میں بھیجتا تھا کہ
وہ عالمگیر سے سرکشی کریں۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے سامان
دیکر ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذرگاہوں کو استحکام دے جب بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی
تو عزت خان و صاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذر روپڑ کی طرف بھیجا اور

دریا کے کنارہ پر جا بجا لشکر متعین کیئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُس نے مرزا شجاع کو جسے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لیئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات پر قول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہو جائے تو آپس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہو جاے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ و ستیز و سامان مقدمات نبرد وپیکار مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگ زیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اُس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جاے اسلیئے وہ کشتی و بار برداری کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بناکے جدا ہو گیا کہ مین اپنے وطن مین سپاہ و لشکر کا سر انجام کرونگا اور وہان کے زمینداروں کی استمالت قلوب۔ ہمنے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے سردارون کو جو اوپر اور گذرون سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تیلون سے اپنے پاس داراشکوہ نے بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریا بیاس) کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جاکر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جاکر مصلحت ہو تو پار جاے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لیکر دشمن کی مدافعت کرے اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلاے اور پھر جنگ پر آمادہ ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے۔ داؤد خان بہت جلد گذر گوبند وال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بلا لیا حقیقت حال یہ
دارا شکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذر گوبند وال میں
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضائے مصلحت دریا کے وار پار ہنگامہ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۵
ذی قعدہ گذر وہر (روپڑ) آب ستلج پر آ گیا تھا۔ مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن
جودھپور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جے سنگھ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف
کرائیں خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریا بیاس کے اس طرف پیکار
اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آ گئے ہیں اور دارا شکوہ لاہور سے آنیوالا
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لیئے بھیجا اور دوسرے
روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان و بہادر خان کو حکم بھیجا
کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملیں جہاں ہو وہیں ٹھیرنا۔

یہ دونو خان والا شان ۲۲ ذیقعدہ کو دریائے ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہرہ پہنچے
آگے کی منزل میں بہت نشیب فراز اور دشوار گذار آب کند تھے کہ لشکر آسانی سے نہیں جا سکتا تھا
اسلئے بیلداروں کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہو گئی تو ۲۷ کو گڈھ سانڑ نگت میں
منزل کی۔ کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جے سنگھ اور دلیر خان آن ملے دو
روز تک دارا شکوہ کے حال کی تحقیق میں صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند وال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور
کشتیوں کو جلا دے یا غرق کر دے پھر اسکے لشکر سے جا ملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر
خوش ہوئے اسکی پادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبندوال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر
کے پہنچنے تک وہ اطراف و نواحی اور مواضع بالائے آب میں کشتیاں جو دشمنوں کے تلف کرنے سے
بچی ہوں جمع کریں اور ڈوبی ہوئی کشتیوں کو نکالیں اور پل بنانے میں کوشش کریں اور ناہر خان کو
لاہور بھیجا کہ وہ ۷ ذالحجہ کو لاہور میں آیا شہر کی خبرداری اور انتظام میں مشغول ہوا۔ لشکر شاہی

[illegible] خان و بہادر خان سے لشکر دارا [illegible] کا حال ۳۰

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے - ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دریائے بیاہ
کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اسکے حکم سے بندھا تھا عبور کیا - راجہ راجروپ موضع چاندنی
کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ ملتان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس
جانے نہ دے -

خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اسکے
ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا
موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تک ہو سکے بلا دوان عالمگیر کے لشکر سے لڑے
عالمگیر نے یہ گمان کرکے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جائے - وہ خود ایلغار کرکے
دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اُسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال
نہ پیدا ہونے دے کہ ملک دولت کا ساحت اُسکے غبارہ وجود سے پاک ہو جائے تاکہ
بادشاہ کی خاطر کو بالکل اُسکی طرف سے جمعیت ہوا اور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جائے
جنمین بہت سے خلل و فتور پیدا ہو گئے ہین اسلئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا
اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اس مہم سے فراغت
ملے وہان وہ رہے اور خود چلکر ۲۹ کو نواحی موضع موہن پور مین آیا - بادشاہ نے
سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے نہین ٹھیرا کہ اُس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سُنی بہت
سے اُسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور روز بروز
اُسکا لشکر پریشان و پراگندہ ہوتا گیا اسلئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن
میر آتش کو اسکے تعاقب پر روانہ کیا کہ دارا شکوہ کو ملک ٹھٹھہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور
بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کئے -

عالمگیر کی اتنی بات سے یہ ظاہر ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی
اس لئے دارا شکوہ نے مہلت مرحلہ پائی اور بہ سیاری کی ملی اور کچھ دلوان کہ فرار کا موقع
۲۰ ذی الحجہ کو وہ ملتان مین آیا اور یہان آکے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہوا جمین بائیس لاکھ روپیہ
تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون
مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ
سرا کو انکا محافظ بنا کے اور سپاہ مقرر کر کے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی
راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اتر گیا اور بھکر
اسلئے گیا کہ وہان سے قندہار جاوے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان
اور بہادر خان اور بادشاہی سردارون کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوئے
اور ملتان مین آئے ابھی انکو تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف
اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ
بھکر کو گیا تھا یہ معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمیندارون مین سے ہے
دولتخواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب
کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکا لوٹ لے جانے کا ارادہ
کیا مگر انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے جنمین
جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

جب بادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اسنے ایلغار کرنا موقوف
کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ۳ محرم سنہ ۶۹ کو دریا راوی کے کنارہ پر ملتان سے
تین کوس پر آیا۔ داراشکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑ کر بادشاہ پاس آتے تھے وہ خلعت
کی عنایت سے سرفراز ہوتے تھے۔ ۴ محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب
مین روانہ ہو چکا تھا مگر بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ داراشکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہیں کہ
صف شکن خان اسکا مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۸ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے
ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے گجرات کا صوبہ دار امیر الامرا
کی جگہ مقرر کیا اور بادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی۔ شاہزادہ شجاع

اور خادمون کا دامن دولت سے پُر کیا۔

جب بادشاہ ملتان مین آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگارون کی برابر عرائض آئین کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہی جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمان روائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش خرابی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ دارا شکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب مین افواج تعینات کین اور خود اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا۔ برنیر لکھتا ہے کہ جب اورنگزیب کو معلوم ہو گیا کہ دارا شکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہین ہے تو اسکو اطمینان ہو گیا اب دارا کا کام چندان مشکل نہین رہا۔ اُسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ دارا شکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نہ جانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہان کا حاکم مہابت خان اورنگزیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ اس مین تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہین کیا کہ دارا شکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت کی ملنے کی دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایکدفعہ ٹھٹھہ مین اسی نیت سے آیا تھا

بادشاہ پانچ روز ملتان مین رہ کر ۱۲ محرم سنہ ۶۹ کو یہان سے روانہ ہوا۔ ۲۴ کو ترپنجھ مین کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت مین واقع ہے بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دار السلطنت لاہور مین چند روز ٹھہر کر مہمات پنجاب مین مشغول ہو اور ان حدود کے بندوبست سے خاطر جمع کرے۔ دارا شکوہ کے سبب سے اس ملک مین بہت خلل آگیا تھا مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہان نہ ٹھہر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش مین رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امرا بادشاہ کی خدمت مین آکر

بادشاہ کا ملتان سے جہان آباد کو جانا اور شاہزادہ شجاع کے معاملات۔

بادشاہ ہاتھی پہ سوار ہوکر شہر میں گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش میں وہ آگیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلانا تھا وہ شاہزادہ اور قلعہ داروں کو بتلا دیا۔ پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی۔ سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۳ صفر کو باغ اعز آباد میں آیا یہاں راجہ جسونت سنگھ جو بادشاہ کے حکم سے شاہجہان میں مقیم تھا بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ شاہجہان آباد میں ۱۰ ربیع الاول کو پہنچا۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یکجہتی و موافقت کا دم عالمگیر بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر میں اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضائے مہراندیشی و محبت برادری اسسے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکے کام و حال کی رونق میں اور اسکی دولت کے استقلال میں اعانت کرتا تھا چنانچہ جب نواحی بنارس میں شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے کام میں فتور آیا تو اورنگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار کو رونق ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام ہو جب داراشکوہ کو اکبرآباد کی نواحی میں شکست ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ میں آیا تو اول کام اس نے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر جو نگا و صوبہ بہار و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عمر سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان ملکوں کے تفویض ہونے کا حاصل کرکے محمد میرک گرز بردار کے ہاتھ بھجوایا اور اپنا خط بھی بھیجا جس میں دربار کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہو جب مجھے داراشکوہ کے مہم سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاؤں و مطالب کے حاصل کرنے میں کوشش کرونگا جیسا کہ میں خوب چاہتا ہوں اور عندنا دونوں اتحاد ہی ویسا ہی ملک ... میں تمہارے ساتھ

مین مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ مین محمد میر گیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ
خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور دارا شکوہ کے فرار
اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا جس مین اسکے احسان
کی نہایت شکر گذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ مین چلا آیا یہان
آنکر اسنے جانا کہ دارا شکوہ کے تعاقب مین اورنگ زیب پنجاب مین بہت دور چلا گیا
ہے اور اس مہم کا جلد سر انجام پانا خیال مین نہین آتا اب میدان خالی ہے اول لشکر
جمع کرکے الہ آباد چلئے اور پھر اگر ہوسکے اکبر آباد دوڑئے۔ شاید اس تیز دستی مین کام
بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اسنے تھوڑے توقف مین پٹنہ
مین ان حدود کے لشکرون اور توپخانہ اور نوارہ عظیم بنگالہ کو جمع کرلیا سنہ ۶۸
مین پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس زمانہ مین اورنگ زیب پنجاب مین دارا شکوہ کی
مہم مین مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ رہتاس کے نواحی مین آیا۔ یہان کے قلعدار
رام سنگہ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ دارا شکوہ کا ملازم تھا
اور اسی کی طرف سے حراست کرتا تھا دارا شکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اسکو اور الہ آباد کی سمت کے قلعدارون کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کردین
اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارہہ نے جو دارا شکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا مختار
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کردیا۔ الہ آباد کا قلعدار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائین تو مجھے حکم ہے کہ قلعہ آپکے سپرد کرون۔ ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا۔ جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اسنے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح
انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہو کر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضاے حفظ سلطنت
و جہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری لینے کو

شجاع کا الہ آباد جانا۔

تہ ہوتا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ
الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقاومت نہین رکھتا اس لئے یہ تجویز کی
کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سد راہ ہو اور حقیقت
حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اس لئے فرمان لکھا کہ شاہزادہ
محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کر کے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد
روانہ ہوا ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے
قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑ کے شاہزادہ کے
لشکر سے مل جائے ۔

جشن ولادت تیموریہ سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ
شمسی قمری سالون کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایک دفعہ
سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے تلتا تھا اور فلزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزیں محتاجون
اور مستحقون کو خیرات ہوتی تھین چونکہ تاریخ شمسی قمری مین اختلاف ہوتا تھا اسلئے
ایک سال مین یہ ولادت دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن مین عیش و نشاط کا سامان ہوتا تھا
اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اور نگ زیب کا جشن قمری ... جلوس دوم شاہجہان
مین ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو دارا شکوہ اور سلیمان شکوہ
سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت مین آئے انکو بڑے بڑے منصب و خلعت
و جاگیرین عنایت ہوئین جیسے کہ راجہ جسونت سنگھ و راجہ جے سنگھ و داؤد خان
وغیرہ ہین اور نگ زیب کے اس جشن مین جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی
چھوٹی ۔ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے
سپرد کر دے ۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے ۔

شاہجہان آباد مین بادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیاء کے
کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

جشن ولادت اورنگ زیب

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا
کہ جب عمدانداز خان جو اکبرآباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہے وہان پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کر کے
اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیان خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس
چلا جاوے۔

عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہو گئی کہ مین پنجاب سے شاہجہان آباد مین آگیا
ہون مگر وہ مخالفت اور عناد سے باز نہین آیا اور بنارس کے نزدیک سے الہ آباد
قصد جنگجوئی کے عزم سے کرتا ہے اسلئے بادشاہ نے اسمین مصلحت دیکھی کہ دار الخلافہ کے
سورون کی نواحی مین شکار کھیلنے جاوے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے خیال
سے اور اسکو نصیحتین کرے اگر وہ انکو سنکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے
تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سورون مین شکار کھیلکر
دار السلطنت مین واپس آئے اور اگر شجاع الہ آباد مین آکر جنگ پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ
خود توجہ کرے۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سورون کی طرف چلا۔
سو کو قصبہ سورون مین آیا دوسرے دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ
جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سے انجام پائے ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے
اسلئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سے اسکی عزیمت کی کیفیت
اور اسکے مافی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاوے۔ اس عرصہ
مین مخلص خان جو بہرہم سنراولی لشکر سلطان محمد مین مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت
شاہزادہ کی لایا اسمین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی
فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبرین روز آتی تھین اب اسکو یقین ہو گیا کہ شجاع
کو سلطنت کا سودا ہوا ہے وہ اب نصائح کو نہین سنیگا اور کسی طرح مدارا اور مواسا
نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو وہ سورون سے شجاع کی مدافعت کے لئے
چلا چھ روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد میں آ گیا اور سید قاسم
قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرار داد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس میں آیا تھا وہاں
کے تجار و متمولوں سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج بسرکردگی
سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجی تھی اس نے وہاں جا کر جونپور کا محاصرہ
کیا۔ یہاں مکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے میں ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی
کچھ توپیں چلا کے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر
مخالفوں سے جا ملا۔ ۱۷ ربیع الثانی کو الہ آباد میں شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھہ بھی
قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا
نائب یہاں مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز
الہ آباد میں شجاع رہا پھر دریا سے اُتر کر آگے بڑھا —

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی جو بہار کے جاگیرداروں میں تھا اور شجاع کی
ہمراہ ہو گیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت میں آ گیا اسکو مرزا خانی کا خطاب و تین ہزار
روپیہ انعام ملا۔ ۱۳ کو پادشاہ کٹن پور کی نواحی میں آیا سید بدیع الدین شاہ مدار
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہاں کے مجاوروں کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۲۷ کو قصبہ
کوڑہ سے باہر جہاں شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آ گیا یہاں سے چار کروہ
پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اسنے اپنے برابر توپخانہ لگا رکھا تھا اور مصاف آرائی
پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ سے شاہزادہ اور امرا آنکر ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس
پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آ گیا۔

دانشمند جانتے ہیں کہ کوئی صفت لجاجت و بدخاش خوئی و شورانگیزی و فتنہ جوئی
سے زیادہ نکوہیدہ نہیں ہے۔ انہیں خصلتوں سے دولتہائے عظیم خلل پذیر ہوتی ہیں سلاطین
والا مقام کا کاخ رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے فساد و جدال کی آتش سے
والا نژاد نامداروں کا خرمن اقبال کامرانی برباد ہوتا ہے خاص کر [illegible]

رذائل فساد انجام کے ساتھ سوء تدبیر و اختلال رائے سے قرین ہون جو حقیقت مین بڑے
دشمن خانگی ہین اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود ناحق شناسی اسکے علاوہ ہو اور
نیت خیر اور اندیشہ صحیح اسکے ساتھ نہ ہوئے اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُسنے اورنگزیب
کی نصیحتون کو نہ سنا اور جنگ و پیکار پر اصرار کیا کوڑہ مین تیغ و زرہ کر بادشاہ ۱۹ ربیع الثانی
کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔
اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت سنگھ کے
سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی اور التمش کی سرکردگی بہادر خان کو
تفویض ہوئی۔ قلب لشکر مین خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔
چنداولی خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ
حوضہ مین بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول مین مقرر کیا
غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہان تک نظر جاتی ہاتھیون کے نشان اور سنان بجلی کی طرح
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نو ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار مین جگہ
دی اور مکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو التمش
قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابوالمعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاء الملک دیوان کو چنداولی
اور محمد قلی آزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول مین کھڑا ہوا۔
۱۷ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو
اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ "شود فتح مبارک باد" بادشاہ کو سنا کر
پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفوف کی ترتیب و
تسویہ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھ کوس پاس سرزمین مین
پہنچا کہ جہان بادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہین میدان جنگ مقرر ہوا تھا شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ مین نہین آیا۔ مگر اپنا توپخانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے رات تک بان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا
توپخانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو یکجا کر لیا جس سرزمین پر شجاع کا توپخانہ تھا ایک
مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا شاہی لشکر اسکی زد میں تھا معظم خان نے
اپنے توپخانہ کی چاپیں [illegible] میں بان لگا دیں اور انکا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دیدیا
کہ لشکر جس ترتیب و آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑوں سے اترے اور ہتھیار لگائے ہو
ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بنا کے اعدا کے غدر و کید
سے غافل نہ رہیں معظم خان بھر رات رہے تا مورچالوں کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید
کرتا رہا بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑوں سے زین اتارے۔
بادشاہ کے حکم سے لشکرگاہ میں ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس میں بادشاہ ہاتھی سے
اتر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات
کو پچھلے پہر سے لشکر میں یکبارگی غلغلۂ عظیم شور کا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا
اس حال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے
فرار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اس نے اول شب میں شجاع کے محرم راز کی
زبانی پیغام اس پاس بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر شبخون مار کے لوٹتا مارتا
فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسے مطلع ہو کر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر
لشکر شاہی پر تاخت کریں رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنے صاحب فوج
راجپوتوں سمیت جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور جیداس (جیسین داس) تھے اور اپنے لشکر
بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ امرا
و شاہزادوں کے بہیر و کارخانوں کو جو اسکی راہ میں آگئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ
راجپوتوں کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانوں اور بہیر پر اسکے
ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتوں کی لوٹ سے سالم نہیں رہا شاہزادہ
کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتوں نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور اوباشون
اور واقعہ طلب غارت گرون کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تا کسی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامۂ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سے بہت اپنا
قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال
نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو راجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ مین اس بلائے ناگہانی
سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ بانام و نشان امیر کہ بادشاہ کے
ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب مین آ کر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبرگیری کو جاتے
کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آ گیا
اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ مین
لئے آتا تو اسکے ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس و حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت سپاہ اونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حال مین بالکل خلل آیا تھا مگر بادشاہ کے
استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراسیمہ ہو کر
سنگلدار عمدہ ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پر سوار ہوا سزاولون کو بھیجکر بہت تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی
جا سے بیجا ہو تو اسکو عنان کشان خدمت کے تئین میری روبرو لائین۔ باوجود اس
آشوب و رستخیز کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سررشتۂ تدبیر رزم اور کار فرمائی
کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ گردون وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ
اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقا بیدماغی و تندی کوئی جو کم ظرفون کی دل باختگی کا
نشان ہے دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق
مین تفریق بروے کار و محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الہی اور اثر فتح و فیروزی
جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنے مآل کار کی بداندیشی کر کے اس بات کو خلیہ و

غنیم کی دلیل عظیم تصور کرکے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال و خیال خام کی سزا کو پہنچینگے
نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم
ہوا کہ جسونت سنگہ اکبر آباد کو گیا بادشاہی آدمی اور وزیر بادشاہ پاس جمع ہوئے۔ بادشاہ
بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ و پیکار کے
آہنگ مین کارفرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگہ کی جگھہ
اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور از سر نو فوج کی ترتیب مین مشغول
ہوا شیخ میر خان کو مختار کیا کہ جو تغیر و تبدیل مین ضرور ہو اسکو کرے شجاع نے بھی
فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا محمد [illegible] کو [illegible]
دیا ہراول کا قائم مقام توپخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرأت سے
آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ فوجین مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے
غرش شروع کی کوس کرنا کا شور مچا پھر توپ کی آواز بہادرون کے دلون کو [illegible]
تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا
جاتا تھا۔ اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ
راکب و مرکوب کو ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پاؤن
اڑ گیا اسی سے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اڑے جب توپون کی گرمی سے
کام گذر گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی
طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹتے تھے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی
ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پہلوانون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا اس دار و گیر مین سید عالم بارہہ نے تین جنگی مست ہاتھی بادشاہی لشکر کے
جرانغار مین چھوڑے ادھر ان ہاتھیون کے صدمے اور ادھر حملہ سادات سے دست
چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے دکھانے سے لشکر
مین ایکبار فتور عظیم نمودار ہوا۔ اس فوج [illegible] کے تفرقے سے اور فوج خصم کے غلبے

پادشاہ کے قول مین تفرقہ پڑا اور یہان تک نوبت آئی کہ پادشاہ کے پاس برکات دو ہزار سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکباد دین آپس مین دینے لگے اور جرأت کرکے قلب لشکر شاہی پر کمال گستاخی اور بےباکی سے دوڑ پڑے پادشاہ شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشجیع مین مشغول تھا اور اپنے ہاتھ سے دشمنون پر تیر مارتا تھا اس ضمن مین مرتضی قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان میمنہ سے اور حسن قلیخان دست چپ سے آگئے اور ان لوگون نے اپنے تھوڑے آدمیون سے دشمنون کو روکا اور پادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف پھیرا اور ان بہادرون سے اتفاق کرکے دشمن کشی اور جنگ کی اس دار و گیر مین اکثر دل باختہ ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عنان کشان پادشاہ کی سواری کے ہاتھی کے پاس آئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا اسکی جرأت جلادت سے مرزا شجاع کے لشکر مین تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات بارہہ کی پیشقدمی بحال نہین رہی مگر انکے قلب مین مست فیل جنگی بلائے سیاہ چھوٹے اپنی سونڈون مین دو دو تین تین من کی زنجیرین لئے جس دفعہ اور جس طرف حملہ کرتے تھے ایک مرکوب کو ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی پادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا پادشاہ نے اپنے فیل کے پاؤن مین زنجیر ڈلوا لئے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک پادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے انکس کے بس مین کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی پادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال مین بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی اسکی سپاہ کے بھاگ گئے سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدا کے مقابل ہوئے

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض ناآزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ پادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن پادشاہ کی برابر فوج سنگین گیرودار مین گرم
تھی اور غلبہ خصم سو اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ پادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رُخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپ خانے کے
پیادے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبہ خاک کیا اپنا نقش دکھائے اسلئے پادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان اور سردارون کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہکر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ بختان دستیار بیگ
سروزبہانی کہ توپ خانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا بیٹا بھتیجا اپنے زخم
کھاکر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا پادشاہ نے یہ خبر سنی اور قوت مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہوگیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جسنے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی پادشاہی لشکر نے ہر طرف
دشمنون کا خون کیا اس زد و خورد مین شیخ ولی فرملی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانہ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر پادشاہی لشکر کی بہادری
کو دیکھکر باپ پاس چلا گیا۔ پادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
مکرم خان صفوی کہ فوجدار جونپور جسنے کہ بمقتضائے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ زنہاریون کی صورت مین پادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبدالرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین ایلچی تھا و سنجر بیگ ولد الہوردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہوکر پادشاہ کے لشکر مین آگئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتحیاب ہوا افواج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جاکر خزانون ہاتھیون

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل وکارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا
ایک سو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لٹ
گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اُتر کر دوگانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہمرکاب امرا کی
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب
مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اُسکا درست کردیا پادشاہ نے ایک ہفتہ
قیام کیا اور امرا کو اضافہ منصب انعام سے سرفراز کیا۔ معظم خان کا منصب
ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دوازدہ ہزار سوار پر آوردہ بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کل امرا مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگھ
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ پادشاہی حکم سے صف شکن خان
محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا
اُسنے اوچہ مین دو تین روز قیام کیا جب اُسنے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سُنی تو
۸ محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوچہ مین آیا یہان آس
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صاحب بہادر گزنہ بردار لایا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے وبیلدار بھی پادشاہ نے اُس پاس بھیجدیئے اور کمکی جو پیچھے رہ گئے تھے آگئے۔
۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر لے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ
جھجھی و آہن محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور
اسی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہان صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان
قراولون نے خبر دی کہ ۲۵ محرم کو داراشکوہ بھکر مین دریا سے عبور کرکے سکھر مین اترا ہی لیکن
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر
سو کوس کا۔ شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے
تعاقب کرکے داراشکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسی کوس کے قریب طے کئے
۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خاردار درخت جھاڑ جھنکار بہت تھے

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اُسکے سبب
سے دواب بہت تلف ہوئے لشکر نے بہت تکلیف اٹھائی تیسری منزل مین خیمہ بار دارا کے
جدا ہوگئے اور آذوقہ کم ملا - ۷ ربیع کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین
پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حال و اثقال و بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا
آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بسنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور
سید عبدالرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور
اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیراندازون اور بندوقچی پیادون کو اس
استوار حصار مین تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال
کشتیون مین تھی وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا
چلا جا رہا ہے اور اسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و
میر رستم و سید تاتار خان بارھہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار
ہزار کے نواحی گکھر مین اُس سے جدا ہوگئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا اور
میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان
سے ملگئے جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا کچھ اسکے رفیق جدا ہوکر بھکر مین رہ گئے ان مین
سے شیخ عبدالرحیم خیرآبادی جو اسکا مقرب مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اُس نے
کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا
تو زمینداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے پچیس کوس پر قندھار کو جاتی ہے داراشکوہ
یہانتک اس راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہل حرم وہان جانے پر راضی
نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا صف شکن خان کو ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ کن سے شیخ میر کی
بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اُس نے ۳۳ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ داراشکوہ کا ایک
رفیق جسکا او پر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا یا دشاہی
لشکر مین داراشکوہ کے قراول اور کوتوال اور بعض اور نوکر اسکے اردو بازار کے علم لائے اور یہان

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے۔ سوم صفر کو صف شکن خان بھکر میں پہنچا قصبہ لوہری میں
نزول کیا۔ بھکر کا نظم و نسق کیا آغر خان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہان کا فوجدار
بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپخانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے
قصبہ لوہری کی کوتوالی دی اور قوجعلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی
پیادے اور توپخانہ کی پانچ توپین ہمراہ کیں اور سکھر مین مقرر کیا کہ وہ مداخل و مخارج
قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ و تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ
کو تنگ کرے صف شکن خان پانچوین کو کوچ کرکے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر
پہنچا۔ یہان کے قلعدار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر
داراشکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچا اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیون کے
سدّ راہ ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہین خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش
کو ہزار برق انداز سوارون اور چودہ شترنال اور کچھ بان اور سلدارون و سقون
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ داراشکوہ کی کشتیون سے گذر کر قلعہ سیوستان کے
نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہان دریا کے کنارہ پر مورچل بنائین اور توپون کو
نصب کرین اور برق اندازون اور کمانداروں کو بٹھائین اور خود بھی اسی رات کوچ
کرکے داراشکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز مین دریا کے کنارہ پر
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے
آگیا تھا۔ آدھ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیون کے آنے
کی امید مین بیٹھے مخالفون نے کشتیون کو اپنی جگہ سے لیجا کر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اُس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہان ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیون
کے قریب نمایان تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لیجا کر
دشمنون کو دفع و منع کرے مگر دشمنون کی کشتیان پہلے آگئی تھین وہ اسکی کشتیون کے
پہنچنے کے مانع تھین اسنے محمد صالح قلعدار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیون کو

اور خود بھی سپاہ اور تابینوں کے ساتھ قلعہ سے نکلنا اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جس پر داراشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کر کے لشکر کے آنے
تک حتی المقدور دشمنوں کی ممانعت میں کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت
مخالف اپنی جگہ سے کشتیوں کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہیں تو قلعہ کے اوپر
سے توپ و تفنگ چلا کر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح میں اس خدمت کی
لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیاں بھیجی جائیں تو داراشکوہ کے آدمی جو دریا میں
ہیں اُنکو پکڑ لینگے اور مجھ میں لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور
دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہیں ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر
کم ہے کہ کشتی کا گذرنا ممکن نہیں ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیوں کا گذر ہوگا۔
وہیں انکی ممانعت کرنی چاہیئے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہیں کیا
اُس نے محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیوں کا منتظر رہا۔
مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ داراشکوہ نے کشتیوں کو دوسری طرف روانہ کیا
اور پادشاہی مورچالوں کی طرف نہیں آیا دریا کے اس طرف جو توپ خانہ شاہی
تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھ اثر نہیں ہوا ایک کشتی توپ کے
صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل میں پھنس گئی باقی کشتیاں قلعہ کے نیچے سے
نکل گئیں محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۲ کو داراشکوہ ٹھٹھ سے
بھی گذر گیا۔ ۲۸ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف میں ملگئے اور
دونوں لشکروں نے سیوستان کی طرف کوچ کیا پادشاہی لشکر کے قراول چند پیادوں کو
کہ ٹھٹھ میں داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے لشکر شاہی میں لائے تو انکی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹھ میں داراشکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اتارتا تھا۔ شکار خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ
کہ ہیں شیخ میر پاس آیا کہ داراشکوہ نے ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھ آدمی اسکے دریا سے

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ اُنکے آدمی مارے اور کچھ زخمی
ہوئے کچھ قید ہوئے۔ بادشاہی آدمیون مین ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان مذکور
یہ خبر سنکر ٹھٹھے سے آیا کہ وہ پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ داراشکوہ کا مال جو
اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارا نے گجرات کی طرف
کوچ کیا صف شکن خان نے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثنا مین شیخ میر کے نام حکم شاہی
آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑ کر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کار ضروری در پیش ہے اس
سبب صف شکن خان و شیخ میر اور دونو تنخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھے سے آگے
جائین یا بادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی
منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اٹھائے تھے اور اکثر سپاہ و لشکریون کی سواریان
اور بار برداری تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین
ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سوا روپیہ نہین رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا
اور سوا اسکے داراشکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان
بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھے سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب نے
مراجعت کی ٹھہرائی اور لشکر بھکر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ داراشکوہ کچھ مین پہنچ گیا
اور تین منزل طے کرکے کنار چول پر آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب کم
تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر
آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیارہ دن کو وہ چول مین داخل ہوا
چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کوس
پر ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ بجائے آب کے امواج
سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قرب دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک
قسم کی گل ہے جسکی تہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اُسمین ڈوب جاتے ہین۔
ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین۔

میں بیابان کا طول موضع لونہ پر منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت میں واقع ہو وہان ایک راہ گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جونا گڈھ کو ۷ ربیع الثانی شیخ میر وصف شکن خان بھکر میں آئے اور ایک دن یہان تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپین اور جو آلات و ادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرۂ آغرون کے ساتھ سکھر میں اور حاجی اللہ وردی خان کو لوھری میں چھوڑا۔ ۸ راہ مذکور کو بادشاہ کی خدمت میں چہرہ روانہ ہوئے۔

شجاع کی شکست دیکر بادشاہ کچھوہ میں چہرہ روز رہا پھر دریا رگنگا کے کنارہ پر سفر کیا اور شجاع کے تعاقب میں لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود میں توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع استیصال کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب و تنبیہ کرے۔

جیسم ٹیری در میں تحقیقین انکی طرف بادشاہ کی توجہ تھی۔ غرہ جمادی الاول کو بادشاہ قصبہ چھوہرہ میں آیا یہان شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ الہ آباد فتح ہو گیا بالتفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم کو کہ دارا شکوہ کی قلعداری الہ آباد میں بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو اپنی قوم میں سے قلعہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی پختگی اور نمک شناسی کے سبب سے شجاع سے پہلے اپنے تابعون کے ساتھ قلعہ میں چلا آیا۔ جب شجاع الہ آباد میں آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف میں لائے مگر سید قاسم صواب اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کر کے شجاع سے ملنے گیا مگر قلعہ میں اسکو قدم نہ رکھنے دیا۔ جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

لشکر الٰہ آباد میں آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار اور مصلحت بادشاہ کی بندگی اور دولت خواہی میں دیکھی اور استعفاء جرائم کر کے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ کیا وہ یہاں قلعہ دار مقرر ہوا - اور سید قاسم بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا -
شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا ـــــ

راجہ جسونت سنگھ

راجہ جسونت سنگھ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے بادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار سوار کا سردار بنا کے عبداللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگھ کا برادر زادہ رائے سنگھ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارثی رکھتا تھا اسکو راجہ کا خطاب دیا اور منصب میں ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ و خلعت و اسپ وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم میں شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے دینے کا وعدہ کیا - امیر خان حارس دارالخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ داراشکوہ کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ قلعہ گوالیار کو بھیجدے - ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۰۶۹ کو بادشاہ اکبرآباد کے نزدیک باغ نور کے متصل مقیم ہوا - فاضل خان خانساماں نے داراشکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھ روپیہ کا بادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامرا اور تمام امراء متعینہ اکبرآباد بادشاہ کی خدمت میں رہے -

مراد بخش کا قلعہ گوالیار میں [illegible]

بعض خلاص کیشوں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ جب یلغار کر کے اکبرآباد کے قریب آیا تو منافق کیشوں کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و [illegible] کے دلوں میں وسوسے پیدا ہو گئے تھے -

عالمگیر و شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کے وقت کونسٹبل کے اور منشیل مس سلینی برنیر کا سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے - ہندوستان میں جو ارباب دانش اپنے ملک کے حال سے خوب واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ امر اس ملک کی عادت میں

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو اُنکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سُننے والون کو اُنمین بڑا مزہ آتا ہے۔ انکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہت آدمی اُنکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجھکڑ بنتا ہے جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلیئے ہر واقعہ مین ایک دو باتین ایسی گھڑتا ہے کہ
جن کی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اسمین رائے دینے
کے لیئے کافی ہو — اب مین مثال کے طور پر اورنگ زیب اور جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا الٹ
گیا تو اُس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اڑائے وہ فی الفور
آگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دارالخلافہ آگرہ مین
یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ
(معظم خان) دونو قید ہو لیئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب کے ماموں کو اُدھر
اس شہرت کا یقین ہوا اُدھر جسونت سنگھ کی دغابازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لیئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جا کر گھیرا نہ ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا۔ آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک ٹھیک ٹھیک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین اگر جسونت سنگھ
بہادرانہ دھمکیان اور فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کر لیتا

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دارالخلافہ مین پاؤ
دنون ٹھیرنے کی جرأت کرسکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کرسکتا تھا اس لیے وہ
صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ مین عاقل خان لکھتا ہے کہ
جسونت سنگھ کے چلے جانے کی خبر وحشت اکبرآباد مین و شاہجہان آباد مین پھیلی بلکہ لاہور
تک اور اطراف و اکناف مین پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر
ناملائم کو آب و تاب سے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعہ ناگوار کو خود اسنے دیکھا ہے
یہان تک یہ ہوائی خبر اڑی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کرکے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جسونت سنگھ
آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤن پھولے اور اس خبر کو سچ جانا
اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے تخت کے نیچے آدھی رات کو فاضل خان
پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرا دو فاضل خان نے اسے سمجھایا کہ
خبر سے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پانچوین جمادی الاول
۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سمادیور مین آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہان بادشاہ کو دارا شکوہ
پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح آباد رکھا بادشاہ کے پیش نہاد
ہمت یہ دو امر تھے دارا شکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب اس لئے
بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۰ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ کو اجمیر کی طرف
کوچ کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سپاہ جو ٹھٹھہ مین دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو
بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو
خودسری کا سودا ہوا ولایت گجرات مین نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اس کی
مدافعت و مخالفت کرتا۔ میدان خالی تھا اسنے چولہ بیابان مین قدم رکھا۔
بعض سیدارون کی رہنمائی سے دریاے شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ مین آیا
کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کا مرزبان اس کے

استقبال کو گیا اور آنسے ملاقی ہوا۔ داراشکوہ نے اسکو نقد جواہر دیکر بہرہ جایا اور اسکی
بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ
کرکے اپنی حد سے باہر کرکے احمد آباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمد آباد کے قریب آیا
شہسوار خان صوبہ دار احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی
مراد بخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور اور کوبیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے
استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور
محمد مراد بخش کا جو روپیہ و جنس و طلا و نقرہ آلات و دس لاکھ روپئے جو اسکے گھر میں
تھے وہ داراشکوہ کو پیشکش میں دیئے اب داراشکوہ زر و سپاہ کے جمع کرنے کی فکر میں
ہوا آدمیوں کو خلعت و اضافہ و خطابات جواہر دیکر خورسند کیا اور لوگوں کا دل
اپنی طرف کیا اور بندر سورت و کھنبایت و بھروچ و پرگنات سیر حاصل میں اپنی طرف
سے حکام و عمال مقرر کئے اور ان میں اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہاں رہ کر
بیس بائیس ہزار سوار جمع کر لیئے اور حکام بیجاپور اور حیدرآباد سے بھی خطوط و پیغام
بھیجکر نقد و جمعیت سپاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگھ سے ملنے کے
لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی میں اس پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت
سے راجہ جسونت سنگھ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت غیر وقوعی اور خبر کاذبہ
داراشکوہ نے یہیں بیٹھا اور انکو ہیچ جانا۔ راجہ جسونت سنگھ کا نوشتہ آیا اس میں
اس نے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ
غرہ جمادی الاخری سنہ ۶۹ کو آراستہ سپاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ
اس پاس اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اس نے بندر سورت سے چالیس توپیں منگالی
تھیں جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل میں راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب
پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سناتا
کہ میں قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہوں

جنکے وطن اجمیر کی نواحی مین ہین اوراس بات سے داراشکوہ کے عزم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جودھپور سے تین منزل پر میرتھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر داراشکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ بادشاہ پاس بھاگ گیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ
رزم و پیکار آمادہ ہوا ہے تو بادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جاکر دارا کی خبر لائے۔ بادشاہ بھی چلکر قصبہ لتودہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ کورین جو قلعہ ہے اُس مین خزانہ اور زر وزیور
کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھی جائین راجہ رائسنگہ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر بادشاہ تالاب سرسیہ کرہ پر آیا۔
یہان طاہر خان نے جو قراولی کے طور پہ آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کرکے
بادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا انبیر متعلقہ راجہ جیسنگہ مین بادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو دلیر خان و حسن قلی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر اور
اُسکے بھائی امیر خان کو التمش کا سرفوج بنایا امیر الامراء کو اُسکے بیٹون اور نجف خان
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
بادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
وہوشدار خان و عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان اور ایرانی و تورانی اور سرداران کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جابجا میمنہ و میسرہ و قول و چنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک دشمن سے مقابلہ ہوشکی یہی ترتیب ہو اس مین فرق نہ آئے۔
جب داراشکوہ میرتھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جو معاملات پیش آئے وہ بیان کئے
جاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ بادشاہی افواج میری تنبیہ و تاکید کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اُسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب تحریص

کرکے اپنی طرف کھینچے اور راتھورون اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور اسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے۔ جب وہ جودھپور مین گیا تو اُسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا راجہ جیسنگہ کے حال پر بادشاہ از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ بھی رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اُسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت شاہانہ سے اُسکی خطاؤن کو معاف فرمائینگے اور اُسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری فرازی کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا۔ بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور وہ نیکخواہی پر رہنمون ہوا اور عفو جرائم کی نوید سنا دے اور داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھے اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھدیا۔ عالمگیرنامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگہ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر برنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے اسیم زعفرانستان ورزرار بروس کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیون کو مشتہر ہوتے معلوم ہو جاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے سارے احتمالات اورنگزیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگہ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز رکھنے مین اپنی ریشہ دوانی کو یہ کام مین لایا اُسنے جسونت سنگہ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم جو بد اقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تمکو حاصل ہونگے اس کام مین تمہارے استقلال سے داراشکوہ کے کام مین بہبودی ہونے کی نہین مگر اسمین شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اورنگزیب سے تم ہرگز اپنے قصورون کی معافی نہین کرا سکوگے مین بھی راجہ ہون۔ مین منت سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر لو

تم اسباب پر نہ بھولو کہ مین ورراجاؤن کو اپنی ساتھ کرلونگا میری پاس ایسے وسایل ہین کہ
تمہاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمہارے ساتھ نہین ہونے دونگا
یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندوون سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جاسکتی
ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جائے کہ پھر کسی کوشش سے بجھ نہ سکے
اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور دارا شکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑ دو تو اورنگ زیب
تمہاری ساری خطاؤن کو بھولجائیگا تمکو جو مین جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ وہ نہین
کریگا بلکہ فوراً تمکو گجرات کا حاکم بنادیگا ایسے ملک کے حکومت کے فوائد کی تم خوب
جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہو
مین ان عہدون کے ایفا کی ذمہداری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون —
جب اورنگ زیب کا منشور نجات ورراجہ جیسنگ اور اور ہواخواہون کے نوشتجات
خفیہ راجہ جسونت سنگہ پاس پہنچے تو انکے اخفا مین اُس نے کوشش کی اور جودھپور سے
جو دارا شکوہ کے استقبال کے لئے بیس کوس تک آیا تھا آگے اُسسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے
وطن کیطرف مڑا۔ دارا شکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
متردد ہوا رسل رسائل شروع کیے بار بار خوشامد کرکے پیغام بھیجا مگر کچھ فایدہ نہ ہوا۔
اُس سے دارا شکوہ کے دل مین ورخلشین پیدا ہوئین وہ خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا
اور یہان چند مقام کیے اور راجہ پاس وبین چند (دوبی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اتحاد رکھتا تھا اُسنے جاکر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اپنے وعدہ کو ایفا
کیجیے اُسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت
نہین ہے دارا شکوہ اجمیر مین جاکر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے
جب وہ بین نامی راجپوت اُسکے پاس آجائینگے تو مین بھی اس پاس آجاؤنگا۔ دوبی چند
یہ جواب پاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو دارا شکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ
دوبی چند کو راجہ پاس بھیجا اُسنے یہان آنکر ہزارون خوشامد کلام بناکر پیام کا

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے وافسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا
کہ راجہ کے سارے جواب ٹالم ٹول کرنے کے ہین یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر
بھرا یا تدبیر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہی اور احتیاج
شیر مزاجون کو روباہ بناتی ہے پھر داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہرچند اس شہزادہ نے لابہ گری والحاح ودلبری کی اور وعدے وعید کئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوہی چند کی طرح مایوس واپس کیا اُس انقلاب سے سپہر شکوہ بادیدہ پر آب
و جگر کباب باپ پاس آیا تو داراشکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارہ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چار نا چار کارزار کو قرار دیا اور بیتقاضائے وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہ سے چلکر درہ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بنا کر اور سنگچین کر کے
توپون کے لگانے کے لئے اور تفنگچیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اُس نے جانب
یمین مصطفےٰ خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین میل وہزار برقنداز اسکے ہمراہ
مقرر کئے اور یسار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت برقندازون کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ
کیا توپخانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا۔ خود
بیچ مین ہا سب جگہہ توپین چُن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور ایسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب بادشاہ نے موضع ریوارٹی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا۔
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان
مقرر کر کے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

داراشکوہ اور عالمگیر بادشاہ کی لڑائی

میر آتش مامور ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجا کر جابجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میر دلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سردارون نے
مقامات مورچال بنانے کے تجویز کر لیئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انمین سے ہر ایک دوسرے پر کار فرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا تھا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیر خان و سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے۔ لیکن مخالف کے مورچال جو فرق
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیون کی کچھ پیش
چلتی نہ تھی بلکہ دارا شکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور سینہ کے آگے سپر لگا کے بادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چار پایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرائین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنی اخلاص کیشون
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کئے اور شورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز
راجہ راجروپ نے جو کوہ نوردی اور شمشیر زنی مین ضرب المثل تھا اپنے
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پر کس افتان و خیزان ان
مورچال آتشبازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بنا کے
اوپر چڑھتے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
جوانان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھ کے
آواز دین باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آگئے تھے مگر راجپوت

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ و سنگ کے بارش مین سینہ سپر بنائے گھوڑے سے اُتر کر
حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا۔ راجپوتون کی
یہ بہادری دیکھ کر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑ مین ہو کر بائین طرف سے
اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر
مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جےسنگھ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ تردد
کیا اور امیر الامرا نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان [illegible]
نے جرانغار کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو
اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجروپ کے آدمیون نے
پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت
دکھائی انکے مقابل مین شہسوار خان فیروز میواتی کے مورچال نے بلا فاصلہ بان کے گولے
مارے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دونو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین
آئی ادھر توپ غرّاتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپون کا دہان
چھوٹنے کا دھوان اس کوہ و صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا
دشوار ہوتا ہر طرف سے اتنے گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوئے کہ صورت و سر کا
نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے داہنے ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا
دار الشکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہو کر اپنے آدمیون کو باوجود یکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا
جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کوہ نشینون نے مورچالون کی
پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آ کر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا۔
شہسوار خان نے غیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے
دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین خجالت دائمی سے نکلنا
اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے
جان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدال و قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔

اسکے سینہ مین گولہ لگا کہ اس حال مین سید ہاشم سے کہا جو اس سے نسبت قریبہ رکھتا تھا
اور اسکے حوضہ مین پیچھے بیٹھا تھا کہ مین اب چلا میری کمر سینہ مین ہاتھ ڈال کر اتنی دیر لگا رکھ
کہ مین شادیانہ فتح کی آواز سن لون جو ابھی ہونے والی ہے ظفر کے آثار ظاہر ہین ایسا نہو
کہ میرے رفیق و ہمراہی میری حال سے مطلع ہوکر کارزار سے دست کشی کرین اور اور دشمنون کے
آدمی اطلاع پاکر دلیرانہ پیش قدمی کرین۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے
دلبستگی ہے کہ ایسے حال مین کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیئے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی
ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت و ارادت کے سبب بادشاہ
مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیون کے نسبت مردم خواف ظاہر مین اکھڑ
اور بیہر و اور درشت ہین لیکن اکثر کامون مین راست باز اور آقا کے حق نمک کے پاس مین
سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہین دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار جان
کی جان گئی اور اسکی جان کا جانا میر لشکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب ہوا اور دشمن کا
لشکر سر پر چڑھ آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ فیروز میواتی اور بعض اور خدمہ حرم کو لیکر
اندھیری رات کے پہلے پہرہ مین اس ناامیدی اور غم والم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ
گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا عمدہ مردم مین سے سوا ان دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اس کی
ہمراہی کی نہوئی کچھ جواہر و اشرفی و محل خاص بیٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف
متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب کتخدائی بابت دارا اور بہت سی خدمہ محل کو بارہ ہاتھیون
اور خچرون و اونٹون پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لیجا سکا اپنے قدیم و جدید آدمیون کے
اعتبار پر انکو سپرد کیا چند خواجہ سرا معتمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز پیادے جو
سب کے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کیے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئین یہ سب لٹ
لٹا گئے اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ القصہ لشکر ہزیمت خوردہ مین اکثر آدمیون کے مال
و عیال بھیر مین تھے وہ وہان دوڑے گئے ایک جماعت اپنے مال و عیال کے تاراج

ہونے کے غم میں اور عزت و ناموس کے برباد جانے کے الم میں بیٹھے بعض زخم کاری کے پہنچنے سے اور اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیوں کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ میں حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے۔ دارا شکوہ کا کل اردو اور اسکے تمام کارخانجات مع ہمراہیوں کے لٹ گئے اس اندھیری رات میں اور باروت کے دھنوئے سے بھرے ہوئے درہ میں کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر تحقیق نہیں ہوئی کہ دارا شکوہ بھاگ گیا۔ دونو طرف بعض مورچال میں جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امراء کے اپنی جگہ میں دار و گیر میں گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی دارا شکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم اور ایک اور جماعت دارا شکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئی پھر رات گئے تک حرکت مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب قلیچ خان کہ دارا شکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے پیٹ میں تیر لگا جس سے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت خان پسر شہنواز خان کے گولیوں کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابراہیم اور دارا شکوہ کے ہمراہیوں کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پر خون تھا اور ملبوس و رخت بدن کے سوا اسباب تاراج ہوگیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور مورد عنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف مزاجوں پر ظاہر ہے کہ مورچال کو رہائی غیرت اور شیران بیشۂ شجاعت سے جنھیں ہر نگاہ رزم میں کہ تم ہو چاہے جنگ کرنا اور ایسے حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہوں اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و فضل الٰہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر حمل نہیں کرسکتے۔ عالمگیر نے فتح کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ میں مدفون کریں۔ خود

اس مزار کی زیارت کرکے اور خدام کو روپیہ دیکر کوچ کیا اور تالاب ناساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو ایک لاکھ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیوں کی دارا شکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنے کے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگہ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے بادشاہ کے روبرو نہین آتا تھا۔ راجہ جیسنگہ کے کہنے سے بادشاہ نے اسپر تو
فرمان عطوفت نشان بتسلیم خطا بخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شہنواز خان کی اہلیہ قدرس بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کرکے بہت سی عنایتین کین۔ امیر خان برادر شیخ میر
کا خلعت ماتمی اترو ایا اور اضافہ نمایان کیا۔ دارا شکوہ کے اموال مین سے سوخیل اور اورکارخانجات
ضبط سرکار ہوے امراء اجمیر مین جس جماعت کو دارا شکوہ نے بادشاہ کی ہواخواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوے۔ تربیت خان جو دارا شکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو اجمیر کی صوبہ داری
پر پھر مقرر کیا۔ ۷ رجب کو بادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ مین زیارت کیلئے گیا اور
پھر اپنے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے منگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہوکر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا سلخ ماہ رجب ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا۔

بادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون و مہالک کے
بدبختون کی بیخ کنی ہوجاے ان ایام مین ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ کو وہ دن آیا۔ جو
فتح اول کی تاریخ جلوس کا سال دوئم تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہواخواہان دولت
پیرا ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے حجرے و در و دیوار
دیوان عام سے باہر و غسلخانہ کے اندر اقسام فرش و اقمشہ طلا باف و کلابتون دوزی سے

آرائیش پائین اس قدر ولایت و احمد آباد کا زربفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو انتہا
نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرا ہوئے اور انہون نے
اصول گوناگون سے رقص سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا
منبر پر اسم و لقب ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا۔ عہد سابق
مین روپیہ اشرفی پر ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔
ہر کس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے
بادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی اسلئے بادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے
لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکہ اقبال شہ مہر نظیر + سیم و درم ستارہ شان نقش پذیر
از سکہ او غلغلہ در چرخ او فتاد + گردید زر از سکہ او عالمگیر

چونکہ دونو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہی دن مقرر ہوا
اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلئے چند خاص اشخاص کا انعام
لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ بیگم
کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو ڈیڑھ
ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو
حاضر تھا دیا اور منصب دہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور اسکے لوازم اور بادشاہزادہ محمد سلطان کو
جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ بادشاہزادہ
محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان
خانسامان کو اور سعد اللہ خان کے بیش آورد ون اور راجہ رگھناتھ کو خلعت و خطاب
منصب اور جواہر عنایت ہوئے تیس ہزار آدمیون اور عمدہ روشناسون کو خلعت دیا اور

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا۔ ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی ان مین
لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل تری و چمن و
طاق بندی نمایان کرتے او قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے
بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین۔ ملا شاہ نے جو کشمیر کے
مشہور گوشہ نشینون مین تھا اور دارا شکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی
جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے۔

ابیات

صبحی بلس چون گل خورشید شگفت	گاہ حق و غبار باطل بار فت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را	ظل الحق گفت الحق این را حق گفت

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کی
بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے۔
بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اس پادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی
تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینہ کا
نام ماہ الٰہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست پادشاہون اور مجوسیون کے دستور کے
مشابہ تھا اسلئے پادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن اور دفتر کے حسابون کے
لئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم
ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو۔
سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب لکھنے سے پیچیدہ حساب ہوتا ہے کیا کیا وقتین
پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشگال ہندوستان فصل خریف و ربیع
اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر نقدی منصبداران پر سال و ماہ شمسی سے دریافت
ہوسکتی ہین اور ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے۔ ہمیشہ موسمون مین قمری ماہ
بدلتے رہتے ہین لیکن اس دیندار پادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

اجراء سال الٰہی [illegible] جشن نوروز کا موقوف ہونا۔

فقط آتش پرستون و مجوسیون کی مشابہت کے سبب سے نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کر کے اسنے جلوس کا نیا سال مقرر
کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عید الفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال اسال وقائع کی تاریخ مین ایک دقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اول غرہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ سے غرہ رمضان سنہ ۱۰۶۹ تک شمار ہوتا
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول مین شمار کر لوا اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کرو اگرچہ اسپر اہلکار روزنامچہ حساب کے دقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروردی مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے اُن کے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

داراشکوہ کا احوال پُر ملال یہ ہے کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد اسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
و اشرفی و چند اشامی خدمہ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب سر انجام ضروری لادا اور کچھ خادم
عورتون کو سوار کیا اور انکو کچھ پرانے کچھ نئے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سپاہی نوکرون نے اس مال پر بیداد اور غارت کا ہاتھ دراز کیا
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اُڑا ہاتھیون
کے اوپر سے مال کے بار اُتار لئے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اُتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اُتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا پھر اشتر بار اور اسپ رفتار

داراشکوہ کا احوال

نقد و جنس بھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئے۔ زیادہ یہ مال راجپوتون کے ہاتھ لگا ور
اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا لشکرون کو منع نہین کر سکے بادشاہ کے
لشکر کے خوف کے مارے عورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو داراشکوہ پاس جانے
کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھے اس اندھیری رات مین بڑی ہراس
کے ساتھ داراشکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے بعد
داراشکوہ سے جا ملے اور داراشکوہ جو سرگردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان
و بے سر و سامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمدآباد مین آیا
احمدآباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور داراشکوہ کی شکست و فرار کی خبر
ہو گئی تھی احمدآباد مین سید احمد بخاری کو داراشکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس نے
اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو اور متصدیون نے عاقبت بینی سے
متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس بہانہ سے
انہون نے اسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ شہر کا
سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا اور داراشکوہ
کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت و مدافعت کے لئے در پے ہوئے جب
داراشکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش قدمی
کر رہی ہے تو اس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمدآباد سے دو کروہ پر پرگنہ کری مین
گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون مین بڑا مشہور
تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

کانجی داراشکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر ملک کچھ مین پہنچا دیا
اس ضمن مین گل محمد جو داراشکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت اور بھڑوچ
مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا داراشکوہ پہلی دفعہ

جو احمد آباد مین آیا تھا اسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبود کا رکے لیئے اپنی بیٹی کو سپہر شکوہ سے بیاہنے کے لیئے پیش کیا تھا دارا شکوہ اس پاس پھر مدد اور رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اسکے احوال پہ ملائم وہ متوجہ نہ ہوا بلکہ محض ناآشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود ؛	زرہ پیش تیرش نمد مے نمود
بوقتے کہ بخت نہ شد دستگیر ؛	نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو تین روز تک دارا شکوہ نے اس زمیندار کے مستمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخر کار مایوس ہو کر بھکر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی دارا شکوہ کی بد اقبالی کے دنون مین بھی آجکے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دار الخلافہ کو چلا گیا جب دارا شکوہ جادیون (جاد خان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس پاس کے صحرا نشین اس کے سد راہ ہوے اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہوے پانچ سات کوس جنگ کو شش سے انکے ہاتھ سے نجات پائی بلکشون کی ولایت مین گیا مرزا بلکشی نے جو اسکے قدیم نمک پروردہ تھا استقبال کیا اور اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی ... [illegible] کی کہ مین آپکے ساتھ بدرقہ راہ تیار کر دونگا آپ یہان سے قندہار کو ... [illegible] تشریف لے جائیے اس باب مین اُسنے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن دارا شکوہ کو تو یہ ہوس لگی ہوئی تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کر کے ملکی مال پر متصرف ہوں اسلئے مرزا بلکشی کی بات کو نہ مانا اسی شومی نے ملک جیون زمیندار دھاندر کے تعلقہ مین ... [illegible] دارا شکوہ کا مرہون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا دعویٰ رکھتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا تھا مصرعہ صید را چون اجل آید سوئے صیاد رود ✦ اس زمیندار کے وطن کی حد مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق ناشناس اسکو اپنے گھر مین اتارا اور مہمانداری مین ... [illegible] اتفاقات سے یہ کہ ان ہی دو دنوں

روز مین دارا شکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مر گئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی۔ ان
میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند
کو غم پر غم اور الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے
دارا شکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے
بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور
جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ
مقبول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور روانہ کیا خود چند خدمتگارون
اور ناکارہ خواجہ سرایون کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ صبح کو ملک جیون کو
بدرقہ راہ بناکے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لیکر ایران کے ارادہ سے قندھار کو مرحلہ پیما ہو
ملک جیون بظاہر ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اُسنے اپنی
ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کو دستگیری کی فکر و تدبیر مین
ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہ زن جماعت کے ساتھ
دارا شکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بناکے چلتا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا
سرانجام کرکے دو تین منزل آن ملجاؤنگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخبر دارا شکوہ
کے سر پر جا چڑھا اور اسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اسکو
اور سپہر شکوہ اور اسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان نے لاکے ایک مقرری
مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جیسنگہ و بہادر خان کو کہ دارا شکوہ کے تعاقب
کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکو خدمتی کی اطلاع دی اور باقر خان
فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد بادپا کے ہاتھ اس پاس
بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط
شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنے ہمراہیون کو
اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر ایسا گنبھیر تھا کہ اس

خبر سنکے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ جسمین اُس نے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا
سب کو اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عید الضحی تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دو صد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ پدر اسیر
کو اسی طرح مسلسل کھلی حوضہ فیل پر بٹھا دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین تشہیر کرکے
پرانی دلی مین خضر آباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملا جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے ہوا خواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل حرفہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسرے کی تقلید کرکے جمع ہوئے - بختیار خان اور اوسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسا اس پر
پھینکا کہ کئی آدمی مجروح ہوکر ہلاک ہوگئے اور بہت زخمی ہوگئے بختیار خان سر پر سپر
لگا کے اس بلا سے بچکے بادشاہ کی خدمت مین آیا لکھتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
اپنے آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہانڈے ٹھیکرے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

نے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت میں پیشقدمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
تصوف کو بدنام کیا تھا الحاد وکفر پر نوبت پہنچائی تھی اسکو ذبح کرکے اسکی نعش کو ہودہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین لیجلین سارے تماشائی اسکے حال پر
تاسف کار رہ گریان تھے پھر اسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے وہ وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ جھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادرمن بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو مجھے اسکی ہوس نہین رہی فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کے
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھایا پیا کرون اور تمہارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجز نامہ کا کیا خوب
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علما کو بلایا انکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہنود کے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی تمام
کرکے مصرعہ اگر خون بفتوی بریزی رواست + بظاہر نہایت فسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سپاہی کو جو
داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قید خانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قید خانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کے اندیشہ
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آئے داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اسوقت بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابلہ
مین آیا جب تک بہت سے ظالم اسیر آنکر نہ لوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر زخمون سے چور ہوکر

مارا گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف ہو کر طشت مین بادشاہ کے روبرو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت سنج اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی دفن کرین۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر بیر صاحب کے سیاحت نامہ سے انگریزی کتابون مین لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگاکے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین اکثر سوار ہو کے تماشائی بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق مین لشکر کشی ہو رہی تھی اور بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہو گیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا بادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرما کر راہداری کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گذر و سرحد و معبر پہ لی جاتی تھی اور اس آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے ہین) جو ہر ایک سال وہان تمام ممالک محروسہ مین اُن بنیون و دکانون کے کرایہ مین لی جاتی تھی جنہین صنعت گر اور کاسب قصاب کلال و سبزی فروش سے لیکر بزاز و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سر رستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیہ زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور اور ابواب مشروع و نامشروع مثل سر شماری و بر شماری و برگدی و چرائی بنجارہ اور حاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود (ہنود اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایکبار کتنے ایک لاکھ فراہم ہو کر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے) مسکرات و قمارخانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و شکرانہ اور چوتھائی حصہ جو داد قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کرورون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کرایا اور سوا اسکے عشور جنس غلہ کہ پچیس لاکھ روپیہ از روے دفتر دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب معاف کیا۔

اور اس حکم کے اجراے کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گرز بردارون اور احدیون کے
ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکور
معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کئے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری نہی ہوئی
باندری کا محصول زیادہ تر شہور پایہ تخت و حاکم نشین شہرون (اکبرآباد - دہلی - لاہور
برہان پور) مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہر چند ممانعت
بادشاہ نے کی لیکن دست فوجدارون ور جاگیردارون مفسدون سے اس مال ستانی سے اپنا
ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیردارون اور فوجدارون
اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس ورواہمہ نہین رہا تھا دوم ابواب مذکورہ
جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہئیے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت
عمل حشو و منہائی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا نہ تو بادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا اتفاق عدم
غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران
عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہوتے ہین زیادہ طلبی کی
طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور
سابق بلکہ مزید بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے یا اگر از روے سوانح و وقائع منتصدی
پرگنات کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گرز بردارون
کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گرز بردار مبلغ لے کر چند روز اسکے اخذ کو ممنوع کر کے آتے
مگر بعد انقضاء ایام معدودہ مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے باتین بنانے سے منصب
بحال ہو جاتے اسلئے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص راہداری مین
یہ محصول جسکی آمدنی بہت ہی ہوتی ہے حق آگاہ خدا ترسون کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے
اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریون
اور بے بضاعت مسافرون اور محتاج رہ نوردون سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے
زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمیندارون نے علاوہ

باز پرس کے مشاہدہ کے سبب سے اپنے متعلقون مین حکام پادشاہی کے تعلقون کی راہون کے زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ارزنگ و بنادر سے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین صرف ہو جاتا کہ مال کی قیمت دو چند ہو جاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُس نے لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہو گیا۔ اور قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جا کر بکنے لگا کال کا اندیشہ بہت کم ہو گیا۔

شہنشاہ اسلام پرور تھا اُس نے اپنی رای سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا وہ تدین و مسلمانون کی مسلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات خصوصاً شرب خمر اور بنگ و بوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زانیات کی مباشرت سے منع کرے حتی المقدور ایسے کامون سے خلق کو روکے۔ ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصبداروں اور احدیون کی ایک جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر لاگ کہنے کو نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کرکے انکی تنبیہ تاکید کرین۔

[illegible]

ہمنے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کئے۔ کسی زمانہ مین اہل عرف قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبر آباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد عالمگیر نے حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی ایک پہلی فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی سال دوم جلوس مین ماہ ذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب پستی بہت تھی اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور عرض دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار سات ذراع

[illegible]

اور دیوار قلعہ سے فصیل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق تیرجاجی
سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون
یعنی پول و خضری و اکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو شاہ برج
کی جانب ہے اور ایک اور دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے کنارہ و سنگ انداز
بدستور قلعہ ہے فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔
عالمگیر اپنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض و سنت و
نفل ادا کرے اسلئے اُس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب بغیر سواری اور
طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے
غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر
کی مسجد بنائی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر ایک کی بشکل بنگلہ اور
دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہ ہے گنبد باہر سے نمودار
نہ ہو اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دونو بازون کے
اوپر عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوائے اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ
ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ تسو اور کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیڑہ ذراع
اور سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک در
اسکا ایوان مسجد کی جانب اور دو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب مین شرقی و تین غربی و
تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین
دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور اسپر
سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔
ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان
الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینے سے آگے سولہ مہینے
کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین آیا

اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور میں جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا
ایک حصار بنا کے اور مورچال لگا کے یہاں چند روز قیام کرے اور جہاں تک ہو سکے دشمن
کی مدافعت کرے اور جب کچھ بن نہ پڑے تو نوارہ میں بیٹھ کر بھاگ جاے۔ بہادر پور وہ زمین ہے
جہاں اس نے شاہجہان کی بیماری کے دنوں میں سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور
بھاگا تھا اور پادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں اب یہاں
اُس نے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائے اور الہ آباد سے آنے کے وقت اُس نے قلعہ چنار گڑھ
پر تصرف کیا تھا وہاں سے سات بڑی توپیں منگالیں اور مورچالوں میں نصب کیں اور بہت
آدمیوں کو بھیجا کہ وہاں سے اور توپیں لے آئیں جب ایسا نہ کر سکا یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان
اور معظم خان دو منزل پر آن پہنچے ہیں تو اسکی عزیمت میں تزلزل ہوا اور بہادر پور میں توقف کرنا
مصلحت نہ جانا پٹنے میں بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔
ذوالفقار قرا قا قلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کرکے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح
کیا اور اسکے بعد مونگیر گیا۔ ۶ جمادی الآخر کو مونگیر میں داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف
پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانوں نے اپنے زمان حکومت میں اس شہر کے
استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے
فصیل طول میں سوا کروہ ہے اور اسکے گرد خندق کھدی ہوئی تھی شجاع نے احتیاط
سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر بیس گز پر ایک برج بنایا اور اسکی
خندق کو ایسا گہرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پر یہاں ٹھہرنے کا اور دشمن کی
مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام میں اُس نے اپنے آدمیوں کو مورچال تقسیم کیے اور
انکو آلات توپخانہ ...... سے جو اسکے نوارہ میں تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھڑک پور
اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکو
سپرد کر رکھی تھی جس میں سے ایک راہ دشوار گذار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہوا خواہی
و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ مین مونگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور
مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول
ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانیکا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال پہ
اگر عبودیت و دولتخواہی کرو گے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کرو گے تو قہر شاہانہ
ہوگا یہہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت مین بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار
ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنمونی سے لشکر شاہی نے مونگیر پہاڑ
کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کھڑکپور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے
کہ شجاع کے عقب مین آنکر اسپر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو
وہ سمجھا کہ اگر مین مونگیر مین توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کر دیگا
پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اوسلئے
اس راہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر سیالہ پور سے جو مونگیر سے
بیس کروہ پر اکبر پور کی سمت مین ہے سیدہی راہ چلا اور مونگیر مین معظم خان آگیا کہ اُس کا
بند و بست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آنے تک یہین قیام کیا شجاع
موضع رنگاماٹی مین آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۰ کروہ اور اکبرنگر سے پندرہ کوس تھی۔
اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایکطرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے
یہ سنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ
شدید الصعوبہ ہے اسکو چھوڑکر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اُسنے یہان بھی مونگیر کی طرح
قیام کرنیکا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ
روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام مین اور مورچال کے بنانے مین مشغول رہا خواجہ
کمال افغان بیربھوم و جہارکھنڈ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤن کے
لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اُس نے
خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہین کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اسکی ہوا خواہی اسکے اعتبار پر مستوثق تھا اسنے اپنے نوکر اسفندیار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیر بھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود مین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو روکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم و نسق مین مشغول ہوا بادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہوکر شہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور سیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اُس نے بیر بھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کرکے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود پادشاہزادہ پاس چلا آیا -
اور لشکر شاہی کو بیر بھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ لی اسفندیار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہوگیا تو اُسنے مایوس ہوکر معاودت کی - لشکر
پادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہوکر شورش مچائی -
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین - جب لشکر شاہی
سیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ ولد راجہ جیسنگھ و راو بھاو سنگھ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سرداروں کو اپنی ساتھ لے کر بیدانشی و کوتہ اندیشی سے مہم حال
کی تحقیق کی نہ تامل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چند روز پہلے پادشاہزادہ
کی سواری اور اترنے کے وقت کورنش کرنی چھوڑی اور اُسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اڑا کر عقیدتمندوں کا دل دکھایا - جب لشکر شاہی بیر بھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو انہون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اترا اور سب جمع ہوکر لشکر سے دور فرودگیں ہو
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے - ۱۶ رجب کو کہ لشکر شاہی بیر بھوم سے تین
منزل گذرا تھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کرکے معاودت کی معظم خان مقتضائے
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیر بھوم سے لشکر شاہی کے آگے
بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ رانگا ماٹی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہے تو وہ اد اسطرحپر
مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے
سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پور سے بارہ
کروہ جو گذر دوگاچی ہے اُسسے اُتر کر مخصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر مذکور
سے تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون
اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جا کر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا
کہ اواخر شب مین دریا سے گذرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرونگا
عبور نتا لشکر شاہی بلکہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔
اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنار دریا
سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا شجاع کے بہت سے آدمی جو
اُسسے جدا ہونا چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی
اس سبب سے اگر شجاع اُسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شہر مین
اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اُسکے ہلاک کرنے کی
سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے
گرد بھیجدیا اور جھوٹی چھوٹی خبرین اُڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہو کر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہو گئے سراج الدین
جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اُسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیون
نے اُسسے گھیر لیا گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھ کر شہر سے باہر باغ مین
شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان
کو اپنے رسالہ فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔

۱۲ رجب کو دوبارہ اکبر نگر سے نکل کر دہ کاچی (کاپچی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ کے محاذی زمین باقر پور میں اقامت کی۔ بنگالہ میں جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں کیا باقر پور سے ایکسوتی تک جا بجا مورچال بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیوں سے استحکام دیا۔

سلخ رجب کو اکبر پور میں شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقر پور کے درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمیں شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھیں میں اپنے آدمیوں کے ایک گروہ کو اور چند توپوں کو کشتی میں لایا اور ندی کے بیچ میں زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کیے۔ معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیاں بہم پہنچائیں اور تمام لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب میں ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا میں نہیں چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیوں پر بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا وہان اپنے آدمیوں کو اتار کر کشتیوں کو واپس بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائیں اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل ذوالفقار و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و لودی خان و راجہ سجان سنگھ بندیلہ و تاج نیازی مع اپنے تابینوں کے اور دو سو بیلدار اور توپ خانہ کا ایک حصہ بھی دریا سے پار اتر گیا۔ جب صبح کو مخالفوں کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم میں لغزش آئی اور کشتیوں میں توپوں کو ڈال کر بھاگ گئے لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا اور اسمیں دشمنوں کے مورچالوں کی جگہ اپنے مورچال قائم کیے دوسرے روز دشمن بڑی ہیبت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیوں پر سے توپ و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کا بازار روشن ہو گیا۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالوں میں قائم ہو کر دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کی توپوں کی مار سے چند کشتیاں انکی ٹوٹیں

دشمنون کے ایک گروہ نے کشتیون سے اُتر کر نوارہ کے استظہار پر دریا کے کنارہ پر مورچال
بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانون اور معظم خان کے تابینیون نے حملہ کر کے اُن کو
یہان ٹھیرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے
ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنون نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی
مغلوب ہوئے کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنون نے تھک کر اس سرزمین کے لئے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالون کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ اُنکا
نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سپاہ کے ساتھ
متعین تھا اُس سے رات دن توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا - دو کاچی اکبرنگر
کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے بادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل
مین اپنی توپ خانہ اور سپاہ کو جما رکھا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر بادشاہی عبور کر سکے
میسر نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھ سات ہزار سوار ساتھ لے کے شاہزادہ
محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس پر جہانگیرنگر
کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی
دو کاچی سے سوتی تک جا بجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھات مین بیٹھے
خان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی مین تھا کہ مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے
کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دوناپور کے محاذی مقرر
کیا موضع جھچوس کے قریب جہانگیرنگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان
اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دو کاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع
مقابل مین بیٹھے شجاع نے اپنے سردار نور الحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا
کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنون کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو
ایک جماعت کے ساتھ دوناپور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے
بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیاء کو ٹانڈہ مین بھیجا

معظم خان نے سوتی مین نواره کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان
تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاه مین لگا رہا مخالفون نے دمدمه بنا کے آٹھ
بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشه لشکر شاہی پر انسے گوله اندازی کی جس سے بادشاہی
سپاہیون اور اہل اردو و دواب پر آسیب پہنچتا معظم خان نے چاہا که دشمنون پر
دست بردی کرے اسنے کشتیون کو آلات توپ خانه سے پر کیا۔ اور
تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا که دریا کے اس طرف جا کر
دست بردی کرین جب یه کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نواره کے دیده بانون
اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نواره لڑنے کو آیا بادشاه کے فریق نے کچھ کام کیا
اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دو یا [illegible] بادشاہی
اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جب وقت ہوا مین
بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا که شاید اس فرصت مین دستبردی
ہو سکے یه کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے
توپ خانه پر جو دریا کے کناره پر بے حالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و تندی
سے چھ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاه
مین میخین ٹھوک کر بیکار کر دیا وه کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی شاه
شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا
ایک تازه فوج کے ساتھ بجائے نورالحسن کے تعین کیا اب بادشاہی لشکر پر ایک
صدمه عظیم پہنچا جسکی تفصیل یه ہے که پہلی فتح یابی کے بھروسه پر معظم خان نے دوباره
ماه شعبان کو لشکر اور نامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا اور آخر شب تک اہتمام
کرکے بہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی
طرف روانه ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نه تھا بلکه وه اس عزیمت سے آگاه تھا
اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و پاسداری لوازم اور

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت
سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لیئے تیار تھا مورچال سے دو دمدمون
کے عقب سے دشمن کی کشتیون کے نزدیک دریا کے کنارہ پہ سید عالم شائستہ لشکر اور چند
جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے بادشاہی تین کشتیان پہنچین انہین سے اہتمام خان
اور لشکر نے اتر کر دشمنون کے مورچالون پر حملہ آوری کی مورچالون مین آدمی بھاگ
گئے لشکر شاہی نے ان مورچلون پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خان یہ دیکھ کمین سے نکلا
بادشاہی کشتیون مین سے تھوڑے آدمی اترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا۔
انہون نے مقابلہ کرکے اپنے مورچال مین مخالفون کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیون مین جو
آدمی تھے انکو امداد و اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ مین سے صرف چھ
کشتیان کنارہ پر آئین جنمین کچھ آدمی اتر کر مورچالون مین داخل ہوگئے تھے اور
باقی اتر رہے تھے مخالفون نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس ہئیت
اجتماعی سے کہ اول مورچالون پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے
متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیون پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہرچند
کوشش کی کہ کماہ کے ان کشتیون کو لے جا سکے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس
اثنا مین کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی ان کشتیون
کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقون
کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی
زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اتر کر دشمن سے لڑے کچھ کشتیون سے اتر کر
دشمنون سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک و سو سوارون کی جسکے آگے ہاتھی
تھا آن پہنچی اسنے حملہ کرکے لشکر شاہی مین سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا
بعض کو اسیر کیا ان سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالون پہ حملہ کرکے اہتمام خان کو مارا۔
بادشاہی لشکر کو کمک نہ پہنچی نہین دشمنون کے آدمیون اور ہاتھیون نے لشکر شاہی کو

پریشان و پراگندہ کردیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینہہ برسنا شروع
ہوا اس کے قطروں نے پیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھا دیا
طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام میں مصروف ہوئے۔

بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک
جو لڑائیاں ہوئیں انمیں فوجوں کا بھیجنا اور امیروں کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار میں تھا
شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع
ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجیے۔ زمانہ سازی کر کے اکثر
اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجا رہتا جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے
کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا مستحکم کیا کہ شاہزادہ اسکی
لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اسنے پیغام ایسا
فریب بھیجے کہ بیٹے کے دل میں باپ کی عقیدت کچھ نہ رہی جوانوں کو [illegible]
کسی نصیحت و صحبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور [illegible]
زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت [illegible]
اہل غماز جماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان
غبار خاطر روز بروز یہاں تک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے ملنے کا ارادہ کیا اور آخر
رمضان آغاز سنہ جلوس میں اپنے صاحبوں و مقربوں کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھیجا
کہ آخر شب میں آپ پاس کشتی میں بیٹھ کر آتا ہوں میری توپخانہ کا داروغہ امیر قلی
اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خانہ زاد میری ہمراہ ہونگے جو اسپ و خزانہ
جتنا لا سکوں گا لاؤنگا شجاع اس خبر کو فضل الہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو
شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیوں اور بہت سے کہار [illegible] شہزادہ
دریا کے پار لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ
دریا کے پار اتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس [illegible]

شاہزادہ محمد سلطان کا [illegible]

افشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہاے بادشاہی بیدل
اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو کاکین لیے آئین معظم خان کو جیتے ہی رات کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اُسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اُسنے اپنی حسن ہمت و نیروی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا متلون ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سوئی دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کے لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیہ نا ملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
موسم پانی کی طغیانی کا آتا طرفین نے مورچے اوٹھا لئے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لئے موضع مسعود پور بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سیف خان و اخلاص خان خویشگی و راجا اندر من بندیلہ و قزلباش خان اور چند اور
امرا اکبر نگر مین رہے۔ بادشاہ کی یہ رائے تھی کہ معظم خان کل لشکر مخصوص آباد و اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اس کا قافیہ تنگ کرے
اسلئے بادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہوا اور ٹانڈہ جاے جس کمکی اور تابین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اُسنے شیخ حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور عزہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان و ہادی داؤد خانی
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کمکیون کو لیکر گنگا سے اُترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترجک و گندک اور دریاے گنگ کے

اکثر بھی راہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اکثر نا مشکل ہے دشمن اپنے نوارہ کے
استظہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جا بجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کیلئے سپاہ
مقرر کر رکھی تھی جو نہ خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلئے منگیر و بھاگلپور جانے
مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے
لشکرون مین لڑائیاں ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاضی کریہ مین
جو بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی وجہا ندی
برسات کے سبب سے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذرنا ضرور تھا اسلئے باقی برسات بسر
کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا۔ برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ جا سکا
بادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبر نگر کے ایکطرف کوہستان ہے۔ برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر
کھڑا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا۔ عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔
اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے
سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچا تھا اور اس سبب سے کہ راجہ ہر چند زمیندار جھو۔ مرزا
شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارونکو نہین آنے دیتا تھا
انکو لوٹ لیتا تھا کسیطرح سے بادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچا تھا اس سبب سے اکبر نگر
مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے
بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی
تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اس نے اکبر نگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عیاس
میر کو چار سو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع ہتوارہ مین بھیجا جو اکبر نگر سے
دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبر نگر بادشاہی لشکر کے
قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان و
ذو الفقار خان کی معدلت و نصفت کے سبب سے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت ہوتا اور انکی ناموس اوباشون کے ہاتھ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ نوارہ کی ایک جماعت کو اکبرنگر کی تاخت و تاراج کے لیے بھیجتا اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے کا قصد کیا سراج الدین جابری نے ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔ اور ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر بیتوارہ مین آیا اسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کرے ۱۳ ماہ مذکور کو بتوارہ سے اکبرنگر مین آیا اور راجہ اندر مین سے لڑائی ہوئی مگر اسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خان و فدائی خان اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنے اغراض باطلہ نفاقی کے سبب سے ایک دوسرے کے خلاف تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کو وہ منہو وجہاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ گیا اور اکبرنگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض شاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون وہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف کیا جسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اسکا لشکر اکبرنگر مین بے مزاحم و مانع قائم ہوا۔ اور برسات کا موسم اُنہون نے یہین بسر کیا جب برسات ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبرنگر مین آیا تو اسنے معظم خان سے معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوے معظم خان بھی غنیم کی یہ خبر سنکر کہ وہ اکبرنگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ ہوا جب وہ موضع بلکھستہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو اکبر بھاگی دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے اور دوسرا بلکھستہ کی جانب راست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ سے گذر جاے۔ پلون کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانون کے آلات سے انکو استحکام دیا۔ اپنی روبرو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ کو

کو دیا اور داہنی طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور محمد اعزاز خان کو
آغرون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے
بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بنگالہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین
شجاع آیا تہ تاکہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی
قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی
کہ جسپر بالامین لشکر شاہی کم ہے تو دونین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع
اور اُسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جا کر یکہ تاز خان کو شکست دی
اُسکو اور اُسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیرون اور بہت
آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس بھاگ گئے۔
ذوالفقار خان نے توپ تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھکر
کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آب نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر
کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا۔ اور
لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بہت بڑے
امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اُتر کر لڑنے آیا ہے
تو اُس نے ذوالفقار خان سے جسکے سر سے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان
سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اُس نے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے
دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے از انانیت اور خودسری کے سبب اُسکی بات کو نہ سنا
اور فرمان بری نہ کی نفاق کرکے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا
اور اُس نے ہزیمت پائی جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین
آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور
مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا
گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ جہانگیر نگر کو قبضہ کرکے لشکر شاہی کو

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہاں لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع
کی توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔
۱۱ ربیع الثانی کو شجاع باین خبر آئی کہ داؤد خان نے دریاے گومتی سے عبور کیا سید
تاج الدین کو اُسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک
سکا اور عنقریب ٹانڈہ مین جہان اسکا لشکرگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع
ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی
مین بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے
بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جیلیا رے کے اس طرف گیا لشکر شاہی
نے سر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونون لشکر
نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیر و دار اور کار زار کے لئے آمادہ
رہے اواسط شب مین نور الحسن جو شجاع کے عمدہ سردارون مین تھا معظم خان سے
آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز
تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷ کو شجاع دونا پور مین چلا گیا معظم خان نے اسکا
تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمین دس توپین اور دو سو بان تھے۔
جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب درہم و برہم
ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دوکاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے
تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ
ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خان نے
آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ نہ ٹھیرے اور دوکاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے
اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا
وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اس لئے فتح جنگ خان و
اسلام خان کو نرغہ مین کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے معظم خان آیا۔

اسنے نالہ سے پار جاکر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے
کوتاہی و خودداری کی اور معظم خان کی بات نہین سنی. ناچار معظم خان سپاہ [illegible] نہ
لیکر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی و آتش فروزی
سے ہنگامہ دشمن کشی و عدو سوزی کو گرم کیا اور آخر روز سے اواسط شب تک لڑائی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبرنگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریای گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر مین پہلے عبور کرونگا تو لشکر جسکو کوئی امید اسکے [illegible] نہ تھی
اسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اتارتا ہون اور خود قلیل آدمیون کے
ساتھ رہتا ہون تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو مستحکم کیا تاکہ
لشکر شاہی سے ایمن ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت بھی سلطان [illegible] کے
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار [illegible] بھیجا —
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبرنگر پر قبضہ کرے [illegible] سے
سوتی تک جابجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے [illegible]
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر مین تھا نصیرالدین خان کو مونگیر [illegible]
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نواڑہ جس مین ایک [illegible] مین
گزرہ دوھیرا گئین ان دنون مین دریای گنگ کے تین شعبے [illegible]
کو پل باندھ کر شعبہ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبہ دوم سے کشتیون مین بیٹھکر
عبور کیا اور اس جزیرہ مین لشکر آیا جو شعبہ دوم و شعبہ سوم کے درمیان تھا —
ان دنون مین اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا مین بہت تموج و تلاطم رہتا
تھا اس سبب سے تین روز مین لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
مین آئے ہین کہ ملاحون کے اہل و عیال کو لے جائین یہ موضع شعبہ بزرگ و شعبہ سوم

گنگ کے درمیان اکبر نگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہہ رہتے ہین
تو معظم خان نے دو سو سوار اپنے تابینیون کے پادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھہ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل و عیال کو غنیم کی طرف جانے
سے روکین انہون نے سدہ مین جاکر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سدہ مین
ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھہ گیا کہ ملاحون کے اہل و عیال کی حفاظت کرین اور اُن کو
دشمن سے نہ لینے دین۔ یہان دو سوار اور گرفتار ہوئے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے نالہ جہانگیری پر پل باندھہ کر یہ تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو توپخانہ
اور لشکر کے ساتھہ دریا سے عبور کرا کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اُسنے یہ سنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اُسنے پل کھلوا ڈلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جریدہ دریا کے اسطرف آئے اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز تک
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہر بار لشکر شاہی کو فتح ہوئی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنے نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شبخون مارنے
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس ما بین مین یکہ تاز خان اور بہت سے
اچھے آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے ترددات نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھہ کے لشکر نے
سلطان سلا طرفین سے ترددات صف ربا ہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضرب توپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون مین ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی عجائب
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھہ اور سردار اور توپخانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمت پر

بعض جا پایاب تھا توپون کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جنگی ہراولی بطریق قراولی آغرخان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دونو طرف
چوبین نصب کیں سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ و تفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونے
کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آغرخان نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا پیچھے دلیر خان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی میں چلایا بعد ازان پسر دلیر خان گھوڑے پر سوار ہو کر ولاور جنگ کے ساتھ
بطریق یورش جان بازی کو کار فرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل دریا میں آیا اور [illegible] کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لیکر آب آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی روان ہوا روبرو سے گولہ توپ و گولی تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے
نہ نکلتا تھا اور نہ اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ [illegible] گھوڑون کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بحال و بجا نہیں رہا سپاہ او [illegible] کے
پاؤن کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور دریا پانی بالکل برطرف ہو گئی [illegible] سے سوار اور
پیادے بحر فنا میں غرق ہوئے ایسی حالت میں پسر دلیر خان فوج دریا سے مع [illegible] کے
دریا میں ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ کا نشان نہ ملا غرض بان و گولے کے
اولون کے برسنے سے اور بارود کے دھوئیں کے گھر جانے سے یہ حال ہوا کہ بیٹے
کو باپ نہیں پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا [illegible] دریا کا طوفان گیا
تھا۔ بہت گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے و بعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ و بان
کے صدمہ سے محفوظ ہو کر دریا سے پار جا کر جان بر ہوئے۔ دلیر خان کے فیل کے
آگے آغرخان غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پچھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہان فیلبان کے اشارہ سے آغرخان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس نے جو
فیل کی خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغرخان کو مع گھوڑے کے سونڈ میں لے کر اوپر

اٹھایا اور آبشار میں پٹکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور جا پڑے دونوں کو چوٹ لگی گھوڑے کا زور دہ پھٹ گیا لیکن آغر خان پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے میں لوت نہ دیکھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ پھر اس بلائے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا ہے ہاتھی کے پیچھے سے جا کر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجباک انکس ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس میں نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کروں کہ اسکے ایک نوکر نے کہا کہ خنجر کو کمر سے غلاف میں سے نکالکر ہاتھی کی بنا گوش پر پہلائیے۔ اس حالت میں دلبر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغر خان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا ہاتھی کے اردگرد تصدق ہونے لگا۔ آغر خان نے کہا کہ میں نے یہ ہاتھی بادشاہ کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے میں امیدوار ہوں کہ افسر فیلبان سرکار کو حکم دیں کہ فیلخانہ میں اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپ ہاہر کوتل مرحمت ہوں دلبر خان نے تحسین کرکے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی و عراقی اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغر خان گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانوں کو دشمن کے مقابلہ میں لے گیا اور تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ و جنبشین کین شجاع کے دو تین سردار اور بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت زخموں سے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہراول فرار ہوا و شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ پاس چلا گیا۔ القصہ اس وتیرہ پر سخت لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ناہاے قلعہ پر اور دریاے گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف میں۔

جب عالمگیر نے سنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے فدویانہ تردد

۱۰۶۹ھ

گئے ہین تو بادشاہ نے ازراہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول سنہ ۶۹ کو بجہت
شرقی کا سفر شروع کیا اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگھ کو از سر نو مہاراجہ کا
خطاب دیا سیر و شکار کرتا ہوا بادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو بادشاہزادہ محمد معظم کو
وزیر خان دکن سے بادشاہ پاس لائے۔ بادشاہ نے حوضہ طلائی بصورت بنگلہ
ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا
اسکو بادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کرکے
مرزا سنجر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے بادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا۔
بادشاہ پاس خبر آئی کہ بادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر
معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے
کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیان شجاع اور بادشاہی لشکر کے درمیان ہوئی تھین
ان مین یہ شاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا یا وہ
جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی صحبت سے ازردہ
ہوا کیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی انکے ساتھ رہنے
سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا
غرض کچھ ہی سبب ہوا اپنی خطا سے نادم ہو کر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ
ہوا۔ خود اکبر نگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک
دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے
رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ
موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج
خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیج دیجے
۸ جمادی الاول سنہ ۶۹ کو مع خدمۂ محل و چند خواجہ سرائے کے چھپی کی شکار کی بہانہ
سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

بادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا

چہار کشتیون مین سوار ہوکر معبر دو کاچی پر اسلام خان ہوجب شارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔
شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیون مین سوار ہوئے اور
اُنہون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے
آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین
روانہ ہوا دونو طرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ پادشاہزادہ مع محل خاص کے
اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسپر بعض کارخانے
اور کچھ خادمہ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولون کے لگنے سے
ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مر گئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان
کی کشتی کے جا پہنچنے سے بچ گئے جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت
ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ پادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ
سے ملنے آیا اور پادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال
کی پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ پادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین قید
کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب
ہوگئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دیے۔ اور وہ خود فوج لیکر
داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ ایسے ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان
معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بنکلہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب
شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت دہر سالہ سے دل اُٹھایا ٹانڈہ گیا جہان اُس کا
بنگاہ تھا وہان سے جہانگیر نگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے
تردی پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چہار سو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور
کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع کے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان ٹھیری
ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو خزانون مین نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی و
طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور خزانون مین منتخب اشیا اور کارخانے

لا دے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اُس نے
سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھ گھڑی دن رہے دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ سید عالم و سید قلی اوزبک و مرزا بیگ و چند سپاہی
و خدمہ و خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے دس ساتھ کو سے۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان سنہ جلوس مین جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خود سرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا صندل خواجہ سرا اُسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لاد کر کشتیون مین داخل
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے اُن سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین اُنکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظرون اور خواجہ سرایون کو بہت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر کرین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پُر کر کے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہو کر انکو گرفتار کر لیا اور بہت سے جواہر و لال
بادشاہی سلطی مین آئے اور بہت سی اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑی گئین اور ان
مین سید عالم کا برادرزادہ اور شجاع کا عبقا و بعض اور اسکے بڑے امیر اسیر ہوگئے
شجاع کا جو مال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار معموری و میر مرتضی ناصی وغیرہ معظم خان کے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب لا دیئے۔ جب بادشاہی لشکر کی خبر جہانگیر نگر پہنچی تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیر نگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
رخنگ دار الامان سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

منور خان جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ
متفق کرکے شجاع کا فرمان بر نہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے
کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رخنگیون کی بہت سے غراب کے ساتھ
بھیجدی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دیدی
اور اس مہم کے جلدو مین رخنگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر
راجہ سے یہ بات ٹھیرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیر نگر سے رخنگ مین آنا چاہے تو
وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ مین لیجاسے۔ چاٹگام
رخنگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اس باب
مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔
جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیر نگر مین آیا اور اسکو یہ یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُسکے
پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رخنگ
کی طرف مین بھاگون تو اُسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے
بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی
کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لیجائین ایک مہینہ تک جواب کا انتظار
کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار
نکیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۶ رمضان آغاز سنہ جلوس کو زین الدین و
بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم
و سید قلی ازبک و مرزا بیگ کو اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ و خواجہ
کو لیکر جہانگیر نگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کشتیان نملین اسکے رفیق جو اب تک ساتھ تھے اُس سے
جدا ہوئے۔ تین مہینے ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور
جہانگیر نگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی
بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور اکیاون جلیبہ فرنگی مردان کارزار [illegible]

ضرب پیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک
کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا! اور رخنگ
کے سردارون نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار
دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارہ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے
بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ تا دیر یہان
ثبات قدم رکھین آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ
آپ کو رخنگ لے جائین شجاع نے ان سے کہا کہ مین جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے
باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک پادشاہی ہے قیامت کرون اور اسکے
قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون
وہ قوہ سے فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی
ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھمی پور مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ
رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔
یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا
شجاع نے اسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ حسین بیگ کو سمجھا بجھا کر لاوے حسین بیگ اپنی
کم عقلی سے سو سوارون کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع
نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا
کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع
کے آدمیون کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون
مین بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جاکر قلعہ کو مع اموال و اسباب اپنے تصرف
مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ
حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ
وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔

نوشتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو انہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے
بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک چند
ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسی سوار اور
چار سو پیادے و بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آکر لڑنے لگے اور
ہاتھیون کو پانی مین لیجا کر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار
کر لیا اور باقی دو آدمی اسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی
شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجا کر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے
صبح کو ایک او سردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آ گیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام
صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو انہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر
لڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا دستور آئین یہ نہین ہے کہ ہم کشتی سے اتر کر جنگ
کرین ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین احسین بیگ
ابا کمش کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب
کیا اور کہا کہ تجھ سے مدعا یہ رکھتے ہین جب شجاع نے اسکے بھتیجے مین حیلے حوالے کئے تو انہون
نے ناخوش و تلخی سے حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ
کے بعد انہون نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو
رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہے کہ بے توقف و درنگ
رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے
آدمیون کو جب اس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خادم و ملاح متفرق ہو گئے
اور ہر ایک کشتی کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ
مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ارذل اور کافرون کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ
اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کر کے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات
کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت مردمی

مجبور اس بری وقت اور حال مین سادات بارہ مین سے سید عالم اور رشید قلی اور بارہ
اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رخنگ کا نام
اصل مین راکنیاک ہے جسکو مسلمانون نے رخنگ اور انگریزون نے ارکان اور برہما والون
نے راکنیاب بنالیا ہے۔

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے
چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنے کے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی
سے احکام کے جواب مین خود عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی
تنبیہ کے لئے نو ہزار سپاہ امیر خان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگھ باپ سے جدا ہوکر
بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استقبال کے لئے خود درخواست کرکے امیر خان کو
ساتھ گیا جب امیر خان اس لشکر کو لے کر بیکانیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا
اسنے سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھربار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیر خان کو
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگھ پدم سنگھ کو ساتھ لاکر بادشاہ کا
زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک اور قوم کا
مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے
جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے
ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) دراوید (۲) کرناٹک (۳) اندر یا تلنگانہ
(۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو
ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کو
نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو
مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

کی حدود ہر زمانہ مین بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین مین بستی ہی جو کوہستانات
کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہی۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب
کی اتصال مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر
پر بیدر اور چاندہ کے درمیان وارده پر گذرتا کھینچا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر
اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہی جسکو گھاٹ
کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے تیس
چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہی صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ
تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا
ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی اونچے ترین ہمالیہ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے
ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک
مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہی اور مرہٹون کے ملک سے بتدریج
زمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین
ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کونکان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے چیول ایل مین واقع
ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعض بیشے و جنگل ہین۔ ہماری جغرافیہ
مین اسکا مفصل حال ہے دیکھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سے متعلق ہے یہان لکھتے ہین باقیماندہ حال
تاریخ عہد انگلشیہ مین دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے ایسی ہی مہاراشٹر کی مسلمانون
کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کولی
ہین جو اس ملک مین گنواری گاتا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راج
تھا جسکی راجدھانی تاگار تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شالباہن نے خاک مین
ملا دیا۔ شالباہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم
کا راجپوت سسودیہ کے نسل سے تھا۔ سالباہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری پہاڑوں میں اس لڑکے کی پرورش ہوئی اور یہی لڑکا چتوڑ کے رانا کے نسل کا بانی ہوا چیتوڑ کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے ......
اس خاندان میں سے مرہٹوں کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشٹر میں جو اور انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہیں ہوا اور یہی تھا ان سے دارالسلطنت دیوگڈھ میں (جسکو حال میں دولت اباد کہتے ہیں) بدل گیا۔ یہان شالباہن سے متواتر راجہ جادو رائد یوتک ہوتے آگئے تیرھویں صدی کے آخر میں جب مسلمان یہان آئے ہیں تو یہی راجہ تھا جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ میں پڑھا ہوگا معتبر نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹوں کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگیا۔ تاریخ فرشتہ میں ان راجاؤں کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے۔

مرہٹے رانا کی نسل میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں چھتریوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہیں اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹوں نے بھی جو سپاہیوں کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعویٰ کیا اس دعویٰ کا جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتوں اور مرہٹوں میں یہ فرق ہے کہ راجپوتوں کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر حرف آن پڑتا ہے تو وہ ہاتھ پاؤں ہلاتے ہیں نہیں کاہل رہتے ہیں برخلاف اسکے مرہٹوں کے کہ وہ اپنی غرض و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھوں میں پڑ جاتے ہیں فقط عزت ہی کے لئے نہیں لڑتے بلکہ اپنے مطالب و اغراض کے لئے بھی کوشش و کشش کرتے ہیں اونچے راجپوت کے چہرہ میں وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اصلی مرہٹہ کے چہرہ میں اکھڑ پن اور گنوار پن ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہو جائیں تو راجپوت دانا دشمن اور مرہٹہ ہیبت ناک اور نا خدا ترس دشمن ہوگا۔

تاریخ میں مرہٹوں کا ذکر اس طرح نہیں آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانوں نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہیں مرہٹوں کا نام نہیں آیا اور ایسی ان پر کم توجہ تھی

کہ سترہوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین تو اور قومین
انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون
کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین۔ جب مسلمانون نے
دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعدازان سلطنت بہمنیہ کا
اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی
اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مارڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہوگیا تو
پانچ اور سلطنتین اسکی جگہہ قائم ہوئین۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتدا سلطنت مین مرہٹون کا حال ویسا ہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی
سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے
تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودہری یا زمیندار سمجھو تو مین) ہوتے
کچھ مرہٹے منصبدار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کرلیتے اور انکے
تعداد کے موافق وہ منصب دار ہوجاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی
مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے مین اسراف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی
ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ نایک۔ راؤ کے دئیے
اور ان خطابون کے ساتھ انکا سازوسامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے
رہنے لگے تاریخ فرشتہ مین بھی کبھی کبھی برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے ناتکون
پر اسکا اطلاق کرتے ہین یعنی اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی
کی جگہہ انہین مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصب دارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی
یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے
اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت
و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی
سردارون نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مارڈالا برہمن واسوجی اس

وغا مین مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا پھر ابراہیم عادلشاہ کے علم کے نیچے برگی نظام شاہ سے
لڑے۔ بیجاپور اور احمدنگر کے سلاطین کی سپاہ مین برگی بہت تھے کیونکہ اس قلمرو مین مہاراشٹر
داخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ مین کچھ برگی تھے۔

بیجاپور کی ریاست مین بڑے بڑے مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری
(۲) راؤ نائک نمبالکر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہین (۳) جوجھر راؤ گھاٹ گے۔
(۴) راؤ مانے (۵) گھورپورے (۶) ڈف لے (۷) ساونت بہادر دیس مکھ واری کا
احمدنگر کی ریاست مین مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ
اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن مین مذکور ہین اکثر انمین سے دیس مکھ تھے۔
احمدنگر کی سلطنت مین جادو والے دیس مکھ سبھون کا بیان ہوا ہے۔ وہ غالباً راجہ
دیوگڈھ کی اولاد مین سے تھا۔ سولہوین صدی کے آخر مین لکھوجی جادو راؤ کے
خاندان سے زیادہ معزز کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے انکی جاگیر
دس ہزار سوارون کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ
اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ باپ کی پٹیل تھے وہ ایک گاؤن
ویرول مین دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام
مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹھوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو
ونگوجی یعنی جگپال راؤ نائک نمبالکر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد
نہین پیدا ہوتی تھی احمدنگر مین ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا
جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹون کا تعظیمی لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔
شاہ جی نام ہوا جسکو ساہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہین۔ یہ شاہ جی سنہ ۱۵۹۴ع مین پیدا ہوا
مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سلحدار تھا اسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل
کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا سنہ ۱۵۹۹ع مین ہولی کے تہوار مین

یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر میں آیا۔ ہندوؤں کا دستور ہے کہ اس
تہوار میں وہ بڑے آدمیوں سے ملنے جایا کرتے ہیں۔ اس تہوار کے پانچویں دن
ایک جلسہ میں شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر میں آیا۔ جادو رائے نے
شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جیجی تین برس کی بیٹھی
تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولھا بنائے گی۔ پھر اس نے
مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا اچھی دولھا دولھن ہیں۔ یہ دونو بچے ہولی کی
رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر
ہنس رہے تھے۔ مالوجی بھوسالہ اٹھا اسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ ہے کہ میرے بیٹے
کی سگائی جادو رائے کی بیٹی سے ہو چکی۔ اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو رائے
متحیر ہو کر خاموش ہو گیا۔ جادو رائے نے یہ بتلانے لگے کہ جو میں نے کہا تھا وہ
فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت میں بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو
اپنا جنوائی نہ مانو گے میں دعوت میں نہیں آنے کا۔ جادو راؤ نے اس سے سخت انکار
کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میاں پر بڑی خفا ہوئی کہ تو نے
ایسے بات کو ہنسی سے کیوں منہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی
جائے۔ مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا یہ جانتا تھا خواہ
کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤں کو چلا گیا وہاں جا کر کہا کہ بھوانی دیبی نے اس پاس
آکر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اسنے نظام شاہ کے عہد میں جو ستر
برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہوکار
شیونا نائک سپونڈسے کو .... حوالہ کیا کہ لوگوں کو اس کی دولت کا یقین ہو
اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوئیں کھدوائے۔ مندروں میں روپیہ چڑھایا
اور اسی دھن میں لگا رہا کہ جادو رائے سے رشتہ مذکور ہو اس میں اسکو منصب
پنجہزاری ملگیا اور شیو نیری اور چاکنہ اسکی جاگیر میں ملگئے غرض اسکا منصب

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادورائے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا
شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہوگیا اور سلطان اس مین شریک
ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو
عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا سیواجی مان کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی مان کے ساتھ
باپ سے جدا ہوکر پونہ چلا گیا۔

مغلون نے جو گولکنڈہ و احمد نگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا
اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی
مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سہارا دیا یہ حال سب تاریخ
دکن مین پڑھ لو۔

خافی خان لکھتا ہے کہ دکن و بیہان کے مرہٹون کا [illegible]
اصل اور نسب کا حال یون سنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد [illegible]
ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہنود مین یہ مقرر ہے کہ اگر [illegible] ذات [illegible]
بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بد قوم [illegible]
زانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو [illegible]
اس اولاد کو شرکت نہین پہنچتا۔ [illegible]
اگر وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کدخدائی [illegible]
کرتے مین تو اسکی اولاد کمال بے اعتباری سے [illegible]
اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال [illegible]
یا دختر بلکہ برہمن کھتری کایتھ کے تصرف مین آجائے تو جو فرزند پیدا ہوتا [illegible]
ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھوسلہ سے ملقب تھا [illegible] اسکے
اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بد اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا [illegible]

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اُسسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن کے
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کرکے پہاڑ کے گوشہ کنار میں پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی دلبستگی رکھتا تھا کہ ہرچند ماباپون نے چاہا کہ اُسکو
بیاہ اپنی قوم میں کریں مگر اُسنے قبول نہیں کیا جب اس فرط محبت سے کھانڈا جھوٹا اور خویش و
بیگانہ میں فرزند کی پرورش کا ذکر مشہور ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان میں
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہوگیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے صحیح النسب چھونون میں سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہیں کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونیکا دعوی کرتی ہے انہین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے آٹھوین
پیڑھی میں ساہو بھوسلہ پیدا ہوا۔

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی ۱۶۲۷ء میں پہاڑی قلعہ سیونیری میں پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب غریب ہے اُس سنہ میں پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق و دانشمند جو نامور
اس دنیا سے ناپید ہوگئے تھے اور انکی چشم بھوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ میں شریک تھا اور اپنا
نقصان بیا ہو چکا تھا اور یہ بھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات میں مصروف تھا۔ ماں اسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین اُن راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو ہمارے اتہاس میں مشہور
ہوگئے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہوچکے تھے۔ جسوقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تھا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود میں تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ میں مغلون کے ہاتھ سے
بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہوگئی تو اُس نے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن داداجی کندیو کو سپرد کردیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے شہسواری شمشیرزنی نیزہ بازی تیراندازی پہاڑ کی
نشیب و فراز پر چڑھنا اور تیرنا ندیون پر پیدل لگنا سیکھا۔ اپنے پہاڑی دلاورون کے ساتھ

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

وہ نیستان میں جاتا اور شیروں کو وہاں سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ
ہنر جو اس ہونہار اولوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف مگر اسنے
کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہیں آتا تھا۔ مگر استادونے کرم دھرم گیان کی
باتوں اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو
ہوگیا اور مسلمانوں سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اُسنے دیوتاؤں کی لڑائیاں اور
سورماؤں کی کہانیاں سنوائیں کہ جنسے اسکی طبیعت میں شجاعت اور مردانگی کے کاموں کا
عشق پیدا ہوگیا۔

سیواجی کا لڑکپن۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہاں پہاڑی اور میدانی ملک آپس میں ملتے ہیں
اسلئے دونوں قسم کے آدمیوں سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و شکار سے
پہاڑی لوگوں سے جنمیں سے اکثر اسکے باپ کے سواروں میں بھرتی ہوتے تھے انکا لونی
سنگھے پاس پیڑوں کے ڈاکوں اور لٹیروں سے غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش
اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت میں بڑے بڑے کاموں کا شوق پیدا ہوگیا
ادھر اس صحبت کا اثر ادھر دیوتاؤں اور سورماؤں کی نظم داستانوں کی
خوشکلامی کی تاثیر ان دونوں نے ملکر اسکے دل میں بڑے بڑے کاموں کا جوش
خروش پیدا کر دیا۔ بہ آخر روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر
نظم و نسق میں شریک کر لیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیروں کے
کے ساتھ شریک ہوا تو لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی مالک کا نمک کے لٹیروں میں سے
ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سپاٹوں میں جنگلوں اور کوہستان کی ساری
گھاٹیوں سے وہ واقف ہوگیا اور وہ بہ خوبی سمجھ گیا کہ کیسے کون سے مقامات میں جہاں
حملہ کرنا چاہیے اور کون سی ایسی جگہ میں جہاں بیٹھکر اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔
وہاں کے جنگل کے باشندوں سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال میں جو
گھاٹوں کے حصے ہیں اُن میں بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب میں جو حصے ہیں اُن میں

قوم راموسی آباد تھے مگر پونہ کے عین مغرب مین مرہٹے بستے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اٹھاتے تھے جس وادی کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے انکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیوا جی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا۔ انہین کی یاری اور انکی یاوری کا سبب ہوئی سیوا جی بہ تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب کرنے مین اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ انکے یہ سب دوست اسکے ان کامون مین شریک کام رہے۔

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے انکی خبرگیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین سے دار السلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصاً برسات مین کبھی انمین ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی کبھی یہ بھی نہ ہوتا۔ بلکہ جو اس پاس مال کے اہلکار ہوتے انکی سپردگی جاتی قطع نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتاپا مصروف تھا اسلئے ان قلعون مین فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیوا جی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا سنہ ۱۷۴۶ مین اسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کر دے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا۔ اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمتگذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اس نے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداداد کے ملنے سے اسنے اپنی عقلمندی سے اپنی بھگتائی کا یقین لوگون کو کرا دیا۔

سیوا جی کے یار و مددگار

پہاڑی قلعون پر سیوا جی کا قبضہ

گذارہ کرتا ٹھک کی آمدنی سے کیجیے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا اس پر چپ چاپ قبضہ کرلیا اور وہان کے حاکم کو باپکے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور قلعہ گندنہ کا لینا تھا۔ اسکے حاکم کو رشوت دیکے لے لیا اور سنگ گڈھ اسکا نام رکھا۔ پرگنہ سوپہ مین اسکا میاں سنبراجی ہیتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اسکو سیواجی کے تکھنڈ نہین بھاتے تھے اس پر ایک رات کو چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید کرلیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور ہیتے کو کرناٹک مین شاہجی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین داداجی کن دیو کا انتقال ہوا تھا انہی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑ کررہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون بھائیون کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیرین کلامی سے انکو اپنا دوست بنالیا اور وہ اسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور اپنا ناداری سے خدمات اس کی بجالائے سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تزویر سے انجام دیا اور کسی کو کسیر بھی نہ پہنچی تھی ایسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین سیواجی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور جاگیر سے ضیرا لیا۔ ملک پر وہ قابض ہوگیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ سوار اور پیدل متعاصر دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ تھے پہاڑون مین یہ انتظام کرکے اسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع کر دئے، ورنہ بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔ اسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر ببر کہ پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اسپر چھاپا مارتا ہے اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے سنہ ۱۶۴۹ میں اسنے شکین قیدخانہ مین قید کر دیا جسکا بہت چھوٹا
دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور
تابعداری نہین اختیار کریگا تو قیدخانہ کا دروازہ تیغہ کر دیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی
باپکے چھٹانے کی تدبیر مین لگا۔ اول اسکے دل مین آئی کہ باپکے چھٹانے کے لئے عادل شاہ
کی فرمانبرداری کیجیے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو
شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو بیوفائی
مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا
چاہیئے۔ سیواجی ایسا سرتسلیا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی
چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔
اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہو گئی۔ شاہ جی چار برس
تک قیدخانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن رہا سیواجی ملک
مین دست درازی کرتے ہوئے کیون ڈرتا تھا کہ کہین قیدخانہ مین باپ کا کام تمام نہ
ہو جائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا
لائے تا اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اس وقت دربار
بیجاپور ایہی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑکر کرناٹک بھیجے۔ وہان
مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کر لیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتیار
بندی ہو گئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیان دے رہے تھے
شاہ جی سے قول و قسم اس بات پر ہو گیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ
صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اسنے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو
میرا بیٹا ہے تو باجے گھور پوری جاگیردار مودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض
والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید
کرنے کے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا۔

اسکو خبر ہو گئی اور اسنے الٹی جوتی دشمنوں ہی کے منہ پر لگائی۔ اب باپ کے جیتے جی
شاہ جی کا زور دو بالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے میں اعلیٰ درجہ کی
تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریا وارنا اور کرشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی
کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اسکا یہ
ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ حیثیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل میں کھڑا ہو
وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا ایسا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ
رکھتا تھا۔ سیواجی کو اسنے یہ رنج پہنچایا ہوا کہ جو لوگ اسکے تعاقب میں آتے تھے انکو اس
راجہ نے رستہ دیدیا تھا۔ اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ میں لینا چاہا۔ اور دو
وکیل راجہ جولی کے دربار میں ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ جنیدر راؤ بھیجے اور اس کے
بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھیر گئی تو ان دو پاجی ایلچیوں نے
راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے پوشیدہ کی طرح فوج کو لیکے مقام پر
لیکر پہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے۔ غرض ان
ملعون نے راجہ اور اسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی
دار الحکومت سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا گو یہ کام ظلم
اور مکاری کا ہندوؤں کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کرشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام سترا
تھا اسکو رات کو سیڑھیوں پر چڑھ کے لیا اور قلعدار کو مار ڈالا۔ سیواجی ملک گیری کی
نردبان کی اول سیڑھی پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور
اس فتح نمایاں کے یادگار میں اسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا شامجی
پنتھ پیلے پہل مقرر کیا۔
اب تک سیواجی مغلوں کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ انکی سرحد پر قدم
نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا۔ اس وقت اورنگزیب
تک دکن میں ملک گیری کر رہا تھا انکی تشفی میں سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بھیجا تھا

سنہ ۱۶۵۵ع لغایت ۱۶۶۲ع کے واقعات

اور گولکنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے سیواجی نے اول اس شاہزادہ
کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک مقبوضہ کے لیے اسکے توسل
سے بادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج بیجاپور والون
سے لڑ رہا ہے تو اسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہے اسلیے
اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔
تین لاکھ ہن کو ٹا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھ کر احمد نگر پر ۱۶۵۷ء مین
ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے
لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہو گیا اگرچہ ماولی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے
تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنے کامون مین مشہور تھے مگر اب
اسنے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کرکے
پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی
حالت مین مناسب تھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہو گیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے
لیے یہ امر ضرور تھا غرض اب اس پاس ایسا سامان ہو گیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین
باقواعد فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ
مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اسنے
بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کر لیا اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کر لے اس سبب سے سیواجی کی امیدین
دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا اسلیے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے پچھلے حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و
سماجت سے پیش آیا اسسے اسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبال مندی تھی کہ
چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا
اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ ہو گیا اور معاملات ملکی مین ایک ایسا انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ
مین کہ اورنگزیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کرکے بادشاہ ہوا

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڈھ مین پہنچا اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب کو
بھیجنے شروع کر دیئے اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہیئے
اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جائے تو مین اپنا سارا ملک
چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب
کچھ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ انہون نے ایک برہمن پنتوجی
گوپی ناتھ کو سیواجی پاس بھیجا کہ جاکر عہد و پیمان کر لے۔ سیواجی نے اس پنڈت سے رسم
زمانہ کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت
مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے ور ایسی باتین بنائین کہ وہ
رستے بالکل ملگیا۔ اور اسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ
اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے
اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ سنکر اور شیر ہو گئے
اور بن اور پہاڑون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے سیواجی کا بڑا منصوبہ اس
کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت
سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب
اپنی خانی کے گھمنڈ مین آگئے ایک خدمتگار کو ساتھ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ
پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کی طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا
کام کیا کہ اول نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماکے پیرون مین سر رکھا اور
اسنے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے
اور ایک زرد دگلا روئی کا پہنا اور اسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھنکھ (یہ
ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجے کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔ سہم
اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا
ہے اور بہت اینچ کر خانصاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھنکھ اس کے

جسم میں چبھویا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اوپر پیلا لی۔ مگر
فولادی زرہ نے اسکو جسم تک نہیں پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر بیتاب گڈھ میں لے آیا۔
سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل میں چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔
جب افضل خان کے مرنے سے فوج میں ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اوپر آ کے ٹوٹ پڑے۔ ساری فوج
کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء میں ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اسکا خاندان
ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اڑا دیا۔ اگرچہ اور
قیدیون کے ساتھ اس نے نرمی کا سلوک کیا اور سب سپاہیون کو نوکر رکھ لیا مگر ایک برہمن
نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اسکو انعام دیکے رخصت
کیا۔ اس مہم میں سیواجی نے خفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر
کوئی کام بیفائدہ نہیں کیا۔ اور نہ سب کو اذیت نہیں پہنچائی ایسی دغا بازی اور
فریب کی مرہٹون میں بڑی تعریف ہوتی اور اسکی بدولت اسکو بہت سے گھوڑے اور
ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعہ پنالا اور لوانگڈھ
بھی قلعہ دارون نے اسکے حوالے کر دیا اور اسنے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے
قلعے اسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیے کے علی عادل خان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اسکو
بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک
ہوگیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا اور اسکے
پاس ہو کر گھاٹون میں چلا گیا۔ لوگون کو یہ یقین تھا کہ وہ زمین آئندہ سب کا سب
بیٹھا رہیگا مگر اسنے پنہال اور اور مقامات پر قبضہ کیا۔ راجپور سے [illegible]
خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت
دی اور اسکو دار الریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون میں شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

سیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل میں جلنے لگا اور سوچ بچار میں
پڑ گیا پھر مئی ۱۶۶۰ء میں اسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی
جمع کی اور ناموار افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور واڑی کے ساونت
اسکے مددگار مقرر ہوئے۔ غرض یہ سب ملک پالک کا نکن پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔
سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں کیں اور قلعہ پنالہ کی
حفاظت میں وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی
حفاظت میں ناحق تضیع اوقات اسنے کی۔ وہ یہاں چار مہینے تک گھرا رہا۔ اور اس
سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا کچھ ممکن معلوم
ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ میں خود حاضر ہو کر
اس قلعہ کو سپرد کرتا ہوں۔ کل دروازے کھولدونگا۔ یہ مژدہ سنکر محاصرین بڑے
خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سورہے۔ صبح
کیا دیکھتے ہیں کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیوں کے ساتھ انکے درمیان ہو کر قلعہ
سے نکل گیا اور رنگنا میں پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب
کیا اور جس منزل پر سیواجی نے اترنا چاہا تھا اسے جسپیل وری جا لیا۔ مگر وہ ایسا
درہ تنگنا کی حفاظت باجے پربھو کو سپرد کرکے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیواجی
کا جانی دشمن تھا مگر اب اس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے سے
آدمیوں سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنوں کا منہ پھیر دیا اور الٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ
افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور
شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ میں جو
سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی پیچھے گرے
جس وقت اس بہادر کی آنکھوں پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنالہ سے
ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت رہنے کی بشارت اس مردہ کو سنائی

اس آن واڑسے جو زندہ باقی رہے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال کر لیگئے۔ اب سنہ ۱۶۶۱ مین علی عادل شاہ خود فوج لیکر سیواجی سے لڑنے آیا۔ اور پنالہ اور لون گڈھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تھا اُسے چھین لیا۔ غرض سیواجی اُس سے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پہ حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سنگار پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اُسنے معقول نہین کیا اب وہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتلانے لگا اور پرتاب گڈھ مین بھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثنا مین سیدی جوہر سے بھی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھورہ پوری نے شاہ جی کو گرفتار کرکے اپنی بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لیے سامان کیے ہوئے آتا تھا۔ سیواجی کو اُسے باپ کا عوض لینا تھا اسلیے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا اور اُسکو مار ڈالا۔ اُسکے گھر والون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلیے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی کو جو فوج لڑنے گئی تھی اُسے بلا کر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلیے سیواجی کو فرصت ... وار ... کے ساونتوں کو مغلوب کرلیا اور گھاٹون پہ جو اُسکے نقصان کی ... آگیا۔

اب بہت ... پہ اسکا قبضہ تھا اُسنے ... کا بیڑا اٹھایا اور گوالیہ سے ... تک پہنچا ... آخر کار ساہو جی نے بیچ کی صلح والی بیجاپور سے سنہ ۱۶۶۲ مین کرادی۔ ساہو جی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورہ پوری کو مارا آفرین کہتا اور اعلیٰ ترقی ...

سیواجی کی بیجاپور والون سے صلح

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُسکے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹوں کے مورخ کہتے ہین کہ سیواجی

اب اپنی دار الحکومت منتقل کرکے رہری مین لے گیا اور اُسکا نام رائے گڈھ رکھا اور اسکو سامان و اسباب سے خوب مستحکم اور درست کیا۔ ایک اُسکے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کئے۔ دوسرے افسر نے اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین غلغلہ ڈالدیا۔ اس صلح کے بعد سیواجی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا چار درجہ عرض ساحل شامل تھا اور کونکان گھاٹ مہتابیا سے وارنا تک تھا جنمین ۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے ملک کا بڑے سے بڑا عرض سو پہ و جنیر کے درمیان سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑے بھڑے۔

الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے بہت سے حالات سیواجی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کئے ہین اب ہم عالمگیر نامہ اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ کرلو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین آگیا اور عادل خان سے وداد و اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف مین آئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملکی زمین ہین جو عبارت بندر چیول و دابل و دنده راجپوری و چاکنہ سے ہے اور عادل خان کے تسلط کے بعد وہ حدود ملک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

متصل جو تل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل
اورنگ آباد پر بندر ہائے شاہی منصوبہ کن قبضہ کرلیں اور اسکے عوض میں وہ بندر جو کہ
سے پرگنہ چاکنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائیں آئین بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار
دریائے شور ہے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونوں
کوکن عادلخان بیجاپور سے متعلق ہوگئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تھے ان کے شہزادی
نوآبادین سے تھے اور حجاج بنی امیہ کے ظلم سے اطراف کوکن میں وارد ہوئے تھے اور قوم
نوائتیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد میں سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور
کے مقربوں میں تھا اور اس ضلع میں تین پرگنوں کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنوں دو
پرگنے جنکے نام سوپہ اور پونہ تھے۔ شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر میں ملے تھے۔ باپ کی طرف
سے جاگیر کے بند و بست میں سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم میں شجاعت
و شہادت میں ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر میں ابلیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا
ان حدود میں قلعے کوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل لا خل اشجار خار دار سے
پر تھے اب یہاں اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا [illegible] تا مکن
نئے نئے قلعجات کوہی و حصار گلی بنانے میں مشغول ہوا۔ دکن میں ایسے قلعے کو گڈھ
کہتے ہیں ان ہی دنوں میں عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی میں گرفتار ہوا۔ مرض
کے اشتداد سے مملکت بیجاپور میں کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی
وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد
ان ہی دنوں میں والی بیجاپور پاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن
سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمان روا کے انتظام سے خالی ہے تو اسنے
اور جاگیرداروں کے تعلقہ میں جرأت و بیباکی شروع کی
کل دکن میں اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی
جسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل مالدار رعایا

سنتا وہان دوڑ کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیرداروں کی فریادین
ایام پر فسادین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سے ہدایا اور تحائف
بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیردارون
اور اُسکے منصوبون نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین مینے اُنکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر اُنکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسری کی نہین سنتا تھا۔ جاگیردارون کی
نوشتجات جو آتے انپر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد
سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و
حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی
مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون
کی طمع پر فرمانروا رکی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بن آئی۔ کہ
اُسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آئی
کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اُسکے
پاس جمع ہو گئی اور اُسنے نامی قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند
قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ تجربہ کار
قلعہ دارون اور کارآزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست
مین انقلاب ہو رہا تھا سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بھی گفتگو
تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگزیب
کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی
گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنون مین صاحب ملک و جاہ
ہو گیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ ہند و بیجاپور کی مخالفت
پر کمر باندھی۔ قلعے بہت بنوائے کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک در ملک اور نزدیک کی

بحر و بر کی راہوں مین تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو جاکنہ کو اپنا لجا
وماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیرون پر کشتیون کو جمع کرکے قبضہ مین کر لیا اور ان
بھی نئے قلعے بنا کئے صاحب چہل قلعہ ہو گیا۔ اور سب قلعون مین ذخیرہ و سامان جنگ جمع
کیا۔ اور علانیہ بے باکانہ مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیون مین ہو گیا
جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا۔ پہلے سیواجی
پاس رسل و رسائل بھیجے جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ
اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور مصاحبون مین سے تھا اس نے جا کر
سیواجی کو تنگ کیا سیواجی نے دیکھا کہ صف جنگ مین اور محصور ہونے مین اس سے
عہدہ بر آ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ و تزویر و راہ بازی کا جال پھیلایا معتمد آدمیون کو
درمیان مین ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی
اور مکاریہ [illegible] کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیواجی کے
قلعہ کے نیچے سیواجی بن ہتیار کے [illegible] رون کے ساتھ کرتا [illegible] افضل خان کی
ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی پر بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار [illegible] رون کے
ساتھ قلعہ کے نیچے آ گئے اور سیواجی جب ملاقات کرینگے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ
کئے جائین اور خلعت دے کر استمالت [illegible] کیا جائے۔ افضل خان کو وہ پیش کش [illegible]
[illegible] الف دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے یا کہ خود سیواجی تسلی پانے کے بعد افضل خان
کی خدمت و رفاقت مین بیجاپور [illegible] عازم ہو۔ سیواجی نے مکاری [illegible] افضل خان
پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے بھیجکر [illegible]
کرکے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین آیا افضل خان اسکے [illegible] فریب کو
سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ [illegible] گئے ہین [illegible] ہتیار [illegible] نے پالکی
مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیون کو ایک تیر [illegible]
پر اپنی فوج مین سے الگ کر دیا سیواجی قلعے سے پیادہ پا آیا۔ [illegible]

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم آگے آکے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا۔ اور لابہ و چاپلوسی سے سراپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور ہون اور حربہ جسکو دکھنی بچھوہ کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو کھڑا
کیا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا۔ جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے لشکر کے
سر کے ٹکڑون مین نہ پڑنا نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک کہ بیابان
کوہستان لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ لرزان
و ترسان آتا ہے اسکے عدم وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھے انکو بھی دور بھیجدیا۔ جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چالاک دستی سے حربہ زہر آگین کو افضل خان کے شکم مین ایسا
مارا کہ آہ نہ کھینچ سکا اور کام اسکا تمام کیا۔ نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدائے
فتح سپاہ کے کان مین پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پر ہاتھ کھولا۔ اب دوڑ کر لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنالیا اور پہلے سے زیادہ اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

جب یہ خبر عادل خان بیجاپور کو پہنچی تو دو سرا لشکر رستم خان سپہ سالار کے ماتحت روانہ کیا قلعہ پرناله پر دونو کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بنا ناگیا اپنے ملک عقبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی مین کوشش کرتا دور دست کے قافلون پر تاخت کرتا آدمیون کے مال ناموس پر متصرف ہوتا اور اس نے انتظام کیا تھا کہ جہان لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی کے ناموس مین دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جب ہندو مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے تو کسی کا یارا نتھا کہ نظر بد سے اسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت مین کوشش کرتا۔ کہ اسکے وارث آکر بقدر حالت عوض مین دیکر انکو چھڑا کر لیجائین مگر جو عورت ایسی ہوتی کہ اسکے نام و نشان کی نہی پتہ کا خطر ہوتا تو اسکو اپنی زر خرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہان لوٹ ہو اس مین سے رخت مستعمل غریبانہ و پیسے و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتے باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیور و اقمشہ و جواہر جس کے تصرف مین آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمین دام و درم کا تفاوت کرتا بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کرکے سیواجی کی سرکار مین داخل کرتے جب اس غلبہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی تنبیہ و استیصال مین کوشش کرے

حسب الحکم امیر الامراء ۲۵ جمادی الاولی سنہ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور ممتاز خان کو یہان اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنون مین سیواجی یہین رہا کرتا تھا غرض رجب کی سلخ کو سیوگام مین جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

[illegible]

آیا سیوا جی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیر الامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیر الامراء نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔
جادو رائے کو یہان منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر
شاہی کو تاکید کی سیوا جی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جس طرف امیر الامراء کی
کہی فوج جائے اُسپر تاخت و تاراج مین مشغول ہو اور شوخی کرے امیر الامراء اس امر پر مطلع ہو
تو اُسنے کہی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے ہر منزل
مین ہر روز کہی پر دکنیون کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقون کے طور پر ناگہان کہی
کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہوتے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے
فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے یہ دہ جنگ
بکہر بیز کر کے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسی طرح سیوا پور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی
پہنچا۔ یہ دونو مقام سیوا جی سے امیر الامراء نے لے لئے۔ پونہ مین داخل ہو کر وہان اپنی
اقامت کی جگہہ مقرر کی اور وہان سے سوار ہو کر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج بارہ
کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا مورچال مقرر اور تقسیم کئے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ و خندق کھودنے
اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جد و جہد
پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین مین پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے
اور گھرون سے سر نکالنے کی فرصت نہین دیتی اور ایسا غبار تیرہ اُٹھتا ہے کہ دن کی رات
ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس مین آدمی کو آدمی نہین
پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہین دیتے کمانون کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے ہین باوجود
ان سب باتون کے ایسی سعی کی کہ توپون کی پے در پے مار سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہو گئین
مفسدون کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتون مین محصورین قلعہ سے باہر آتے اور
بادشاہی مورچلون پر حملہ کر کے عجیب تبردین کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر و باہر سے
شوخی ایسی کرتے کہ مورچالون کو تزلزل مین ڈالدیتے۔ اسی طرح چھپن روز محاصرہ پر گذرے

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پر کر کے آگ لگائی جس سے برج اڑا اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا مین اڑتے تھے جیسے گرہ باز کبوتر۔ بہادرون نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعے کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال پناہ بنایا تھا وہ مدافعت مین کھڑی ہوئی اسی تردد مین سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی۔ غازیون نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بجبر و خوا تمام شب بانفت تاب کے ساتھ خاک و خون مین بسر کر کے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادرون نے پے در پے حملہ کرنے شروع کئے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنون کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک مین گئے۔ اس یورش مین سیلدار اور عملہ قلعہ گیری کے سوا تین سو آدمی کشتہ اور چھ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک مین بھی محصورون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے زار و بھاؤ سے گویا اپنا شفیع بنایا بندہائے شاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آکر ملے دوسرے روز امیر الامراء قلعہ مین داخل ہوا ایلغان کو یہان منتظم مقرر کیا اور خود یہان سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ مین تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۱۵ ربیع الاول ۱۰۷۱ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا اکتالیسوان سال قمری ختم ہوا اور بیالیسوان شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام مین لبادل کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آب ندی مین ہزار شمع و فانوس سے ہر قسم کے چراغون کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک جشن رہا حسب معمول شاہزادون اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرینڈہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کر کے قلعہ پرینڈہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ جلوس مین لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اس نے پھر اسے بادشاہ کے حضور بھیجا اور اسکو انعام دیا اور اسکے بیٹون اور داماد کو خلعت دیا۔

قلعہ پرینده قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف میں تھا۔ جب سلطنت بگڑی تو محمد [illegible]
بیجاپور نے تین لاکھ ہن قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف میں کر لیا اور ریاست بیجاپور
سے متعلق تھا۔ شاہجہان کے حکم سے ایک دفعہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ
کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب بے تردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان [illegible]
راجہ کرن کو مع دو بیٹوں انوپ سنگھ و بھیم سنگھ کے حضور میں لایا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے
ان ہی ایام میں بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر کے پہاڑوں
کی پناہ میں سلیمان شکوہ مدتوں سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسرکردگی
تربیت خان پامال کرتی تھی اسنے راجہ جے سنگھ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمیں اپنی تقصیرات
سابق و لاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور
رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے [illegible]
کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت [illegible]
محمد شاہ کو کہ جو اسکے ساتھ اب تک تھا اور جتنا اسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
دستگیر ہوا۔ اور کنور رام سنگھ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی سنہ [illegible] کو
حضور میں آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرمایا کہ اسکی خطا بخشی کی اور
جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڑھ میں جا اور وہ
سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار کو بھیجا جائے معتمد خان کو گوالیار کا قلعہ دار بنا کے اس کی ہمراہ
بھیجا میدنی سنگھ پسر پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دو ہزاری
سوار کا منصب اور پانچ ہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گھوڑے عنایت ہوئیں
اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا راجہ کرن بھی حضور میں آیا۔ اسکی تقصیرات معاف
ہوئیں۔ سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور راؤ کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن میں
تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ میں تین ایلچیوں کے آنے کی خبر آئی۔ آقا قاسم آقا کی جسکو حسین پاشا
حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے تخت سلطنت کا تہنیت نامہ اور اسپان عراقی تحفے دوسرا

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا ایلچی ایلچی
تھا جو ایران کے پادشاہ کی طرف سے نامہ و گھوڑے لیکر ملتان مین آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی توران
کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ کمر و پٹکا مرصع مع خلعت مرحمت ہوا اور مریض تھا
جلد مر گیا۔

چونکہ شاہ جہان کے زمانہ علالت سے برابر ملک مین محاربات کے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر
اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا مین
کبھی انتہا مین کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی خلق اللہ کے ہوش اڑ گئے روز بروز غلہ کی
قلت اور بے بضاعتون کی عسرت ہوئی۔ اکثر پرگنے ویران ہو گئے اور شاہجہان آباد
مین گرد نواح کے کنگال بھر گئے شہر مین پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور انپر ان کنگالون
اور اضافہ ہوا۔ اب تو ہر کوچہ و بازار مین فقیرون اور بے نواؤن کے ہجوم سے آدمیون کو
رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر حکم دیا کہ
شاہجہان آباد مین سوا مقرری بلغور خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہون
اور دار الخلافہ کے گرد کے قصبون اور مزارون پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائین
اور خدا ترس متدین دارو غے انپر متعین کئے جائین اور ہزاری تک سب عمدہ امیرون کو
حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے
اور غلہ کی گرد آوری کے اور راہداری کے متعلق کے لئے جا بجا احکام مؤکد صادر
ہوئے اور مزاول منصوب ہوئے دار الخلافہ مین سپاہ بہت تھی اسلئے آدمی اپنے
تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد مین
گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبر آباد کے دار الخلافون مین ہوا۔
اسی فی الجملہ خلقت حال مین تفاوت ہوا۔

واقعات سال چہارم سنہ ۱۰۷۱

۲۹ شعبان سنہ ۱۰۷۱ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

جشن کی آرایش ہوئی - بادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہی اور پہلے سالون مین اکثر
تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب سے لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی
ہی میل کلی نہین ہوتا - اور بادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت و طاعت مین مصروف
رہتا - بزم سور و طرب و سرور کے لئے فرصت نہین رکھتا - اس سبب سے بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ
اس سال سے آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری
رہی - اس جشن مین جو پیشکشین پیش ہوئین اور تمام امراء و اہل طرب کو انعام ہوئے - انکی
تحریر کو تحصیل حاصل جانکر قلم کو اُن کے ذکر سے آشنا نہین کرتا کچھا ور مدعا تحریر کرتا ہون
بادشاہ سے عرض ہوا کہ بداق بیگ ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت
کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے - لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق ہندوستان
کی رسم و راہ کے رنگین ضیافت پر تکلف کی - چارسو قابین چاندی کی اور سات سو خوان حلوون
اور نقلون کے سوا عطریات اور لوازمات کے دسترخوان پر چنے - طعام اور آتش مع
ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت غوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ
نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کئے ایلچی نے دو دفعہ
بادشاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کا ریزا اور اقسام میوہ تر و خشک بھیجے - وہ بادشاہ کی
نظر سے گذرے جب ایلچی بادشاہ کی خدمت مین آیا تو اُسنے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی
تحف و تحائف پیش کئے - بادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیہ کے نقد و جنس
ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیہ اس کے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا
کہ بعد ازان بھیجا جائیگا - بادشاہ نے سُنا تھا کہ چکسین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون
کا سرگروہ ہے اور پہلے اُسنے فرمانبرداری و خدمت گذاری شاہی کے سبب سے
اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھاٹا کھری پر تصرف رکھتا
وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اُسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا
اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیشکش مقرری کے دینے سے انکار کیا - تمرد و لغاوت

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راو بھگونت سنگہ ہاڈہ جسکی محال زمینداری اور وطن اسکی ولایت
سے قریب تھا اسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُسنے جاکر قلعہ کھاتا مصری کو اپنی حسن تدابیر و کوشش سے
مفتوح کیا اور چکرسین کا قتل تمام کیا۔

شاہجہان کے عہد سے مالوہ میں چنپت بندیلہ راہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے مار
کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجر منقطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دارالخلافہ کی طرف آتا تھا
تو اُسنے اپنی بدافعالی کو چھوڑکر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت میں آیا اور جو کہا ب
سفر پنجاب میں داراشکوہ کے تعاقب میں حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بحکم گریز پا
گنہگار غلاموں کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریق
اختیار کی اور شجاع و داراشکوہ کی شورش کے دنوں میں اور زیادہ شوخی کی اور اطراف کے الوس
کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ
نہ ہوا تو دیبی سنگہ اسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نکر سکا
اور زمینداروں کی پناہ میں گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار میں چھپا پھر گرفتار ہوا اسکا سر
کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگہ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دو لاکھ
روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ اور
مع فیل و اسپان با ساز طلا و مرصع عطا کئے آتشبازی نے زمین کو گلستان اور آسمان کو
ستاروں سے زرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا۔ اور کلاونتوں کو نو ہزار
روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگہ کو حکم ہوا کہ احمدآباد سے دکن میں امیرالامراء کے پاس
سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جونا گڈھ کو فرمان
صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمدآباد سے خبردار رہے۔

ولایت پلاؤں کی زمینداری موروثی چلی آتی تھی اس سرزمین میں قلعے استوار تھے
مرزبان پاس ہتھ بیاپے و سوار تھے۔ راہیں دشوار گذار جنگل وگریوہ و کوہ سے بھری ہوئی

غرض ان اسباب پر یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات
صوبہ دارون کی بیجا چھیڑ اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک پادشاہی کی محالات
جو اسکے حدود زمینداری کے قریب بجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے
صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیش کش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ پادشاہ نے
داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبہ
کے کومکیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پہ پلاؤن ہے اور
بلدہ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲ کوس ہے اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۱۵ کوس ہے۔
دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف
و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے
ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے
سیوم قلعہ دیوگن کہ کوٹھی سے دس کوس پر ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب یہان کے
زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ
صوبہ دار پٹنہ کی پیر تا شال بھیدر نے کبھی اطاعت نہ کی۔ پادشاہ کے حکم سے شائستہ خان
صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھ کر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ اور ملک فتح
نہ کر سکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے
لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کر دیا۔ داؤد خان نے اس پر قبضہ کرکے فائشتہ
بند و بست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ
کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے پر ہے اور راہ مین ایک
اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوا یا اور راہ کو ہموار
کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکشون نے اس قلعہ سے بھی فرار کیا۔
داؤد خان مع فوج کے اسمین داخل ہوا اور اسکو ڈھا کر خاک کی برابر کیا۔ برسات
کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمین کو دہی

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاون کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ مین اطاعت کے لئے حاضر ہون اور جو پیشکش مقرر کی جائے مین اُسکو داکرونگا لیکن بیٹنہ کو الٹا چلا جاے۔ مگر خان نے کچھ نہ مانا سوم ربیع الاوّل اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو سوار اور دو سو پیادے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساٹھ سوارون اور تین سو پیادون کو لیکر ہراول بنا اور شیخ تاتار خان برادر زادہ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز چار سو سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر ہراول بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لے کر قلب مین رہا اور اپنے پانچ سو سوار تابین چنداولی مین مقرر کئے اور ایک گروہ انبوہ تبردارون کا بھیجا کہ وہ قلعے تک جنگلون کو صاف کرکے راہ مصفا و مسطح بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے مقرر کئے اس لشکر نے نو روز مین دس کوس طے کئے اور موضع نرسی مین آیا جہان سے قلعہ پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہید مین کرتے تھے اور پیشکش ٹھہراتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سنتا تھا۔ جب لشکر نرسی مین آیا تو مرزبان پلاون نے اپنا وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا عجز و زاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گزاری کے قبول کرنے کو عرض کیا اس کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیشکش دینا بادشاہ کو اور پچاس ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس بھیجا اور جواب کے انتظار مین چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر دشمن نے رسد کے غلہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے بڑھا۔ اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلاون اسلام اختیار کرے تو پیشکش لے کر اسکا ملک اُسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے
شتہ قبیلون نے مخالفون کے مورچالون کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی - داؤد خان نے جاکر
توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا - ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی - ۱۶ تابین
سے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے - رات ہوگئی - تو مخالفون نے دو بڑی توپین
لاکر مورچالون مین نصب کین اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سوارون کو مارا - اس
رات کو زمیندار رانہ کورنے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ مین اسلام نہین قبول
کرونگا - داؤد خان نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنون کا سرکوب تھا قبضہ کرلیا - اور
اس پر مورچال بناکے توپین جمائین تو دشمن نے اپنے مورچے چھوڑکر حصار کے نیچے ندی
پر مورچے جمائے - داؤد خان نے دو تین روز مین جنگل کٹواکر راہ بنوائی - غرہ جمادی الاول
کو تین جانب سے دشمنون پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی - دشمن بہت مارے گئے
زخمی ہوئے - بھاگ کر پہاڑ اور جنگل مین جا چھپے - لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار
شہر بند کو جاکر لے لیا اور دشمنون کو یہان سے بھی بھگا دیا - انہون نے قلعہ پائین اور
حصار کوہ مین پناہ لی - زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیا و اموال کو قلعون سے نکالکر
جنگل مین بھیجا اور خود دو نو قلعون مین تحصن اختیار اور براسم مدافعت و مقاومت
مین قیام کیا - لشکر شاہی حصار شہر بند مین آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات
گئے تک توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا - زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل مین
بھاگ گیا - دو نو قلعے پادشاہی فوج مین آگئے - ہندوؤن کے صنم خانے اور معابد ذکر
و تہلیل سے تبدیل ہوئے - اس یورش و آویزش مین ۶۱ - آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی
زخمی ہوئے - مخالفون کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے - خبر آئی کہ مخالف قلعہ دوپین
مین جمع ہوئے تو داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اسنے جاکر محاصرہ
کیا - اور دشمنون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے یہان سے بھی فرار کیا - قلعہ پادشاہی
سپاہ کو ہاتھ آیا - داؤد خان نے یہان انتظام منگل خان کو سپرد کیا اور

خود پٹنہ مین آیا۔

شاہ جہان کے پاس سے قطبخان سوا لاکھ روپیہ کا جواہر لایا۔ دوم رجب کو
خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جاکر اسکے سوگوارون کی
تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون میرخان و روح اللہ خان و عزیز اللہ خان
اور اسکے برادرزادون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہار الدین و اسکے
داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دئیے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ
مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۷ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا
ختنہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ
شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلئے اس پاس پان بھیجے خواجہ
احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ خوشیان کو بنگالہ سے
شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم مین سے دو ہاتھی نظر اشرف سے
گذرے۔ پادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کئے۔ خضرآباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس
شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) مین بادرکا دام لگاکے شکار کھیلا۔ جس مین چھبیس ہرن
مارے۔ اس شکار مین بادشاہ کو اپنی رحم کے سبب خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانوں کا
شکار کرکے ظلم کرنا نہیں چاہیے اسلئے اسنے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کردیا
جتنے جانور جال مین پکڑے گئے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب
ملک مین چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ مین
اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا
مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیشکش بھیجا رہتا تھا اور گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی
صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جسمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت مین
لے گیا اور اس ناحیہ مین بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عبارت باجو اور
گواہٹی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اسکو

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھج سنگھ
راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور نیز
خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت
رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع
ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپخانہ
کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا
فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھہ مین مقاومت
کی تاب نہین اور کمک و مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی یہان سے نوارہ کی مدد
سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوا۔
اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہوسکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی
مانع و متنازع نہین رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوگئے اور اس دیار کی رعایا کو
اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھہ نہ کرسکا۔ آشامیون نے
دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کرہی باری پر کہ جہانگیر نگر
سے پانچ منزل ہے متصرف ہوئے اور موضع مست سار (ہت سلہ) مین کہ کرہی باری کے
قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد
مین بھی ایسی جرأت اشامی کرچکے تھے کہ ولایات پادشاہی پر تاخت کی تھی اور
ستیا بابکر کو حوالی جہدر سے سات آٹھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اسیر کرکے لے گئے تھے۔
اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین چیرہ دستی کرکے شیخ عبدالسلام فوجدار ہاجو گواہٹی
پکڑکر کے چار سو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ مین سے کسی کو
آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبدالسلام مخاطب بہ اسلام خان
کوکا نے اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین اشام کی تسخیر اور
آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا اور
اسکی جگہہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا جسکو اتمام مہم کی توفیق نہوئی اور لشکر شاہی موضع
کجلی سے جو آسام کا دھنہ ہے آگے نہین بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان مین بنگالہ
سے شجاع رخنگ مین گیا۔ اور اسکے تعاقب مین خانخانان جہانگیر نگر مین آیا۔ تو راجہ
آشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا
اور اس مین لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین جمعیت خصومت رکھتا تھا اسنے ایام
شورش و انقلاب مین ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت [illegible]
پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہوتا جاتا تھا۔ مین اسکو تصرف
سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کرایا۔ اب جس شخص کو آپ سرکار سے تعین کرین
اسکو یہ ولایت سپرد کردون۔ خانخانان نے باقتضاء مصالح ان ایلچی اس وقت
بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان
سید نصیر الدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جاکر ولایات
پادشاہی کو شامیون کی قرارداد کے موافق اپنے تصرف مین لائین اسی اثنا مین بھیم نراین
نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا تاکہ اپنی
تادیب گوشمالی واجب تھی خانخانان نے درخواست کو قبول نفرمایا کہ وکیل زنجیر
مین جاکر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زہر پاکر نوش جان کرے وکیل نے
نوشتہ کو حیرت لقمہ جان کر نوش جان کیا اور استراحت خانہ زنجیر مین پاؤن پھیلا کر
راجہ سبحان سنگھ [illegible] کو پادشاہی کے فوج کے ساتھ اور میرزا بیگ
اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تابینیون کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت
کوچ بہار کو تسخیر۔ جب شامیون نے سنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ
کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہون نے اول پرگنہ کڑی باڑی اور [illegible] اور پرگنون کو
خالی کیا اور آخر کو آب بناس تک ولایات پادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

اشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر نگر سے آگے چار منزل جاکر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اسپر کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کو بکیون یوسف خان و آغر خان نے جاکر کری باز ی و اور بیرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع رنگا ماٹی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین سے ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے مین تعلل کرنے سے خیرہ ہوی اور اُنھون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا تو جنا نہ ولوارہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس اُنکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگا ماٹی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگہ بھیم نراین کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بنا کی دیوار مین ہو بیٹھا اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا تو وہ خود نوارہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہون کے سرانجام دینے کا عازم ہوا اور پادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین پادشاہ نے انکے موافق تمام لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب مہمات مذکور مین شرائط موافقت و مرافقت کو بجا لاکر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ کو خانخانان خضرپور سے سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تہائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین چھوڑا اور پادشاہ کے حکم کے موافق اکبر نگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگہ نروری کو اور عمدہ منصبدارون کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ و سعد اللہ دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب خانخانان معظم خان موضع ہری تالہ مین آیا جو پادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

سرزمین کے واقف کاروں سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی
راہیں تین مشہور ہیں۔ ایک ولایت مورنگ کی سمت سے دوسرے ملک بادشاہی کی جانب سے
دو راہیں جنہیں سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک دربند مستحکم سا ہے جو ایک نہایت
مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہیں قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بنا کی
شہر کوچ بہار اور اسکے گرد پرگنے محصور ہیں اسکا دور ۴۲ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر
سب طرف ایک جنگل ہے جسمیں بانس و بید اور اور درخت ایسے بلند و تنومند اگے ہوئے ہیں
اور انکی شاخیں ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہیں کہ ہوا کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس
بند پر دروازے اور دربند کمال مستحکم ہیں اور انپر بڑی بڑی توپیں اور زنبورکیں و ضرب زن
اور ادوات پیکار چنے ہوئے ہیں۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین
ہیں اور ان دو بندوں میں سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے ... جاتی ہے
اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی و گہری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی
راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی
مانع نہیں لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ بنگالہ کے
متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ میں عظیم و عمیق دشوار گذار نالے
ہیں اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہیں کہ ہوا کے پاؤں میں بھی زنجیریں پڑتی ہیں
خاردار درختوں کی یہ کثرت ہے کہ عبور کے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہیں ان دو راہوں
کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک بادشاہ کی سمت جاتی ہے
جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع میں اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ
ملک سب جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپوں و اونچے درختوں سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت
بھیم نراین نے اس خیال سے نہیں کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس میں نہیں ہو سکتا
اسکے تراکم اشجار اور قلت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی اور
لشکر کے ساتھ بہری تانہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ میں چلے کہ گھوڑا گھاٹ کے

نکل کر دربار برہم پتر سے ملحق ہوتا ہی۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سبحان سنگھ اور اسکا لشکر بھی
خانخانان سے آن ملا۔ غرہ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ
بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبردار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو
توڑکر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسطرح راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک بڑی عظیم رود آئی
ایک جگہہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پایاب ہوا۔ نیستان سے لشکر نکل کر آسام پہنچا یا
یہان کے محافظ ڈر کر بھاگ گئے آل مین لشکر داخل ہوکر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین
اسی آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے دن
پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹنت مین
پہنچا بھولاناتھ اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھ ہزار پیادون کے ساتھ
کوچ بہار کی مغربی سمت مین گیا جو درہ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل
اسکے گرد ہین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت رہزنی
کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی
مین آذوقہ نہ پہنچنے دے۔ ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔
شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتدا مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھ ہاتھ
آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جابجا خود
اہتمام کرکے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی
نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجرای
احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے
احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا۔ سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش
و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لئے تسلی مین مشغول ہوا۔
اور بت کلان نراین کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب سے اور بازوے اسلام کی
قوت سے توڑا پھر اور بتون کے ہاتھ پاون کے ٹکڑے کئے۔ بنگالون کی بھتون بھی

چڑھ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے بیہوش
باختوں میں تزلزل آیا۔ مگر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دلباختہ رعایا اور
متقید ہونے کا نونین صد لے امن و امان پہنچی۔ جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے
مال کی گردآوری میں بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دار الحرب ہونے
کے سپہ لا نیا بسیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہونے سے
ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ گروہ کے آنے شروع ہوئے ویران گھر آباد ہوگئے۔
بشن نراین پسر بھیم نراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخاناں
کی ملازمت میں آیا اور مسلمان ہوگیا۔ پدر او وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمائی کرنے
لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیوں کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم نراین کا تعاقب کریں جو دامن
کوہ بھوٹنت میں بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات سے مطلع
تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کرکے لائے جو مورنگ کے دامن کوہ میں چھپا تھا اور تسخیر
کی تلاش میں تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت ایسی کرے کہ وہ اپنے مساکن میں آکے
آباد ہوں۔ فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت میں اسی مطلب کے
لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ باپ واری کی اور بت کی عمارات
کو منہدم کریں۔ اسکے ہر طرف سو سو گز جنگل کو کاٹ دیں اور اسکے دونو طرف درختوں کو
چھانٹ دیں۔ چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایک سو چھپن زنبورک و راچھنگی اور بہت
سی اور بندوقیں و آلات توپ خانہ و ادوات پیکار کچھ بھیم نراین کے اثقال و
احمال لشکر شاہی تصرف میں آگئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔
فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم تکامشی بجالا کر
اوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہاں سوار جا سکتا تھا۔ کچھ اسکے گھوڑے اور اسباب
لایا جو وہ چھوڑ کر جنگل میں بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار
نے جاسوسوں کو بھیج کر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل میں سانپ کی طرح چھپا تھا

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون وزن و فرزند سمیت گرفتار کرکے
مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان
بھوٹنت سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیون پہ سوار پیادہ کے کوئی اور
مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور اونٹ
اسکے ہاتھ آئے۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال بھی
زرد تھے منہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی کے کچھ اور کپڑا
اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اس وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی
زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان
بھوٹنت کے نام خط لکھ کر دیجیے تو مین اُسکا جواب لا دونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو
جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنت کے نام پروانہ لکھ دیا جسکا
مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیج دے یا اُسکو اپنے وطن سے
باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس
کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے
کوہستان بھوٹنت سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پہ ہے اسکی
چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوے ہوتے ہین۔ امرود و سیب و بہی
اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی و گونٹ اور مشک
اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور پری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور ریشم
سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے ریگ شوئی سے کچھ نقرہ و طلا بہم پہنچتا
ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر مرتاض رعیت پرور
انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوا ے
کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے
ولایت مین ایک تندرو و عمیق کم عرض ندی جاتی تھی بجاے پُل کے آہنین زنجیرین اسکے

عرض مین میخ اور درختون کی بیخ سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اسکے
اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر
کی زنجیر پر ہاتھ رکھکر عبور کرتے ہین۔ احمال و اثقال اور ٹانگنون کو اسی طرح دریا سے پار
اتار کر لے جاتے ہین۔

کوچ بہار کا حال۔

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقًا
وغربًا ابتدا پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پاٹگانون تک کہ
ملک مورنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوبًا وشمالًا پرگنہ تاج ہات
سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیرتا تک کہ گھونٹا گھات سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے
یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نزہت و صفا و لطافت آب ہوا و وفور ریاحین ازہار
و کثرت بساتین و اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی مین امتیاز رکھتی
ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اثمار مثل انبہ و کیلا و انناس و کونلہ نہایت خوب
ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت
مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند
کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ اور دریاؤن
اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین مل کر دریا سنکوس مین داخل ہوتی
ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کسی ندی کا
پایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تھامین
سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔
انمین ۷۷ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ
روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین ہین ایک میچ سب پرگنات بھیتر بند مین اور
دوسری قوم کوچ باہر بند مین بستی ہے کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی ہے دونو قومین
بت پرست ہین بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

ایک جزو نراین ہی۔ اہل دیا جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہے۔
ہندو یہان کے زمینداروں کا اعتبار تعظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی
اولاد مین جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے۔ یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہے
جسکا نام نرائینی ہے۔ یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رائی و زیب
و زینت کی طرف نہایت مائل ہے مستی و ہوا پرستی مین زندگی بسر کرتا ہے
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اٹھاتا۔ اُسکا کاخ دماغ
گویان کے سُرون سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولا ناتھ کو سپرد کر رکھا
ہے خود حکومت کے کار مین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغیچہ و نہر و فوارہ و آبشار تقریبہ
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ
کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچون مین خیابان ہین اور ناگیسر و کچنال کے درخت نہایت
خوش بزرگ و موزون گل لگائے ہین۔ اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون
کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا
تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی مین
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے۔ سب چھوٹے بڑے زشت رو
ہین مگر سبز فام و کچھ گندم گون قوم میچ مین بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ
مزارع ہوتے ہین اور سپاہی بھی۔ انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان
اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جس سے مجروح ہلاک ہوتے
ہین۔ اسکا علاج کسیرو پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی ہر
ایک منتر پڑھ کے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے۔ اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا
کہ ولایت آشام کی تسخیر و آشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر
اور اسکے چھمراج کو استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی عزیمت

مصمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہان رہ کر سب طرح کا بندوبست اس کا کیا۔ اور اسفندیار خان کو یہان کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول ۱۰۷۲ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونٹہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۸ کو رنگامائی مین لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ بادشاہی اسسے مل گیے۔

دریاے برہم پتر کے دونو طرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہیں لشکر کا چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سے رستے بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار حزم اندیشی و دوربینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہ نمونی پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہین چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر مرتضی توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی مقصد پر منتہی ہوتی ہے۔ دریا کے کنارہ کو رہ نما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے چلین۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو شکست کرایا نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا لشکر کے تبردارون و بیلدارون سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ مین کوشش کرائی۔ اس راہ مین ندی و نالے بہت سے تھے جس سرزمین مین جھیلین و دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون اور گھاس کے پشتارون سے بھر کر ان سے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ایسی سخت خطرناک تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی بہ دیر مین چلتا تھا ایک دن مین دو کوس یا ڈھائی کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کر ہر ایک دنی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کو ربط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح کو شام تک شکستون کے بنوانے مین کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دے کر انکی جذب قلوب کیا کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمراہیون کی مدد کرتا اور حافظ کا شعر

کیفیت رفتن لشکر بطرف آشام

ورد زبان رکھتا —

شعر

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ÷ ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا۔ ۲ جمادی الاخری
جوگی گھپہ کی منزلگاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ
کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین۔ یہان سے گوہاٹی
تک ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہی چالیس کروہ مسافت ہی۔ یہان سے ناگر گانون ایک
ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہی۔ آشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ
دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا
دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین۔ دیوار کا ارتفاع
جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی جا شاہی سپاہ کے سر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی
ٹپہ پر گڑھے کھود کر انمین سخت سر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑھی ہین
اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑے ہین۔
اور اسکی خندق عمیق بہت تھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اُس مین گاڑے ہین
دریای برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب مشرق مین دریای بناس ہی جو اس پہاڑ
کے نیچے گذر کر دریای برہم پتر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا
اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو سنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا
قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپخانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان
مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ سنج رتن مین بھی چھہ ہزار آدمی مع توپخانہ آتشبازی کے تھے۔
یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشکی تین ہین اشامیون نے مورچال
بنائے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس شعبے مین
گذرے توپ و تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین۔ رود خانہ کے آگے سالار
نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے اُترین اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

اور نواره کو حکم دیا که قلعه کے نیچے آشامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے که آشامیون کو کمک
نه پہنچنے پائے اور شب خون نه مار سکین - ہر رشته کوه پیرا اور رخنه دار دشوار گذار راہون پر مردان
کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعیین مقرر کیا جس طرف سے دشمن کی فوج کو کمک
پہنچنے کا زیاده وسوسه تھا۔ آغرخان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے بیرونی تیرانداز
سے آغرخان کا مقابله و مقاتله ہوا - تیراندازون نے اطراف مقاتله کو گھیر لیا - آغرخان نے
بہادرانه مقابله کر کے بہت دشمنون کو مارا چند مغل سوار کشته و زخمی ہوئے - اور آغرخان
کے پاؤن مین ایک زہردار تیر لگا جسے اسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا - مگر اس نے
دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر آسامی زنده گرفتار کیے - آشامیون پر لشکر شاہی کا ایسا
خوف چھایا که اصلاً انہون نے جنگ پر دل نه لگایا رات کو ہر گوشه و کنارے سے
بھاگ گئے - آشامیون کی جنگ کا مدار پیاده و جنگ دریا پر ہے اور خشکی مین اگر سو پیادے
دس مسلح سوارون سے بھاگتے ہین - بہت سے آشامی پیادے بھاگ کر اپنے
نواره کی مدد کو آئے که بادشاہی نواره سے جنگ کرین بہت سی کشتیان جو پانی مین غرق
تھین انکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے لیکن دارو گیر پر مستعد [illegible] دوسرے روز جب آفتاب طلوع
ہوا خانخانان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع سامان توپخانه کے نواره مین بھیجا
اور کچھ سپاه کو دریا کے کناره پر رکھا که بروقت نواره کی مدد کرین - طرفین کی کشتیون نے
حرکت کی - توپ تفنگ کے گولے چلائے وہان ایسے مارے که دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی
طرف سے بان مارے جاتے تھے - توپ تفنگ کی صدا سے آواز کو ہم آہنگ کر
سون کو بلا کر لی تھی - بارود کے دھوئے سے روئے دریا ایسا نیلگون ہو گیا تھا
که غالب و مغلوب معلوم نہین ہوتے تھے - آشامیون کی کشتیون مین پان کم تھے اور
ہراس بہت تھا بہت ہاتھ پاؤن مار کر اور سرون و جانون کو برباد کر کے اور
بہت سی کشتیون کو دریا مین مشغول کر بھاگ گئے - بادشاہی نواره نے تعاقب کیا
اور ایسا انکو تنگ کیا که انہون نے بہت کر جان بچانی چاہی مگر وه نہنگ ماہی کے

طمع ہوئے بعضے گولون کے صدمون سے نوارہ سے اُتر کر دامن کوہ کے پتھرون اور
صعوبتی درختون کی پناہ مین آگئے۔ کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکو لشکر شاہی
نے گرفتار کر لیا۔ ایک سو چالیس کشتیان اور ۴۶ آہنین توپین چھوٹی بڑی اور تفنگین
بہت سی بندوقین اور دھرون اور باروت اور ادوات حرب و پیکار لشکر شاہی
کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے۔

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گھپہ مین تھانہ دار مقرر کیا۔

سلخ جمادی الاخری کو گوہٹی کا قصد کیا۔ دریای برناس پر پل باندھا۔ اور لشکر عبور کر کے
آگے بڑھا۔ دریای برناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک
بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا
۱۲ جمادی الاخری کو لشکر گوہٹی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہان آشامیون نے
شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آشامیون نے دو قلعے نہایت
وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سرہی گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار
بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹانڈو (پانڈو ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پاس
سرہی گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان آشامی اپنی نوارہ
کو نگاہ رکھتے۔ اور ان دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے لیکن اس
لشکر شاہی کے خوف مین آشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو
خالی کر کے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ
خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی — خانخانان نے سرہی گھاٹ مین آنکر قلعہ کا بندوبست
کیا اور وہان سے گوہٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ ناندو کو بھی بے جنگ و
ستیز کے آشامی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور
کچھ آدمیون کو مارا۔ موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ پانڈو سے سات کوس آگے تھا۔
آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسباب

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گیا اور
تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح تا کشتہ بھی سرحد آشامی
تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ گواشی کو اور
حسن بیگ شکستہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔
اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون
مین رہے جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف
کو رخصت ہوئے تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشامیون کے ہزار سوار
اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر گرگ سے خوف کھا کر بھاگتے
ہون۔ آشامی شبخون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے
خانخانان اکثر اوقات کوتوال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا
پھر صبح تک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی بہت تھے برخلاف
اور سرحدون کے کہ اطراف مین تعین ہوگئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین آشامی
شبخون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست برد کیا کرتے تھے۔ اور
فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم غلط پہنچاتے
رنگا ماٹی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور ظفر پور سے نواب کے چلنے سے
پیشتر کامروپ مین آشام کے سردار قائم رکھتے تھے انہون نے رشید خان پاس
اپنا ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے
سعا جب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ
پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی پادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کر لیا
ہے چھوڑ دے۔ اور کامروپ جو سابق و لاحق رعایا کا اور لوٹ خانہ اور آشامی
کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیشکش کے بھیجدے
اور عہد و پیمان کرے کہ بعد ملک بادشاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

[illegible]

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھائین گے اور نواب کے دل مین یہ قرارداد تھی کہ اگر راجہ
آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کرکے برسات
کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو۔ بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر
اسکے فرزندون اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے۔ اسکے جواب مین نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ
کوچ بہار اور آشام کی مہم مین لشکر مصروف ہے اسکو وہان سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا
مقتضائے صلاح دولت نہین ہے۔ بندہ دو تنخواہ سال آیندہ مین حکم حضور کی تعمیل کریگا امسال
کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ مین مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نواب کو آشام سے ایلچی کے آنیکا
انتظار تھا۔ جب گواہٹی مین وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷۔ جمادی الثانی کو گواہٹی
سے کوچ کرکے ملک آشام مین داخل ہوا۔ اشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہین۔ اور پہلے
انہون نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور تیار رہے پورا
پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیون کی راہ کے محافظ رہین۔ راجۂ آشام
کا دارالملک کھرگانو (نگر گانون) دریائے برہمپترا کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا
وہ اس سرزبوم کے بڑے مشہور قلعون مین تھا اسکے تین حصار تھے جنکے بیچ بڑے بلند پہاڑ بیچ
تھے۔ اور انکی باقی تین طرفون مین پانی عریض و عمیق و غرقاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض پایاب نہ تھا
اسکا فتح کرنا مدت کا کام تھا۔ اسلئے خانخانان اسپر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جمدھرہ
گواہٹی کے درمیان قلعہ بیتنیہ پر ۴۔ رجب کو دو روز مین لشکر دریا کے پار گیا اور وہ بیتنیا میر جوالجی
اسام کے سامنے گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا۔ راجہ
ڈومرو۔۔۔ جو آشام کے تابع تھا اسنے اپنے برادرزادہ کو نواب پاس بھیجا۔ اسنے ایک ہاتھی
پیشکش مین دیا۔ راجہ نے خود حاضر ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ نواب نے اسکے بھتیجے
کو مہرکاب لیا۔ ایک منزل مین ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی بادشاہی کشتیان ہوا کے صدمہ
سے غرق او شکستہ ہوئین اور اولے ایسے بڑے بڑے پڑے کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے
لئے دریا مین چلے گئے۔ وہان دریا کے تازیانہ موج نے عدم کے جنگل مین انکو دوڑایا۔ اسامیون کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جدصرہ کو فتح کریگا اسکا استحکام جنگی آدمیون اور توپون
اور اسباب حصارداری سے کیا تھا جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ
ستاگڑھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جدصرہ کے محاذی تھا۔
آار رجب کو ستاگڑھ قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر
دوڑ پڑے گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ پیش نظر
ہوئے۔ ستاگڑھ کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا۔ اسکے گرد خندق گہری تھی
تین لاکھ اسامی وہان رہتے تھے اسباب حصارداری پورا تھا۔ اس قلعہ کے دو طرف دو
دیوارین کنگرہ دار تھین اور دیوارون کی بازؤن پر توپین، زنبورکین، بندوقین بہت سی
لگی ہوئی تھین اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و
کھائیے و گڈھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی ہر ایک دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا
ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے پہاڑ تک
متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب ایک چھوٹا نالا تھا جو کہ پہاڑ سے نکل کے
مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالے کے کنارے پر لشکر شاہی خیمہ زن ہوا۔ رات دن
امرا سوار ہو کر پاسبانی کرتے تھے۔ خود بادشاہ بھی اس کام کی سرانجامی خوب
کرتا تھا۔ دلیرخان و میر بخشی نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی
تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپین لگائین مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض
تھی کہ توپون کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیرخان کے آدمیون
نے کوچہ سلامت سے قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر مورچال شاہی
پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق کے گولون کا مینہ برساتے تھے۔ بعض توپون
کے صدمون سے پیران کو دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل
ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے ان کے مورچال پر راسون کے ایک
گروہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال شیشون کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیرخان نے

محاصرہ قلعہ ستارا

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ مین چلے گئے۔
اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور پہلے بھی شرقی پادشاہان سلف کے لشکر اکثر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام کے سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر دلیرخان اور امرائے کارطلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیون اور چارپایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شخص نے عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے کنارہ پر جو چارپائے تھے۔ وہ دشمنون کے ہاتھ آئے۔ دلیرخان کے افغانون اور بیر سنگھ کے راجپوتون نے بہت اشامیون کو ہلاک کیا۔ دلیرخان اور بہادرون کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اشامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الٰہی پر بھروسہ کر کے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوثوق اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن مین ایک جار بیدالا سلام اشامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر مین نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون مین سے ایک کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے یورش کے وقت لشکر کی رہبری و پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کہ اس کی فریب مین آگیا تو اسکو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیرخان اور اور بہادرون نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت مین کہ راہ قلعہ خندق کا پانی گھیرے ہے مین لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلا کے دام مین لاتا ہون

وسط شب مین سمت مشرقی کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا - دیوار مذکور کے گرتے ہی دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضیٰ داروغہ توپ خانہ سے اشارۃً ۔ [illegible] نے کہا کہ
تم گولہ ہائے جنگی و تفنگ متواتر مارکر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تاکہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون - جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اسکا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر رائگان صرف ہو - میر مرتضیٰ نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اُدھر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے - مع کثیر ثابت ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی اور برج
اسامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کئے - اوپر سے گولہ
حقہ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی - خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہرچند دل باختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پتھرون پر سر پٹکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا - رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ہے وقت باقی ہے
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین - دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہیبتناک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلا - آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہ بر
جسنے بہکایا تھا گولہ لگنے سے مر گیا اور بادشاہی لشکر کی ایک بڑی جماعت کشتہ و زخمی
ہوئی - دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن پر پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہو گئین اور کارگر نہ ہوئین - آخر کو یہ سایہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا ہر طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ افغانیون کی
فوج بھاگ گئی - میر مرتضیٰ بھی مدد کو آگیا - اسامی ہر گوشہ و کنارے سے قطار قطار

فرار ہوئے بعض کلیا برکو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سماہ گدھہ سے محصور تھا۔ نہایت حصانت
رکھتا تھا اسکو بھی خالی کیا۔ محمد بیگ بخشی سپاہ کو لیکر تماشی کو گیا کہ ایک جماعت کو مارا
کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو آشامی قلعہ جیدھر کی حراست کرتے تھے
وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان
کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کین۔ دو رکعت شکرانہ کی
ادا کین اور حکم دیا کہ منادی کر دو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ
کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین۔
اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کر کے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور
مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین۔ ان کامون کے لئے ہزارون
مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب سے فتح نصیب ہوتا تھا۔
کر با وجود تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال عام
کو امن دیتا تھا اور انکی پردست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا
کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی۔ اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین ورنہ مزدور
ہین بعد ازان اسنے بتخانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال
اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد بادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید
مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا۔ دریا برہماپتر دامن کوہ مین
پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہو سکتا تھا عقب کوہ مین لشکر
چلتا تھا اور لشکر و نوارہ مین مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیون کو فرصت تھا
مین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون
نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا
مین غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت
کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اسکو مع ازواج و اولاد قتل کرا دیتا۔

باوجود اس سختی کے اختتام اہل اسلام کے ہمراہ ہوئے برسات کے آثار ظاہر ہوگئے
جو اشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیپ کنتھا پاس چلے گئے اکثر اشامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر اشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیابر کا فوجدار اور سید میرزا جمادار [illegible] تھانہ دار مقرر ہوئے
نوارہ کی گرد آوری میں مشغول ہوئے قریب ۳ آٹھ سو کے جنگی کشتی [illegible] سامان توپخانہ
سے بھری ہوئی۔ نوارہ بادشاہی کے مقابل میں بے خبر آگئے آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیوں کے نواروں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس دن
نوارہ بادشاہی میں سے کشتیوں کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف میں گئی ہوئی تھیں ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کا آدمی
سردار سکار فرما نہ رکھتے تھے۔ آشامیوں کی نوارہ کی کثرت نے بادشاہی نوارہ
کا قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کر کے لڑتے رہے۔ نوارہ کا سلسلہ
خانخانان سے تین کروہ جدا تھا نوارہ کے آدمیوں کی تو یہ مجال بھی نہیں تھی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپوں کی
آواز خانخانان کے کان میں آئی تو اُسنے جانا کہ نوارہ میں لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپخانہ و نقارخانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسب تازہ وہاں پہنچے جب
وہاں پہنچ جاوے تو نقارہ و کرنا کی آوازوں سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیوں کو جمع کرنے میں دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیوں کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیاں گولہ کی ضرب سے دریا میں غرق ہو چکی تھیں اور بہت سی غرق ہونے کو تھیں
اس ضمن میں اور بادشاہی کشتیاں جو متفرق تھیں آن پہنچیں — محمد مومن اور
ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچکر کرناچیوں کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کومک کو بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف ہو
اس حالت مین صدمے تفنگ و رام جنگی و غرش بان سے آشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کو بکی نمودار ہوا تو . .
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تا سیر بر تقدیر
سپیدار آ نمود وہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے بمراتب بہتر
ہوتی ہے۔ خلاصہ از معرورنا بجزیرہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا۔ جو آشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے۔ چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و بارود کی ساتھ تھی اس شکست سے آشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان نامروپ کی طرف بھاگے جہان سوار نہین جا سکتا جب لکھو گڈھ
مین . . لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنپر مدار مہام ہوتا ہے اور شاہی
اسکو بھوکن کہتے ہین انہون نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرائض لکھکر وکلا
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت عجز کے ساتھ مصالحہ کرتے ہین۔ خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپ خانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوہاٹی سے لوٹ کر لے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ جو اس مدت مین قید کر کے لے گیا ہے بھیجدے اور بعد ازان
اوامر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیشکش مین چند
کلان فیلون کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان
لے کہ لشکر گڈھگانو بھیجکر اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی منصوبت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۷ کو موضع لکھوگڈھ مین لشکر آیا۔ یہان دھنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

نکل کر دریاے برہماپتر سے ملحق ہوتی ہے۔ گھرگانون تک چھوٹی چھوٹی ندیاں بہتی ہیں
برہماپتر میں داخل ہوتی ہیں۔ راجہ کے گیارہ ہاتھی یہاں لشکر شاہی کو ہاتھ آئے
راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اُسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ
مصالحت کے لئے عرض کیا اسکے بعد ایکسال اور راجہ کا مقرب آیا۔ پاندان و شترو
طلائی اور دو سبوی نقرہ اور کچھ اشرفیاں اور ایک مکتوب لایا جس میں اعتذار و ندامت
کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی۔ یہ
التماسات بحکم فراست خارجیت و حیلہ گری پر محمول ہوئے۔ خان سپہ سالار نے جواب
دیا کہ اس وقت لشکر گھرگانو کو جاتا ہے جہاں پہنچکر جو مقتضائے مصلحت ہوگا عمل میں
آئیگا۔ شہر گھرگانوں ساحل رود دیکھو پر آباد ہے جو اکثر گرد وہ پہاڑ ... اسے دھنگ سی
ملتا ہے اور اسمین پانی اس قدر نہیں ہے کہ بڑی کشتیاں چل سکیں اس لئے نکلو گڑھ میں
نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیاں نہائی پڑیں۔ غرہ شعبان کو گھرگانوں
سے کوچ ہوکر اس مکان میں لشکر گاہ ہوا کہ جہاں راجہ کا خانہ نوارہ تھا یہاں
سو بڑی کشتیاں موجود تھیں وہ بادشاہی نوارہ میں داخل ہوئیں دوسرے روز موضع
دیول گانو میں لشکر آیا۔ جہاں ایک بڑا بتخانہ مع باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا
تھا۔ یہاں خانخانان نے اپنے تابعون کو تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور
رعایا کی تسلی و استمالت کریں اس منزل میں گھرگانون سے آگے گانوں تک . . .
بعض مسلمانوں نے جو ایک مدت سے راجہ کی قید میں تھے خط بھیجا جب راجہ
نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال زن بچہ اموال جواہر و نقود
اور اور نفائس اشیا کو لیکر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا۔ جو گھرگانو
سے چار روز کی مسافت پر ہے کچھ جنگلی فیلوں کو صحرا میں چھوڑ دیا۔ راجہ کے بعض ہاتھی زیرہ
مال احمال و اثقال بے محافظ و حارس شہر میں موجود تھے ۱۳ شعبان کو قریہ گجپور میں لشکر
آیا۔ چار ہاتھی بھی ہاتھ آگئے۔ خان سپہ سالار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

کہ گھرگانون مین جاکر راجہ کا مال ضبط کرین۔ وہ گھرگانون گئے اور غنائم کے جمع کرنے مین
مصروف ہوئے۔ ترکھانی مین لشکر آیا۔ راہ مین راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے کچھ اور
لام و انگ و برھمانی مین کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا۔ ۴ شعبان سنہ جلوس کو
دار السلطنت آسام خطہ گھرگانون مین لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے۔ ۲۷ رجب
لکھوگر مین لشکر آیا۔ لکھوگر مین دو دریا دھنگ و برہما پتر ملتے ہین۔ آب دھنگ کوہستان
سے گھرگانون کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریا برہما پتر سے ملتا ہے گھرگانو
مین جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے۔ دھنگ اور برہما پتر کے درمیان
ایک جزیرہ نام روپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے شہر گھرگانون نالہ
دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے گذر کر وہ پر دریاے دھنگ سے ملتا ہے
اسمین پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیان بھی اسمین نہین چلسکتین مصلحت کے موافق رسد
کے پہنچنے اور راہون اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگر مین رہے
جہان اس دیار کے دریا ملتے ہین اور ابن حسین داروغہ نوارہ مع جمال خان اور اور سرداروں
کی جماعت کے اور علی بیگ و منور خان و ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپچی پیادے
اور اکثر بڑی توپین اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگر مین رہے اور نوارہ پادشاہی
مین تین سو تیس کشتیان تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۹ کوسہ ۴۸ جلبہ۔ اغراب
۷ پرندہ ۴۸ بجرا ۵۰ پتیلہ ۲ سلب ایک بنیل ایک بھر ۲ پالام ۱۰ خطکری
۱۰ اححلکری ۵ پلوار وغیرہ ۲۲۲ چھوٹی کشتیان۔ دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیان
ہمراہ رہین کہ بعض ضروری چیزین منگوائین رکھکر گھرگانو لے جائین۔ حکم ہوا کہ جس کسی
پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ ہو باقی کشتیان
متعاقب گھرگانو مین آئین۔
غرہ شعبان کو لکھوگر سے کوچ ہوا۔ ناؤ سال (کارخانہ کشتی) مین لشکر آیا۔ یہان
چھپرون کے نیچے کشتیون کا تماشا دیکھا سو کے قریب بڑی بڑی کشتیان بہت مستحکم

یا زیب و زینت بعض جنگی ہتھیارون کی فرصت جنگ مین ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیول گانو مین لشکر آیا۔ یہان
راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اسکے کنارہ پر فوج اتری۔ تھانہ و باغ بہت
خوب بابے دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا نام تھا نارجنی لر ہمارا تاریخ چھپی
ہوئی آگ ہی گاڑ رہا تھا۔ ایک پیسہ کے دس دہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار
مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھرگرا و دیول گانو مین رعایا آباد ہو گئی۔ سہروز
حضور مین وہ آتی رہا اور دلاسا پائی اور اپنے قریات و قصبات مین جاکر آباد
ہوئی۔ کھرگانون کے مسلمان رہنے والون کی عرایض آئین کہ راجہ نے ان مسلمانون
کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی
آدمی گوشون کونون مین چھپے ہوئے ہین۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو اب تک بیٹھے ہین۔
راجہ کا تمام اعمال و انتقال بے حافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین۔ نجم کو فرا دعا
و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و اقبال کے لئے بہت جلد گڑگانو روانہ ہوئے
لشکر کو راہ مین یہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۲ شوال ۱۰۷۲ کو نواب گڑگانو مین داخل ہوا۔ اور
مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن و امان کا مژدہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے
محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی ؎

کم واقع میشود بیک سال + با کوچ بہار فتح آسام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زنبورک و رام چنگی تالابون مین ڈبو
دئے ہین۔ نواب نے خود تالابون پر جاکر دو سو اسی توپ و ضرب زن ڈوبے ہوئے
نکلوائے۔ آغر خان نے نواب سے رخصت وطن جانے کی درخواست کی۔ نواب نے جواب دیا
کہ یہ بات اس صورت مین ہو سکتی ہے کہ تمہین تمکو جانے کی اجازت دون۔ وہ بے دستک
اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑاگھاٹ کی راہ سے بادشاہ کی طرف روانہ ہوا۔ اسکی
آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ مجرا مین زیادہ
طلبی کرتا تھا۔

تاریخ آسام مین تو آغر خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب مین زیادہ دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا تھا۔ آغر خان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کین ِ انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سببسے کہ آغر خان کے بعض ہمراہی متعلق بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغر خان انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغر خان کے حال و پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغر خان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایکدن صبح کے وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغر خان مغلون کو ہمراہ لیے مستعد و مسلح ہوکر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبدارون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہوئی وہ لیے ہوا اندر جاکر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعائین پڑھ رہا تھا خانخانان اسکی اس ہیئت سے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغر خان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہمنے جانفشانی کی تردد مین اور خدمات ماموره کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمد للہ کہ بادشاہ کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پائمال ہوئے۔ ہم کو اسکا افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنے ہونے نہ ہونے کو معطل محض جانکر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقہ راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آیندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آغر خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک لکھنے کے لیے منشی کے نہ ہونے کا عذر کرکے ٹالنا چاہا تو آغر خان نے اپنے پاس سے دوات اور سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دین خانخانان نے

یہ سمجھکر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغر خان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک رخصت
لکھ دی اور مُہر لگا کے اسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون و گھاٹون کے اہلکارون پاس
کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغر خان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کر دین اور جہان تک ہوسکے
اسکو عبور نہ ہونے دین۔ یہ دریا نورد و شیر نبرد یہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑون
کی عنان بہر و بحر کے حافظون کو سپرد کر کے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن
دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی۔ یون حضور مین پہنچا۔ محمد امین خان
بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغر خان اگرچہ عالی نسب
و کار طلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور
شجاعت کو کار فرما ہو کر بہت منت کر کے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندے
اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیے پھر اسکو دلاسا دیکر اس سے کام لینا چاہیے
چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چند روز بادشاہ کی ملازمت
سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغر خان کے گھر مین خود گیا اور اسکو
بادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر
بحال کرا کے کابل کے کوہستان مین روانہ کیا۔

ہندو مسلمان جو اپنے عزیزون کی طرف [illegible] جدا ہو گئے تھے اور بندہ و زندان کی ذلت مین
مبتلا تھے اور نجات انکے خیال مین نہ تھی — اب وہ شادان و فرحان دعائین دیتے ہوئے
کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ
لادا۔ ملک بادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل
مملکت کو قسمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ
انتقام کے لیے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑ کر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑ کر
اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا۔ برسات مین یہان نہین ٹھہریگا۔
اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال و اسباب کو گھر مین مدفون کر کے پہاڑون پر

[illegible]

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ اشامیون نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کر کے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو کھدوا منگوایا۔ اور اپنی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے ساکن اپنے مساکن مین جا کر عمارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ ادائے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تیس لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۶۷۵ توپین جنمین ایک توپ آہنی بجہ دار تھی کہ تین من کا گولہ اس سے
چھوٹتا تھا۔ ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام جنگی ۶۵۷ بندوقین ۴۳۰ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین سے ہر صندوق مین تخمیناً ڈھائی من باروت
تھی۔ ۸۲۸ سیر اور شورہ و گوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر ستر ستر ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف مین آئین
اور ناؤ سال مین گھر گانو مین ۱۲ کشتیان نجاری جنکے برابر لمبی چوڑی مضبوط فرین
کم تر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگا دی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہو گئین راجہ اور پھوکنون نے جو چند سال سے انبار جمع کیے تھے یہ انبار
۳۷ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت اشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آجائینگے لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے برنج رہے ورنہ قوت
وآذوقہ کے نہ ملنے سے خصوصاً موسم برشکال مین جہان نہر کی بہتی پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف
سے رسد کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

اور سیر دیسیون کو ز ہر بار سے آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہے
وہ بھی بارش سے بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل و میوہ
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے - اس ملک مین شالی سے کچھ
لیا جاتا ہے وہ باریک یا لیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے - دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کر کے جلا کر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرباس مین
رکھتے ہین - اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرباس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرباس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجاے نمک کے
کام مین لاتے ہین - یہان کے مرغ لڑتے ہین ایسے بہادر ہین کہ مر جاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے - کوہستان و صحرا مین
بکثرت - ہاتھی جہسیم کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے - اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ گڑگانون مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگا دی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین -
راجہ کے خاص فیلبان لیجاتے ہین ہتھنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین - فیل مست اس گھانس
کی بو کو سونگھکر ہتھنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتھنی کو اس حصار مین لاتے ہین ہاتھی
بھی ہتھنی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے - دریاے برہما پتر کی ریت سے سونا نکالنا
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آشامی یہی کام کرتے ہین اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کو دیتے ہین [illegible] ملک کا خراج ہے - یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے کہتے ہین دریای برہما پتر مین سب جگہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے۔ اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے فلوس کا رواج نہین قوم ...
میری مچمی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب ہین آہوئے مشکین و فیل
پیدا ہوتے ہین۔ پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس و ارزیز بھی نکالتے ہین اس
قوم کی طرز و وضع آشامیون سے بالکل ملتی ہے۔ عورتون کی صورتین آشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بُری چیز ہے کہ فریاد
کرتی ہے اور اپنی جگہ سے نہین ہلتی۔ اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے۔ کوہستان آشام مین بھی آہوئے مشکین ہوتا ہے اور جو عجب (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہو اور رعایا سے محصول لیا جائے
تو ۵۴ لاکھ روپیہ کے قریب حصول ہو۔ رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین۔ گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اُس مین وہ ڈھیل
کرے تو سوائے قتل کے یہان اور کچھ سزا نہین ہے اسلئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے۔ کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا کسی بیگانہ
کے ہاتھ مین وہ نہین آیا۔ اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے۔
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین۔
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک و شورہ و گوگرد اور کچھ اور ہند کی مسلمانون سے جو گوہاٹی کے آدمی وہان
رہتے ہین معاوضہ کرتی ہے جو لشکر اس مملکت کی سرحد مین آیا۔ کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلے نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا۔ اہل ہند یہان کی

آدمیون کو ساحر اور جادوگر اور بھی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین
جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا یہان کا
راجہ بید صبح سنگہ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اسکا لقب سرگی ہے جسکی معنے آسمان
کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا مین سے جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی
سونے کی سیڑھی لگاکے زمین پر اُترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا وہ
خود اپنے تئین مظاہر اعظم مین شمار کرتا ہے اسلئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا - یہان کے
اشامی ہندؤن کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان و غیر مسلمان کے ہاتھ کا کھانا کھاتے
ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھاتے ہین مگر
گھی نہین کھاتے - اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اُسے ہاتھ نہین لگاتے - انکی زبان بنگالہ
کے اور ملکون سے جداگانہ ہے - مردون کی ہئیات سے توانائی اور پہلوانی ٹپکتی ہے وہ محنت کے
کامون پر قادر ہین - سب جنگ جو - سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بیباک و بے رحم - غدر و بے مروتی
مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین یگانۂ آفاق - انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت
رو و سیاہی و درازی موئے و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دستی و پائی ظاہر - دور سے
یہ ہئیات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہی - مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلئے پاس سے دیکھو تو وہ حسن جمال سے دور
معلوم ہوتی ہین راجہ و رعیت کی عورتین کسی سے منہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازارون مین پھرتی ہین اکثر
آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیویون
کی خرید و فروخت کرتے ہین - یہان کی بڑی تعظیم دو زانو بیٹھنا ہے جب راجہ اور بھوکنون پاس رعیت
جاتی ہی اور بھوکنی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دو زانو بیٹھتے ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین -
داڑھی موچھ سر کے بال منڈاتے ہین - ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہین - خر و شتر و اسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی
قیمت دیکر خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر وہ
ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر سو مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

حراست کرتے ہین انکو جو دا نگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و رانجنگلی و توپ تیر و پیکان و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بانس کی کمان و تیر تخش ہے کہ ملک کے تمام بسنے والے اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ مین آتے ہین اور شغال کیطرح ایک دفعہ غوغا کرتے ہین اور شور شغب عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیار دار لڑنے والے ہین ہزار کے قریب ایشامی ہوتے ہین اغلب وہ شب شنبہ مین شبخون مارتے ہین اس رات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کر کے بھاگے خواہ بے جنگ معاودت کرے - اپنے ہتیار ون کو ڈالدیتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے - رعایا اپنے مُردون کو کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کو اور مغرب کی جانب پاؤن کر کے خاک مین دفن کرتی ہے لیکن حکام اپنے موتا کے لئے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خادمہ متوفی کو مار ما یحتاج چند سالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس و خوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور اسکا تمام ذخیرہ و توشۂ آخرت رکھتے ہین جیسے نا امیدی کا دروازہ اسپر بند ہو جاتا ہے سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھانکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اسمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو چیر کر نوے ہزار روپیہ بسبب جبیت پادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوگئے تھے انہون نے یہان نکاح کر لیا انکی اولاد آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت وہان چلی گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہے اور نہ قرآن پکار کر پڑھ سکتی ہے - یہ دونو اسکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم نانگہ پاس جائے مگر وہ پادشاہی لشکر کے خوف سے اسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی آشام

پڑا جلال خان کنار دریاے دھنگ کا تھانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیوں نے شبخون
مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار آشامیوں نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا انکو
شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہو گئی
آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہو گئے۔ سیاند خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا
وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ بال کا سبب ہوا۔ کھرگانو مین سو سوار اور دو سو پیادے سے تھے
اور اسکے اطراف مین اور رستہ مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع و قصبہ کول کیبھ پادشاہی
تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہوکر اطاعت و دولتخواہی کا اظہار
کرتی تھی۔ اوترکول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔

بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی پھلجھڑی چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور
پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا اور دریا کو
بحر۔ سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کردی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون
اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا
اول اُنہون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شبخون مارا۔ تھانہ دار
غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خان ازبک کو کمک کے لیے
بھیجا۔ اُسنے جا کر آشامیون نے جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھا دی۔ ان دنون
مین آذوقہ کی کشتیاں لکھوگرہ سے کھرگانو کو روانہ ہوتی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے
جہہ جلیہ و ریا کو سے بیسار بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون کا
لشکر کرکے کشتیون کو کھرگانو مین پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئے
سترہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار کجپہ پر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے فتح پائی مگر
فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ کجپہ آشامیون کے قبضہ
مین آگیا اور انہون نے دریاے دھنگ کے اس طرف ترمہانی و جبور
مورچالین بنا کر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کر دیا۔

برسات کا آنا اور فسادون کا اٹھنا۔

نوابنے یہ سنکر سرانداز خان ازبک کو بھچو کا تھانہ دار مقرر کرکے فساد کے دور کرنے کے لیئے بھیجا
وہ بہت جہد کرکے نالہ کی گل ولاے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالے سے بغیر کشتی
کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نوابنے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے
ساتھ لکھوگر سے آیا ہے تین جلبہ و سات کوسہ اور کھرگانو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے
اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان
خشکی و تری سے باہم رفیق ہوکر طے مسافت کرین سرانداز خان کو محمد مراد دریا پار اتارے
اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد و معاون ہو۔ مگر یہ تدبیر نہ چلین سرانداز خان
پاس محمد مراد پہنچا اور دونو با اتفاق روانہ ہوئے۔ الہجواول سرانداز خان کی راہ
مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ ۱۳ شوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا گیا
اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جب آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین و آشامیون
کو دریا کے کنارہ پہ دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اتر گیا۔ پانی کو راہی ہوا چند کشتیان
جنمین امیر خان کے افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور
بازو سے غنیم کے درمیان سے گذر کر دیول گانو مین پہنچے۔ باقی تمام بادشاہی و لشکری و نواری
نوارے بہ بارو ساز مضرت و آسان آشامیون کے چنگل مین آگئے جسسے انکو بہت جرأت اور
جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمدوشد و رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی آمد کی
وسعت نے دریا پر عرصہ جولان کو دات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے بیابان خالی
کرکے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب بہ تنگ آکر گذر کر
اور بعض کوہ سلہانی سے پانی مین آنکر بے تحاشا حواشی گھرگانو مراجعت کرنے لگے
اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے میر مرتضی نے پہلے سے زیادہ ہشیاری
اور بیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندان کی کثرت کے لیے اس نے
ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوناتی کو قتل
کیا۔ بیس سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ مارڈالے وہ بہنسکے احاطہ سے جسکو

سکونت و حفاظت کبر سایین کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا بیر کسایین کے
برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشامی اپنے
سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔
اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی گھرگانو و نواحی متھراپور اور حواشی تھانہ آدم خان
مین جو رعایا آباد ہوکر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔

ان دنون مین یہ افواہ اڑی کہ بھیم نراین نے آنکر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر
سچ نکلی سے آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ پادشاہی متصدیان مہام
مال نے مآل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ کے محال کے دستور رعیت سے جمعبندی
اور مطالبہ سوال کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی
وہ متفرق ہوگئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ ممالک محروسہ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین
اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین
آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ معاملات مالی مین سختیان بے اعتدالی
ہوئین جس سے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے
کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس دیار کے
سپاہیون نے کہا کہ تو راج کر ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین۔ راجہ کی سرکار
متعلقہ باری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا
اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کردی اور راجہ نے
خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی محلات چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو
خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جانین ضائع جاینگی
وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑاگھاٹ مین آیا۔ استرداد
ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا۔

القصہ جو حوالی گھرگانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو انھون

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیون کے نامی جنگجو کشتیون نے
کشتیوان مین بیٹھکر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک ٹیلے پر کہ محاطہٴ آب تھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سنکر محمد مومن بیگ
یکہ تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ تہمانی مین آیا۔
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کر سکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اُترکر
اُن پر کئی حملے کئے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اُترکر اُن پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگھ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آنکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑ کر چار کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی بجگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہوکر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جانکر غافل ہوئے
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے ان کشتیون پر جو اُس نے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کرکے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اُسنے سُنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب ہوگئے ہین تو
خستہ و مجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کرلے اور اموال کو لوٹ لے دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔

نواب کی خدمت میں آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت تاراج نواب کو ناپسند آئی اُس نے سب
عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائیں۔
فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہو گئے اور بارش کی طغیانی ایسی ہوئی
کہ کسی تھانہ میں مقدور نہ تھا کہ دو آدمی باہر نکل سکے یا رسد پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم
کرایا کہ پورے سے آدم خان لشکر سے اٹھ اور تھانوں کے آدمی گھرگانو میں چلے جائیں
اور سرانداز خان میانہ خان نالہ دیجو کے اس طرف وہاں کے بسنے والوں کی محافظت
میں قیام کریں۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ اس طرف میں تھے مرتضیٰ
پاس چلے جائیں۔ جب آدم خان تھانہ پورے سے اس ... کا عازم ہوا تو اس
نواحی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کر کے آیا ... تھے بھاگ گئے اور کشتیوں کو لیگئے
اسلئے نالوں کے اترنے میں آدم خان کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سرانداز خان
میانہ خان نے ایک سرزمین میں جسکے تین طرف نالہ گھیرے تھا اقامت کی اور جس سمت میں
پانی نہ تھا وہاں ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسیر ... ہو کر ... رعایا
دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی غلبہ کر کے نالہ کی اس طرف کی رعایا
کو لوٹ لیا اور گرفتار کر لے گئے۔ حوالی گھرگانو و متھراپور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوگئی
اور راجہ اور پھوکنوں پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہندو باقی رہے جو راجہ کو دیکھتے
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اب تمام ملک آشام سوائے گھرگانو و
متھراپور کے آشامیوں کے تصرف میں تھا اور ان دونوں مقاموں میں بھی آمد و رفت
بادشاہی آدمیوں کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہیں ہوتی تھی۔ یہ باتیں عجائبات سے
تھیں اب بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو بازار بے شمار جمعیت ... غلبہ
خصم اور استیلائے غنیم اوباش کے اندر نقطہ کی مانند گھر جائے کہ ہرکارہ لشکرگاہ کے گرد
سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کاغذ اسکو نہ پہنچ سکے اور خط اور احوال کی کوئی خبر
اُس تک نہ آسکے۔ آشامیوں نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ میں کوشش کی۔

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے۔ اُنہون نے مراسم تعزیت بھی ادا کئین اور وارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کر لیا۔

راجہ آشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور اپنا رواری سے کھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کر کے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کر دئیے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین۔ یہ سپہ سالار نہر دلھی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کر کے حشر برپا کیا اور مور چال بنا ے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب نہر مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر مذکور آب دہنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا آشامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے اونکو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر اُنہون نے شب خون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار چپا تاکچ راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ گھرگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچل جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگہ کو اسکے استیصال کا حکم دیا۔ اسنے محاربہ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر مین بے دار و گیر و آہنگ شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین مین پاؤن رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع چاکری آقا سے نہ رہی۔ سب ہول جان سے تھوڑے غوغا پر چونک پڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

بیا تا ہمہ تن یکشتن دہیم + مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوا تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سوا تیر و سنان کے نہین بیجدی بھوکن لے شب خون مارنے مین اور ابواب صلح کے بند کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرنے مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی تو اس نے جانا کہ در فتن پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سوا جراحت کے اور کوئی حاصل سوا ندامت کے نہین ہے اس لئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور ایک وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جسمین مصالحہ کی درخواست تھی۔ نواب نے بھورل مستعدالدین کو بیجدی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتا مین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تین لاکھ تولہ سونا و نقرہ پیش کش کرے سوم حرم بادشاہی کی پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دیوے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار برسم پیش دیا کرے چہارم جو ممالک لشکر شاہی کی پے سپر ہوے وہ ممالک محروسہ مین داخل ہون۔ اور نامروپ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

شعر

از زمین صفتا بہ لب بام از آن من + وز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو

بھوکن کے پاس بھورل گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلا لیا بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کر کے نواب کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھورل کو اسنے رخصت کیا۔ وہاں کے سبب لشکر گھرگانو مین آگیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی۔ مر بیجدی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدی بھوکن نے دریا دئی پر مورچال بنا کر شاہی

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے گھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی
یہان اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری
اور بیوپاریون کی کشتیان اور کچھ ذخیرے و مایحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو
آشامیون کی ایک جمع کثیر اطراف شہر مین اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی
اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر مین جو کنوچ کے مکانات تھے انکو جلاتی تھی گویا
اپنے ہاتھون سے اپنے گھرون کو خراب کرتی تھی میر مرتضی محافظت مین بدرجہ کمال کوشش
کرتا تھا۔ ۷ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی گھرگانو کی
حراست کے لئے آگئے۔ آشامیون نے گھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ مین مورچے
بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہان سے نکال دیا۔ ایک دن آشامی جانب غربی گھرگانو
مین چند آدمیون کو مارگئے اور کچھ آدمیون کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیون نے
بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت مین کوشش کی۔ غرہ ذی حجہ کو سید سالار خان اور
عبد الرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونو سردارون سے آشامیون
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ آشامیون کے حملہ کو پادشاہی
آدمیون نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ مین آشامی بانس کے حصار کو توڑکر اور چلا کر گھرگانو کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضی و میر سید محمد اسپات پر سوار ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے نکلے مگر تاریکی شب کے سبب نہین معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہان ہے اور کس طرف
تاخت کرکے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا مین آشامیون نے راجہ کے ایک چھپر مین آگ
لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہوگیا۔ پادشاہی سردارون نے تھوڑے سے
آدمیون سے انپر حملہ کرکے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو آشامیون کے تصرف مین
آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا میر مرتضی نے بجاے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع
کیا اور اسپر توپ رام چنگی و زنبورک چن دین اور اسکے آگے درختون کو کاٹ کر مسطح میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ مین قلعہ کے دور مین جو ایک کروہ کے قریب تھا۔ ایک عریض و مرتفع دیوار

مورچے کی دشمن پیچھے پڑینگے۔ فرہاد خان نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ بیش روی مین تشخ
خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ۔
سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھہ گھڑی گذری لشکر کو شہر مین
لے آیا اور جہان پیادہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی۔ آشامیون کو جب پیادہ کی
مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اطراف قلعہ کی سپاہ پر
پل پڑے۔ فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لیے اطراف
مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضی پاس گیا آدھی رات پر
پانچ گھڑی بجے تک بازار دار وگیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا
کارزار نہین ہوا۔ سید سالار خان عین تاریکی مین چلا آیا تھا اسنے چند چھپر جلا دیے
تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب
شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگہ کے آدمی بھی پہنچے۔ اسنے بھی ایک بڑا چھپر جلایا انکی روشنی
مین قراول خان ورا ور آغز ون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے
جنگ کی اور انکو شکست دی۔ یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ
متفق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر
یورش عظیم کی۔ میر مرتضی نے سب جگہہ مہتابیان روشن کرکے آشامیون کے حملون کو
ہر جا دفع کیا۔ آشامیون نے مایوس ہو کے عبد الرسول پر حملہ کیا تقلیش عظیم ہوئی لشکر
شاہی عاجز ہوا کچھہ الٹا پھرا۔ مراد خان دریابادی فرہاد خان کے اشارہ سے
عبد الرسول کی کمک کو گیا۔ آخر کو آشامیون کو شکست دی۔ آشامی یہان سے
شکست پا کر اس برج پر پہنچے۔ جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار
بقدر آدم اٹھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کرکے حملہ کیا۔ خندق کو بھلانگ کر
برج مذکور پر پہنچے۔ فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف
ہوگئے وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا۔ یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کے

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب بابن متھرا پور گیا اور سارا حال
بیان کیا۔ وہان سے امراء کے نام ستائش نامے لایا۔ جسسے اپنے کام مین وہ اور
زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیون نے آب لبی سے گذر کر نالہ کالکو جان پہ مورچے
بنائے جو بہت لمبی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازۂ کشگی کی جانب
غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگانو کے آدمیون کا تنگ
محاصرہ کیا۔ ۸ ماہ ذی حجہ کو آشامی تین فوجون مین تقسیم ہو کر آدھی رات کو
سید سالار خان و عبد الرسول اور میر مرتضی کے مقابل آگئے۔ اس اثناء مین کالی گھٹا مین
تھمین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا۔ گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔
اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتیارون کے
استعمال کا یارا تھا۔ دونو لشکر خالی کھڑے رہے۔ پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ
آشامیون نے مراجعت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہو گیا تھا اس
سبب سے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی
عید قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیون نے نالہ دندکا سے عبور کر کے سواد
شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریا بادی و غازیخان
و قراول خان اور آغر انکی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انہون نے جا کر آشامیون
کو بھگا دیا۔ چند آدمی انمین سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے۔
پانسو نے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انمین آگ لگا دی۔ اسکو رشید خان کھرگانو کی
حفاظت کے لئے مقرر ہوا اُسنے سُنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا
پھر آنکر اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیون نے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے
انکا تعاقب دندکا تک کیا۔ آشامیون کے مورچہ کے پاس ایسے مضبوط کر دیے تھے
کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑے آخر آدمیون نے انکو اکھیڑا اور جلا دیا۔ سرانداز خان پاس
خبر آئی کہ آشامیون نے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شب خون مارنے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ خان نے انکے مورچل پر حملہ کیا۔ اور بہت آشامیون کو مقتول اور اسیر کیا اور انکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے۔ رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون کو پھر حوصلۂ جنگ کی جرأت نہ ہوئی۔ ۱۲ ماہ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالۂ وندکا بعض جا پایاب ہے آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا میر مرتضی و راجہ امیر سنگھ کو قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کاکو جان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا جب نالہ دندکا کے سر پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی۔ ہر جگہ گھوڑا ڈالکر بسلامت پار گئی۔ آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے۔ مگر آب دندکا کے عبور کرنے سے لشکر شاہی کا خوف وہ اُن پر چھایا۔ کہ جب اُسنے انپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے لشکر شاہی مورچل مین داخل ہوا۔ غازی خان تعاقب کرتا ہوا بسر بجید لی بھوکن تک پہنچا۔ آشامیون نے اپنی سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور یہان سے کشتی مین اکر کے باہر لے گئی لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلئی کے کنارہ پر چلے گئے۔ ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے۔ ایک اُنمین سردار تھا۔ رشید خان نے اُس سردار کے ہاتھ مین بیڑیان ڈالین اور باقی سبکو مار ڈالا۔ نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے مگر اُسنے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے انکا حال کرے۔

جبکہ رستے مین مسدود ہوئین اور آشامیون کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبرون کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کجہو کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا۔ تو ابن حسین نے ایک نوارہ مردم جنگی اور آلات جنگی سے پُر کرکے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا۔ کہ کجہو مین جاکر قلعہ کو جو آشامیون نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے۔ علی بیگ کجہو مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی۔

آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا۔ نوارۂ شاہی پہاڑ کے نیچے تھا وہ بے اختیار ناسہ پاری ... جو دیول گاؤں اور کجہو کے درمیان مین ہے آگیا۔ منور خان کچھ نوارہ لیکر اسکی کمک کو آگیا۔ دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور چند کشتیان ...

علی بیگ اور منور خان دونوں ابن حسین پاس آ گئے۔ لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھوگرمین
سرداروں کو بڑا تردد تھا۔ لکھوگرمین رسد آتی تھی اور اسقدر رسد شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس نوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہاں پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج وصلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیابر سے اور سید مرزا کو
جمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانوں سے لکھوگرمین بلالو اور بہئیت اجتماعی
نوارہ کی محافظت میں ساعی ہو۔ ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب میں عرضداشت
لکھی کہ جمدھرا اور کلیابر سے پٹھانوں کے آٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا۔ میری پاس
اتنے آدمی ہیں کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہیں اور دیول گانوں میں یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں اسکو لکھوگرمین بلالوں گا۔ آپ نوارہ کی طرف سے سب
طرح مطمئن رہیں قاصدوں کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجدیا۔ قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آخر دی قعدہ میں آ گئے۔ ابن حسین نے اپنا نفس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ زنبورک اطراف پر لگائیں۔ آشامیوں کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیاں بھیجکر اسکو دیول گانوں سے اپنے پاس
بلا لیا۔ نواحی دیول گانوں کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی۔ اور
آشامیوں کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل اردو
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لٹے۔ آشامیوں نے ان قیدیوں کو تیر دوز کرکے ٹاپو
میں باندھ کر پانی میں چھوڑ دیا کہ وہ لکھوگرمین پہنچکر وہاں کے لوگوں کے دل آدمیوں میں خوف
پیدا کریں۔ ملاحوں کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہیں وہ کم ہو گئے تھے۔
لکھوگر کے اطراف غربی میں دامن کوہ میں اور اسکے جنوب گانو کے سرراہ اور شمال میں
کلیابر کی جانب قلعے آشامیوں نے بنائے تھے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین نے جا کر اور آشامیوں کے سرداروں کو مار کر بہت سی

لکھوگرہ مین لایا تھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون کی کشتیون مین شالی کو لایا تھا لکھوا اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گرہ تھا آخر ماہ ذی حجہ مین وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کر کے ابن حسین پاس لائی اور اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گرہ مین بطریق تھانہ دارون کے تری خشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو ایذا پہنچاتے رہین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھوگرہ تک کھل گیئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ محرم مین نصیرالدین خان کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور اسکا بیٹا بہ تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید مرزا تھانہ دار جمدرہ بھی مر گیا ابن حسین نے کشن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے۔ غرض ابن حسین نے سب طرح سے انتظام کیا۔ آشامیون کو لکھر گانون کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نواڑہ کی مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انھون نے لتریٔ اور سرکسائین راجہ کے دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھوگرہ مین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اسنے مکرر آشامیون کے جنھون نے لکھوگرہ کے قریب گانون کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ اور دیول گانون پر قبضہ کرنے کے لئے پھر یادگار خان کو بھیجا۔ اور نواب کو ان سب فتوحات کی اطلاع کر دی۔ ماہ صفر مین نواب گانون مین تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے مسرور ہوا۔

موضع متھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا
پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جڑ بیریت یعنی کوہ تپ کہتے تھے جسنے وہان کی ہوا
کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور علم و وجود سے خارج ہوا جو
مرنے کا حال یہ ہو گیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گورکنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اوس لاش
نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دہوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر زمین رہی
کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ مولے کو کفن پہناتے۔ مقتولون کو انہین کے لباس
مین لپیٹ کر آتش گل مین پوشیدہ کرتے اور اسکیون کے اجساد کو وحوش وطیور کا طعمہ بناتے۔ دلیر خان کے
ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نامروپ کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو سے
زیادہ نہ رہے۔ یہی حال اکثر امراء کے تابعیون پر   کرنا چاہیئے۔ کافر و مسلمان شاہی جو
گلہ گانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مر گئے۔ پھولر ہوکن کی زبانی سنکر ایک شخص نقل کرتا تھا
کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین وبا
عام پھیل رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اغلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ۔۔۔۔
کہ ۱۷۳ انبار شاہی ضبط ہوئے تھے جنمین سے پانی کی طغیانی اور آشامیون کی خبرگی
کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین آئے۔ نواب نے حکم دیا کہ چھہ انبار تو دواب بادشاہی کے لئے رکھے
جائین اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی اوٹھا سکے لیجائے
اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا موقوف شالی اور برنج گندہ سڑ رہی
پر تھی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی کہ
گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دے کر یا اسکی چربی مین پختہ کرکے کھاتے آخر کو وہ موقوف
ہوا اب گندم کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دو نیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر
روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک
اشرفی کی ایک چلم۔ تنباکو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

ایک سیر نمک تین روپیہ کا - اس بھاؤ سے بھی اجناس سونگھنے سے ہاتھ آتیں محمود بیگ بخشی پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اسنے مفت امرا و غربا میں انکو تقسیم کردیا قیمت لیتا تو بہت روپیہ اسکو ہاتھ آتا - ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتادوں کو کافی ہوتی اسنے اپنی معتاد کم کرکے اوروں کو افیون دیدی - جہانگیر نگر میں قحط عظیم تھا وہاں بھی بہت بھوکے آدمی مرگئے -

جب آپ شاہوا کا تعفن قحط غلہ کا پار ہوا تو متھراپور سے نواب نے دہم محرم ۱۰۷۳ھ کو گھرگانوں جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیرخان تمام رات گاڑیوں کی نگہبانی کرتا رہا - آشامیوں نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اس نے انکو پراگندہ کردیا - محمد تقی بخشی سے آشامیوں کی مٹ بھیڑ ہوئی - آشامی متھراپور کے چلے جانے سے اور زیادہ خیرہ ہوئے اکثر راتوں کو قلعہ گھرگانوں کی اطراف پر حملہ آور ہوتے قلعہ کی سمت مغربی کی دلیرخان اور طرف شرقی کی راجہ سجان سنگھ جنوب و شرق کے درمیان کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سجان سنگھ حراست آشامیوں نے دلیرخان و سجان سنگھ پر حملہ کیا مگر شکست پائی - دلیرخان نے نالہ دند کا تک انکا تعاقب کیا اور بہت آشامیوں کو مارا - ان دنوں میں قحط کی بڑی شدت ہوئی اور متھراپور کی بیماری کا اثر گھرگانوں میں بھی پھیلا - مرض تپ لرزہ اسہال پر دق و استسقا کا اور اضافہ ہوا - ادنے اعلے بہت مرنے لگے - برنج سرخ گندہ بے نمک اور کچے پکے نہ ہوتے کچھ اور غذا پیدا نہ تھی - نباتات جنکو انسان چبا سکتے تھے - انسان و حیوان سد رمق کرتے تھے - بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج باریک کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالوں رہاو کے کنارہ پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار میں خاص اسکے لئے کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے بے نوا زیر دستوں کا رنج و عنا و سختی و جفا میں شریک و سہیم ہو -

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی - یہان تک میر مرتضی

نالہ دیکھو پر لکڑی کا پل بنائے ۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے
زور سے وہ بہ گیا ۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جس پر آشامیون کو تعجب ہوا انکے راجہ نے کئی
دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا ۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا ۔
صفر سنہ مذکور مین مینہ کا برسنا کم ہوا ۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع
ہوا ۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانون مین پھر
یادگار خان آکر متمکن ہوا ۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گانون مین بھیجا اور بادشاہ کو
عرائض لکھکر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھکر دئے کہ ابوالحسن پاس
پہنچادے کہ وہ انکو روانہ کرے ۔ مگر دیج راجہ درنگ کا متھرا پور مین انتقال ہوا ۔
اسکی مان بادشاہ کی دولتخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج
تفویض ہوا ۔ ابوالحسن ۱۲ صفر کو چار نگ مین پہنچا ۔ وہان آشامیون کو آوارہ
اور تقیجوان حدود مین میسر آیا کھر گانون مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا
تھانہ دار کیا ۔ یہان چندروز قیام کرکے انتظام کیا پھر پورہ روانہ ہوا ۔ یہان
سید احمد کو تھانہ دار کیا ۔ یکم نوامبر کو ابوالحسن لکھو گڑ سے بہت غلہ کھر گانون مین
لایا ۔ اسکو دیکھکر اہل لشکر کی جان مین جان آئی ۔ جب برسات گذر گئی تو آشامی
پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و احمال و اثقال عازم ہوئے ۔ راجہ سولا کوہی
مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا ۔ بیجد لی بھوکن کر کھا بھوکن نے اپنی متانت حصار
و استحکام دیوار پر قوی ہوکر مورچال نہر دلی مین محاربات کے لئے اقامت کی
بیجد لی بھوکن نے پھر میر مرتضیٰ کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس
ملک سے چلا جائے نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجد لی بھوکن حاضر ہوگا
صلح نہ ہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی ۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی
لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا
فوجدار رشید خان ۔ ان دونو نے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنے سے

امیر الامرا کا چھٹا دورہ ... ہونا

انکار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ۱۸ ربیع الثانی کو
ابو الحسن مامور ہوا کہ میر مرتضیٰ نے جو گھرگانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین ان پر
سوار ہوکر ہتھیا نی جائے اور ہیدلی پھوکن کے مورچال دلئی پر پیچھے سے جائے اور
قراول خان اسکا رفیق ہو۔

ابو الحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ ہیدلی اور آشامیون سے محاربۂ عظیم ہوا۔
بالآخر اہل اسلام غالب ہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انہون
نے غلبہ پایا اور ابو الحسن چال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال
نواب کو معلوم ہوا تو ابو الحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلئی کے مورچال کی تخریب کے لئے
متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر
تاخت کرنا۔ ۲۲ ربیع الثانی ۵ شش جلوس کو نواب جہ مذکور کی طرف گیا۔ آشامی
خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی
رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم و اشفاق ہوئی۔ نواب سے
عرض ہوا کہ آشامیون نے ...... آب دھنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو ماکو
ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونو لشکرون کے درمیان مین تھی۔
آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا
جی چاہا روانہ ہوئے اور ایسے متفرق ہوئے کہ جبتک لشکر یہان رہا وہ جمع
نہ ہوئے۔ سوانح عجیبہ مین سے یہ ہے کہ نواب دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس
طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایکدفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہوکر اترا اور بیہوش
ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی
مقام ہوئے۔ ۸ ماہ مذکور کو بدلی پھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اسنے راجہ کی
بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۱ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے
زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت و التفات کا امیدوار

راجہ کا لغادک موضع نیام مین پہنچنا اور دو واقعات -

ہوا اُسنے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ حضور کی خدمت
مین آجائینگے اور مین تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بے شمار التفات کیا۔ **شعر** کہ خرگوش ہر کار بے شگفت + سگ آن ولایت تواند گرفت
اُسکو خلعت و گدی و خنجر مرصع و اسپ چرکسی زربفت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور گھرگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی جہات کا انتظام اسکے سپرد ہے اور گھرگانو تا سمندر خشکی کی راہ کا اور تر جہانی تا سمندر
تری کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت و مقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی سیخون مین کھینچا بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون کے متواتر صلح کیلئے رسل و رسائل آئے تا ہم نواب راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئے ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آسکے
پندرہ انبار جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوگئے تھے اُنمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اُس
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر کھوگر بھجوا دئے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن اور ہاتھی ہین غرہ جمادی الاولی کو دریش بیگ چھ سو سوارون کے
ساتھ قصد کور کو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ کو دریش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آسامی بھاگ گئے اور اُن سے آٹھ ہاتھی ہاتھ آگئے۔ ۵ کو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن و دریش بیگ سے جا ملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اٹھا اور نفخ ہوا رات
کو ہچکی اور درد سینہ ہوا۔ حکیم کریا معالج ہوا اُسنے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ اب جاڑے کا موسم ختم ہونے کو تھا۔ برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

ہوسکے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جاکر راجہ کے پکڑنے
کا ہی۔ وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت مایحتاج ہو نہین جاسکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگلی
اور جرہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کر دینگے
اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی
ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ کے گانون تک راہ کی ضبط کے واسطے
کافی ہو۔ اگر بہ تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا
جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جا سے اقامت نہ راہ
مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھا یا منصبداری
اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح
اس ملک سے پیچھا چھٹائیے خصوصا حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اول جیٹھ مین بارش
شروع ہوتی ہے بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب ڈھنگ سے عبور کے
وقت نواب سے جدا ہو جئے۔ جب یہ خبر دلیرخان نے سنی تو اس نے
آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو
کدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ۱۴ ارشہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی
مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیرخان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب
کوچ کرکے نیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا
زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔
آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحت ہو گئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور
راجہ نیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار
شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیرخان
کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ
چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

پیش کش مقرری دیا کرے۔ پیش کش کے وصول ہونے تک اسکے چار بڑے بھوکن لبو دکسائین کرکسبہا، برگسائین و بیرماتر کے بیٹے بطور رہن بندگان پادشاہی کی خدمت مین رہین۔ سمت اتر کول سرکار درنگ سے جسکی ایک طرف گواہٹی اور دوسری طرف دریاے ولئی براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت نکی رانی و ملک نانگہ و بیل تلی و دومردیہ سے جو ہرگز مردم پادشاہی کے تسلط مین نہین آیا پیش کش مین داخل ہوکر محال کامروپ سے شامل ہو۔ ملک نکی رانی کوہستان کارو کے متصل ہے اور کاروا ایک جماعت پلنگ خوہی و خوش سیرت ہے۔ کتے کا گوشت کہاتی ہے کتے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان گری باری کے پہاڑ کے متصل ہے۔ جو محال کامروپ سے مین ہے اور ملک دومرویہ کی انتہا دیار کلنگ ہین وہی قلعہ جلی ہے اور محال کامروپ سے اور ممالک آسام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریاے کلنگ اور اترکول کی جانب دریاے ولئی براری مقرر ہوں ولایت درنگ مین بے شمار ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ آسمو راجہ جی دھج سنگہ نے ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین ہاتھی کھمار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کھمار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کر دی کھیدہ موقوف ہوا۔ اور وکلا راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون اور نامروپ مین محبوس ہے وہ رہائی پائیگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی معرفت نواب کی خدمت مین آئیگی۔ راجہ کی طرف سے تعہد نامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ لکھا گیا۔ سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوکنون کے چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوے۔ اور وکلا نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑ دیئے گئے تھے انکو پکڑکر گوہاٹی مین پہنچا دینگے۔ بیچ مین جھگڑا اس سے ہوا کہ لبو دکسائین نے بیٹے کی جگہہ بھتیجے کو بھیج دیا تھا۔ اسکے بدلوانے مین

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادی الثانی ۵ جلوس مطابق ۷۳ سنہ کو قانون
مصالحت سب طرح درست ہوگیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان و
تابستان و برسات کی مصیبتوں سے لشکر عاجز ہوگیا تھا اسے ناچتا کودتا دن
عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور
عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہوگئے۔ راجہ نے نواب سے
التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کر دیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائیں نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہیں ہم انکو منع نہیں کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ
اور اسکے نواح میں محبوس تھی کچھ اس میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پاس آگئی۔
۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھوگڑھ میں آیا
اسکے امراض میں بہت تخفیف ہوگئی۔ میر مرتضی بھی مع کل آدمیوں اور اسباب و اموال کے
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت میں ساتھ ہوگئے
مگر پیش کش کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دمریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف میں تھے اور اب ممالک بادشاہی کے ضمیمہ ہوئے
ہیں انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہاں ہاتھیوں
کے انتظار میں ٹھیرنا مناسب نہیں ہے۔ برسات کے دن عنقریب آگئے ہیں۔ تم یہاں
ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۸ جمادی الثانی کو دلیر خان کو
لکھوگڑھ میں چھوڑکر گوہاٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مرہونہ بھوکن ہمراہ لی۔
نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیش کش میں داخل ہوگئی تھی اور راجہ
اور ممالک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی میں سوار ہوکر دامن کوہ کی
راہ سے صحرائے کھیلی کی سیر کی۔ کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا۔ اس نواحی کے

نواب کا انتقال کرنا

آشامی متوطنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھہ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے
قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چارپایون کو سوار گھاس سڑے اور آدمیون کو
سوا پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور تہیب و اسباب یہان کثرت سے تھے
لکھو گر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین چار
ماشہ کھانا کھایا۔ بمعالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تا جہ الیھو
اپنی تجویز سے کھایا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ کو مکرودھج کی ماں اور
پسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکرودھج کی ماں نے لشکر شاہی کی خدمات کی تحقین اسکو
دو شال و ستہ پارچہ زرین اور ایسے ہی انعام دئے پسر مکرودھج کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا
تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز راجہ دریا راجہ مرتیہ
ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی ملکہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ
بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دوشالہ و خلعت دیا۔ پھر بھوسال آدھی
گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگہ ہل چل پڑ گئی۔ ۱۳ رجب کو کجلی سے کوچ کر کے موضع
پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام
کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر
کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی اوقات
بسر کرین۔ کچھ ان مین صناع و محترفہ تو بچی نوکری کے قابل تھے انکو علاوہ فیدار کیا اور بدلی بھوکن کو
تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون مین سے آٹھ
ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا۔ رشید خان نے پہلے کامروپ
کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب سمجھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اسنے
یہان فوجدار ہونا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ
سے دلائے ۱۶ رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ ہری تلہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی
سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنی

کی آزادی اور غسل و کفن و نجف اشرف اپنے بڑیون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال
مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن
شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لیے بھیجا اور اُس کی فتح کی
انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب ہوا یہان سے اچھی ہے
وہان تشریف لیجلیئے۔ نواب نے جواب دیا کہ تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان
چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بُلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان
سنہ ۱۰۷۳ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دُنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی۔ وصیت
کے موافق عمل ہوا۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان
اُسکے بیٹے پاس بھیجی گئی۔
شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام فتح آشام رکھا ہے اسکے مقدمہ مین
ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اول مین کوچ بہار کی
تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی
شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خونخوار
سے نجات پانا۔ اس جنگ مین مصنف اول سے آخر تک عمدۃ الملک میر محمد سعید دستانی
المخاطب یار وفادار خانخانان عرف معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم
کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیرنامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین
وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہے۔ جہان نواب لکھا ہے خانخانان
سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۷۳

غرہ شوال سنہ ۱۰۷۳ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔
ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے
ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کی تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

پنج ہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پیداوات جہانگیر
جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا
عید اور جلوس کے جشنون کے باہم مصالحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا
رمضان کا مہینہ تھا لوئین چلتی تھین دن بڑے ہوتے تھے۔ بادشاہ دن کو
روزہ رکھتا۔ وظائف پڑھتا۔ تلاوت و کتابت و حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی
عدالت و سلطنت کے کامون کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کرکے مسجد غسلخانہ
اور موتی مسجد مین نماز و تراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو
بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتون کو ساری رات عبادت ہی مین
گذار دیتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن مین مصروف رہا
مگر طبیعت مین بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف
ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت مین بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔
اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعون مین باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد
مین ہوا داین چڑھکر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا۔ غرض ۳ شوال سے ۱۷ ذیقعدہ
تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی —

۱۷ ذی الحجہ ۱۰۷۴ھ کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔
روشن آرا بیگم نے حرمکدہ مین بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک
کیا۔ بادشاہ نے صد آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے
صلہ مین دو لاکھ بیس ہزار اشرفیان انعام دین۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگھ و کنور رام سنگھ
کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ پینتالیسوان سال
شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے بادشاہ نے
دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسوین رجب کو لاہور کے قریب آیا۔ ۱۰ شعبان کو
شہر و قلعہ مین داخل ہوا کشمیر کی راہون کے صاف کرنے کے لئے میر منزل کو

رمضان و عبادت بادشاہ

بیماری و صحت

مع بیلدارون کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رتمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیش کش مقرری بھیجتا تھا جب وہ
مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے ستر سال کو اسکا جانشین کیا۔ رتمل کا بھائی رائسنگھ
تھا اسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا اور مین نہ ہون۔ اسنے ستر سال سے مخالفت کی
اور پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا
جد مادری اور مدار المہام ریاست تھا۔ ستر سال اور اسکی مان اور خواص
نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا
اور تماچی زمیندار کچھہ کو بھی اپنے ساتھہ متفق کیا۔ او قطب الدین خان حاکم جونا گڈھ
کے آدمیون کو جو اس ولایت مین زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے
سب جگہہ سے اٹھا دیا اور بادشاہی آدمیون کو دار الضرب و بندر مروارید سے
جو اس ولایت کے اعمال مین سے ہے معزول کر دیا۔ کچھہ دنون بعد ستر سال نے
قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس وہ آیا اور رائسنگھ کے جور و بیداد
کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان
صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلا دے۔ خان مذکور حکم کے
آتے ہی آٹھہ ہزار سوارون کے قریب لیکر جمادی الاولی کیا واخل مین جونا گڈھ
سے رائسنگھ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رائسنگھ بھی جام سے چار کروہ پر
اپنا سامان درست کر کے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار
تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لئے روانہ کئے۔ لڑائی شروع ہوئی
رائسنگھ پاس توپخانہ زبردست تھا اسلئے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک
لڑائی ہوتی رہی اور کچھہ کام نہ بنا۔ خبر آئی کہ ولایت کچھہ کے زمیندار کی کمک نزدیک
آن پہنچی ہے جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھہ جائیگی۔ اسلئے کمک پہنچنے سے پہلے
۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رائسنگھ خوب

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام مین
تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہین اور سربازی کو سرمایۂ مباہات و افتخار
سمجھتے ہین۔ رائسنگہ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا مصمم قصد کیا اور اپنے بیٹے تماچی
اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائسنگہ پیادہ
ایک بیٹے و چچا اور اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا۔ چھ سو راجپوت کام مین آئے
اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے۔ بادشاہی ایک سو
ستر آدمی مارے گئے۔ چار سو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحون کے
علاج کے لئے جراحون کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا مفرورون کے تعاقب مین لشکر روانہ
کیا اور لشکریون کو سکنۂ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کر دی کہ جو جماعت
کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندون سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو
رائسنگہ کی جگہ بٹھا دیا۔ رائسنگہ اور اسکے بیٹے یا بنیاد سنگہ رام خالہ زادہ
وسانگا اسکے چچا کے سرون کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا۔ ایک ماہ بندوبست کے
لیئے ان حدود مین توقف ہوا۔ خبر آئی کہ تماچی پسر رائسنگہ اور جیا اسکے بھائی نے
تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہین اور موضع بالا مین فتنہ انگیزی کر رہے ہین
خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ
دو نواس خبر کو سنکر کچھ کی جانب گئے۔ محمد ان سے جا کر لڑا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ ان
دشمنون کے ایک سو سات آدمی اس نے مارے اور باقی آدمیون کو بھگا دیا۔ قطب الدین خان
یہان کا بندوبست کر کے جوناگڈھ مین گیا۔ بادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر
قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔
عمل صالح مین لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد
اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جائے تو عقل و شرع دونو اسکا
حکم دیتی ہین اور جائز کہتے ہین۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

تھا۔ علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے۔ انکو پادشاہ نے خواجہ پھول بہلول کیساتھ گوالیار بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مرادبخش سے قصاص لیا جاے۔ جب مدعی گوالیار مین آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت مرتبت اپنے عہدو کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر مین رکھتے اور میرے خون سے درگذرتے تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا۔ اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف اس طرف ہے کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھین تو اس قسم کے کم پایہ دمیون کا مواجہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل مین ہو وہ کرو۔ آخر روز چہارشنبہ ۲۱ ربیع الاول سنہ ۷۰ کو دو نفر چیلون نے جا کر تلوار کے دو زخمون سے اس شہزادہ کو تنگنای زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار مین سپرد کیا خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیرنامہ نے پادشاہ کی مرضی کے موافق محمد مرادبخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا۔ لیکن میرے والد مرحوم مرادبخش کے معتبر روشناس نوکرون مین تھے۔ اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا ۵۲ پاے قلعہ مین بیٹھے تھے اور اس منصوبہ مین رہتے تھے کہ کمند لگا کے اپنے آقا کو باہر کھینچ لاوین عالمگیر کی نوکری انھون نے نہین کی انکی اور ثقہ آدمیون کی زبانی جو مین نے سنا اور دفتر سے تحقیق کیا اوسکو لکھتا ہون۔ محمد مرادبخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی۔ جب گوالیار مین شہزادہ گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو پادشاہ نے اسکو قلعہ مین شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا لضف اسکا ان مغلون کے طعام پختہ مین خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے۔ ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایکطرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بلا کو وقت انتظار . . . اور مکان معین کی خبر دی۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو پھر ہم تم ملینگے اور نہین تم کو خدا کو سونپا۔ سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی ماس گریہ سے

اس گروہ نے محصلوں اور حوالی کے نگہبانوں کو خبر ہوئی۔ مہتابی کو مشعل روشن کی اور کمند کی جستجو
میں مشغول ہوئی اور اسکو پیدا کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس مدعی سلطنت کی
نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا۔ ہوا خواہوں کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی
باپ کو محمد مراد بخش نے مار ڈالا تھا (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) باپ کے خون کے دعوی کے لئے کھڑا
کیا۔ بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا۔ دوسری بیٹے نے بادشاہ کے حکم
کی اطاعت کی اور عدالت میں باپ کے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی
ہوا۔ حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی کے ہاں شرع کے موافق خون ثابت ہوا۔
ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۲ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت میں قاضی محمد مراد بخش پاس جائے
اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے۔ چنانچہ اس کی تاریخ
یہ ہوئی (اے وائے بہر بہانہ کشتند) جس پسر کلان نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا
بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی۔

واقعات سال ششم ۱۰۶۳

بادشاہ ۲۵ رمضان سنہ ۱۰۶۳ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا۔ غرہ شوال کو جلوس
سال ششم کا جشن کیا۔ کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہے۔ مگر اسکی راہ کی تعریف میں یہ شعر
قدسی کا ہے۔ بہ کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان براہش سخت سست است
دوسرا شعر محمد قلی کا ہے۔ درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کسی ورا بردار از راہ۔
لطف سے خالی نہیں پھر ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر میں آیا۔
قبائل افغان بنیازی میں ایک قوم سنبل ہے جو دریائے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے۔ پہلے زمانہ
میں وہ دھنکوٹ میں رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی
تھی۔ بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکال دیا تھا ان دنوں
میں انہوں نے پھر سر اٹھایا تھا۔ دریائے نیلاب سے اتر کر انہوں نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا۔ اور
خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر فدائی خان میر آتش کو انکی

بادشاہ کا کشمیر جانا۔

قوم سنبل کا استیصال۔

انکی تنبیہ کیلئے بھیجا۔ وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا۔ یہ قوم اتنے
لڑ نہیں سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مواشی و مال کو لیکر دریا سے پار
اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اُسکا قصہ پاک ہوا۔ دو لاکھ روپئے نقد و جنس کی غنیمت
افواج شاہی کے ہاتھ آئی۔ فدائی خان نے یہان سب طرح کا بندوبست کیا۔ اور
شمشیر خان کو یہان بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا۔

کشمیر مین راجہ رگناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا۔ اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ
نے دفتر ہستی سے نکال لیا۔ وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت
آٹھ ہزار روپیہ بوساطت صدرالصدور ارباب استحقاق و محتاجون کو ہر سال سطرح
عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول مین بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب مین دس ہزار
روپیہ شعبان مین پندرہ ہزار روپیہ رمضان مین بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون مین
کوئی خیرات مقرر نہین تھی۔ ان دنون مین بادشاہ نے صدرالصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ
مہینون مین جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون مین ہر مہینے
مین دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے۔ غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ
انچاس ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے۔ ۱۷ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا
سینتالیسواں سال شروع ہوا۔ فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ ذی قعدہ کو انتقال کیا۔ اس کی
عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۲ ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا۔ وہ فضیلت اور
جامعیت علوم و معاملہ فہمی اور رائے زنی مین یگانہ روزگار تھا وہ علم نجوم مین بہرہ تام
رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی مین لکھ کر وہ دیتا تھا۔ وہ کم خطا ہوتے
تھے۔ بادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ مین چالیس برس دکن کی مہم مین پہنچا وہ پہلے
لکھ کر بادشاہ کو دے گیا تھا۔ بادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا۔ لاہور مین اسنے
اپنا مقبرہ بنایا تھا اس مین دفن ہوا۔ ۱۴ اپریل کو عید گلابی تھی۔ بادشاہ وزیر کے الم
سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کر دیا اسی روز دیوان سے فاضل خان کا

برادرزادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عیدالضحیٰ کو ڈل پر دونو طرف روشنی ہوئی پادشاہ کشمیر سے ویرناگ گیا۔ موضع پانپور مین زعفران زار دیکھا۔ صفر کو پادشاہ کشمیر کی سیر کرکے لاہور مین آگیا۔ کشمیر کے سفر مین غارون مین بہت آدمی گرپڑا اور گر گر کر تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو پادشاہ نے فرمایا کہ بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے پادشاہون کا آنا رائے صائب کے خلاف ہی۔ جشن وزن شمسی آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی نامہ کا جواب تربیت خان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر پادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا۔ صوبہ گجرات کے وقائع مین سے پادشاہ نے یہ سنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معذور العقل نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش لیے آبرو اسکے پاس جمع ہوگئی اور گجرات کے کولیون کے گروہ جنکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شورش برپا کی۔ یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے معاملات سے خبر نہ ہوا لیکن مئی ۱۶۶۱ء مین کلیان و بھیمڑی پادشاہی قبضہ مین گئی تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اسنے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادون کا سردار مورو پنت کو اور سوارون کا سردار نیتاجی پالکر کو بنایا برسات مین مورو پنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کرلیا اگر انکا مفصل حال نہین معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہین صاف ہوگئین تو نیتاجی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم دیا کہ وہ دیہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھ کر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

سیواجی کے حملے پادشاہی علاقہ پر

اور ادھر ادھر جاکر پونہ مین آرام سے جا بیٹھا۔

عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یون لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُسنے اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لیکر بشاہراہ احمد نگر اور پیرگام سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ مین اُسنے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنیکے لئے بھیجا اور خود جادور لے دلیں ملہہ سند کھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام مین مقیم ہوا کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا سنگڈھ مین چلا گیا شائستہ خاننے پونہ پر قبضہ کیا اور بھوروج گھاٹ اور موضع سیواپور پر قبضہ کرنیکے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعون کی تسخیر کے لئے بھی سپاہیں روانہ کین سکلے اور جنیہ کے درمیان چاکن واقع تھا جسسے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہان فرنگاجی ۱۶۴۷ع سے قلعہ دار تھا اُسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا چھپنواں دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اُڑایا جسنے قلعہ کی دیوار مین ایک بڑا رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسسے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا اُسکے آگے ایک پشتہ کلی تھا۔ وہان حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سببسے لشکر شاہی آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نرسالانے قلعہ امیر الامرا کو حوالہ کردیا۔ شائستہ خاننے اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے اپنے نام کو بٹا نہین لگایا امیر الامرا نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔

لشکر شاہی مین سے چاکن کے محاصرہ مین نوسو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جس سے

شائستہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہے۔ عالمگیر ان قلعون کی
فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ پادشاہ نے
راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودھپور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لیئے مقرر کیا تھا
مگر وہ پونہ کی حوالی مین بڑی فوج کی ساتھ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتاجی پالکر دو بارہ
احمدنگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت کے
لیے بھیجا گیا اس نے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم
زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خان کا باپ امیر الامرا کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے
کہ امیر الامرا نے ان قلعون اور معمورآبادیون پر لشکرکشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین
آگئے تھے اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کرکے اسکے بعد قصبہ پونہ مین
گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے
لیئے جابجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر
مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہو سکتا
اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مغلوب ہیبت و ہراس ہوا تھا کہ دشوار گذار
پہاڑون مین ہر ہفتہ و ماہ بسر کرتا تھا۔ ایکدن مرہٹون کی ایک جماعت جو یادون
مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات
کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے
اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کر کے کہ ایک تھانہ مین
غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور اُس کے
ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے سر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرن
کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے
لیجا کر شہر مین داخل کی سب اُس محلہ اور مکان مین جو اُنھون نے اپنے مجمع کے لیئے قرار

حملہ سیواجی کا امیر الامرا پر اور فرار ہونا اس کا

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئے۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچیخانہ
کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین
ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل وخشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔
روزون کے دن تھے سحری کے پکانے کے لیئے چند باورچی جاگتے تھے۔
باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے
جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا
اُسکو ایسا سلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کیطرف
مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدا نے اور کشتون کی غرش نے ایک کنیز کو بیدار کیا
جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب مین تھا وہ دوڑا ہوا امیر الامراء پاس گیا
اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامراء نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے
اور دیگر کھانون کے درست کرنے کے لیئے باورچی اُٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ
سہیلیان پیے ہم دریچہ کے پھوڑنے کی خبر لائین۔ امیر الامراء سراسیمہ وار تیر وکمان
و برچھی ہاتھ مین لیکر تخت خواب سے اُٹھا اس ضمن مین چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا
حوض بیچ مین حائل تھا امیر الامراء نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اسنے آن کر امیر الامراء
کے تلوار لگائی۔ کہ دایان انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض مین گر کر آئے۔ ایک کو امیر الامراء
نے برچھی سے مارا اس آشوب مین لونڈیان شائستہ خان کو ہاتھون ہاتھ اُٹھا کر محفوظ جگہ
لے گئین۔ مرہٹون کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار اُن کو ملا
اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہین اور چند نفر اپنے نقارخانہ مین
بھیجکر امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائین۔ نقارخانہ کی آواز
ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہین سنتا تھا۔ انہون نے داروگیر کی آواز زیادہ
بلند کی اور دروازون کو بند کر دیا۔ اس حالت مین ابو الفتح خان پسر شائستہ خان ایک
نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیون کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

جیسے ایک عمدہ جماعہ دار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سُنکر اور پایہ زینہ کا رستہ نبار دیکھکر
رسیون مین اپنے تئین لٹکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامرا سے عمر و اعضا
مین مشابہت رکھتا تھا۔ مخالفون نے اسکو امیر الامرا سمجھ کر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامرا
کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت کے تاراج
مین نہین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے پھر صبح کو راجہ جسونت سنگھ کہ عمدہ کمکی
تھا امیر الامرا پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامرا نے یہ کہا کہ مین نے
تو یہ جانا تھا کہ مہاراجہ کاروبار شاہی مین کام آگئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب
بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامرا کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور
شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگھ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔
کپتان ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے
امیر الامرا کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر
کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگڈھ سے سر شام اپریل کے
مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیان بنا کر پونہ کی راہون مین بٹھاتا
گیا۔ یسجی گنگ تانتاجی۔ بولوس رائے اور پچیس ۲۵ دلی پیادے شہر مین داخل
خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے گانٹھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بنا کے برات
ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ کھلا
شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے شہر
مین برات کے اندر داخل ہو گیا اور جب چپ چاپ ہو گئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو
لیکر جو خان کے محل کے سب داخل سے واقف تھے باورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک
کھڑکی کو کچا چنا لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ پرستار
عورتین بیدار ہوئین اور انہون نے جاکر امیر الامرا کو جگایا اُٹھا باہر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی
سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اوس کے لگی —— جس سے ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور اکثر اُسکے سپاہی مارے گئے۔
سیواجی اور اُسکے آدمیون نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیون کو لیکر سنگڑھ کی راہ لی
جب وہ تین چار میل چلے تو انھون نے مشعلین روشن کین جو پہلے سے تیار تھین تاکہ مخالف انکی
تعداد کی کثرت کے دھوکے مین آجائے اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین اس طرح
اپنے تئین لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ مین داخل ہوئے۔

اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہین کسی اور معرکہ کو نہین بیان کرتے سیواجی کا
سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہین۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۷۳ھ کا ہے۔

دوسرے روز صبح کو بادشاہ کے سوارون کا دستہ سنگڑھ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلوارین
چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکو نیتاجی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سوارون
نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم سنہ ۱۰۷۴ھ

دستور کے موافق ساتوین سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۱۲ ذی قعدہ
کو ہوا عمر کا اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔

سنہ جلوس مین بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب
مین بادشاہ نے مصطفے خان کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑھ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس روانہ
کئے۔ محمد قلی خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان ممدوح
کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔

سیواجی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا
کچھ اپنے ارادون کی جھوٹی خبرین اُڑایا کرتا تھا اُسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور جنیر کے
پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ مین بسائین اور جول مین پرتگیزون سے لڑنے
یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ
مین ہندوستان کے دولتمند شہرون مین سے ایک تھا۔ بہرجی نائک ایک بڑا جاسوس

سیواجی کا سورت کا لوٹنا۔

اسکا نوکر تھا وہ سورت مین تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا۔
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ مین ناسک مین مندر کی جاترا کو جاتا ہون لوگون نے اسکو
سچ جانا مگر اُس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھہ دن مین اُسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ مین لے گیا۔ جو آیندہ اسکی دار الحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی۔ اگر ڈچ اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیون کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزون نے اپنا ہی مال
نہین بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کے بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگزیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔
شاہ جی کی سناونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
مین اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر قلعہ ارنی اور پورٹ
نوووا اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اسنے منفتح
ملک کو اس پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ مین اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ
نیتاجی پالکر برسات کے شروع مین دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازون کے گرفتار کرنے مین کامیاب ہوا۔ پادشاہی جہاز
جو مکہ کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو انمین بیٹھے تھے گرفتار کر لئے
عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریاے شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اسکے تصرف مین تھے اہل ملیبار کی طرح اسنے دزدی و رہزنی شروع کی
کشتی نشینون کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر مین کسی کشتی پر دریا مین فتور آجاتا تو اسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنون مین ایک بڑا جہاز جس مین طوائف تجار بڑا مال اسباب لئے
آتے تھے وہ طوفان مین آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبون کا
مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکون کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

شاہ جی کی وفات

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہوں نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و
بضاعت منگا کر اوسکو نہ دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا۔ سیواجی نے گست
کے مہینے مین خود جا کر احمد نگر کی پینٹھ کو لوٹا اور جوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا
جب وہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنالہ مین دو بڑے سپہ سالارون
کے ماتحت پھی صلح کو توڑ کر ملک کوکن کی فتح مین سخت کوشش کی اور کئی مقامون
کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہ
لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونون
سپہ سالارون کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا۔ سیواجی نے گڑھ
مین اس خیال سے آ گیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے جسکی طرف اس لشکر کا
بڑا ڈر تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آور ہی نہین کریگا تو اسنے اپنے کچھ
سوارون کو دریای کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔
اسنے ایسی تیاری کی جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اس کی
شہرت ہوئی تو اسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالون سے جہاز مین سوار ہوا
اور گوا سے ۱۳۰ میل پر دولتمند شہر ابیسی لور مین اترا اور گوکرن مین چار
ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہو کر آ گیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنی
دار الحکومت مین نہین ہے۔ اسنے بڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمسایہ مین ایک مندر
مین پوجا کرنے گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و
تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ
مار کرکے وہ الٹا راہ سے گڈھ کو چلا آیا۔
اس سفر مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز ساحل سے دور ہو گیا اور شمال مغربی
ہوا نے اسکو بہت دنون تک مراجعت نہ کرنے دی اس سے اسکو تنبیہ ہوا کہ سمندر
مین ہندؤن کو سوار ہونا مذہبًا منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر ہوائی کی گرد وصہ سے

آئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔

بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ سیواجی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا اُسنے اسکی ولایت مین جا کر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت کی تخریب اور قلعون کی تسخیر مین اُسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو بادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اُسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیرخان کو جو اُسکے بتول مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملے انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا اور دلی بلی جو ہے سے کا بن کترواتی ہے جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کی موافق افسرون پر شبہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا باپ زندہ تھا اسلئے اُسنے اپنی سپاہ کثیر دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیرخان تھے یہ دونو پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہو کر اورنگ زیب سے لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا۔ اسلئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان بادشاہ کے جاننے والے بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیرخان کی قوم کے افغان بادشاہ کے بہت ملازم تھے اسکے بھگانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہو گیا اس بیان کی صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین ---

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۱۰ شوال کو وزن قمری ہوا اور عمر کا انچاسوان سال شروع ہوا۔

۱۹ ربیع الثانی سال گزشتہ کو سیواجی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

[illegible]

مقرر ہوا تھا وہ ہر شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد میں شاہزادہ محمد معظم کی خدمت
میں آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۵ کو پونہ میں گیا۔ جہان مہاراجہ
جسونت سنگھ مقیم تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔
راجہ جیسنگھ نے یہاں ٹھہر کر افغانون کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار
سوارون کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہان دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو
تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہان مقرر کرے اور قلعہ ار درگ کے روبرو ایک اور
تھانہ مقرر کرے اور وہان شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
ان حدود میں سوار ہو کو خبرداری اور ہوشیاری کرے اول راجہ نے قلعہ پورندھر اور
رودمال (رودرمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب
دونو قلعے پہاڑ پر تھے موضع پوفی میں تھانہ قائم کیا اور راجا اورجسونت راے کو تین سو
سوارون اور تین سو بندوقچی پیادون کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کوکبون کو جابجا ملک کی تاخت و قلعون کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پورندھر ورودمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔
دشمن کی سپاہ اطراف سے جہان نمودار ہوتی وہان دلیر خان لڑتا ہوا آگے
جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز او ستیز با فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیون کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعون سے ایسے
فاصلہ پر آیا کہ وہان سے گولہ قلعہ میں پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعون کے محاصرہ میں مشغول ہوا
دونو قلعون کے قلعہ نشین جمع ہو کر قلعہ داری کی شرط بجا لائے اور توپ و بان اور آلات
آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کے لئے
کمرگاہ قلعہ میں پہنچا اور دونو پہاڑون کے نیچے کی باڑی میں آگ لگا دی اور تاخت و تاراج
کیا۔ دشمنون نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالون پر حملہ کرنے میں اور کوشش کرنے میں اور تیر و توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جیسنگہ بھی
مع اپنے بیٹے کیسرسنگہ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے در پے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا۔ اگر انکی تفصیل کی جاے تو تطویل ہو محصورون پر عرصہ تنگ ہوا لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر سامنے سے توپ تفنگ ارتے اور آتشبازی حقے اسپر پڑتے تھے مگر وہ
اپنے مورچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جب ایک طرف کا برج باروت سے اڑایا تو بنا ے
کوہ قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا قلعہ کشا بہادرون نے حملہ کیا اور کوہ کے اوپر چڑھ گئے
محصورون نے جان کی امان کا پیام دیا۔ راجہ نے اُنسے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائگا
دونو قلعون کے قلعہ دار دلیرخان سے ملاقی ہوے اُسنے انکو خلعت دیا۔ دلیرخان نے دونو قلعدار
راجہ پاس بھیجدیے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا۔ اور قلعون کو بادشاہی تصرف
مین کرلیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
ردور مال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام سترہ سو فیٹ بلند نیچے کے سطح
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پائین جو پہاڑ کی چوٹی سے تین سو سے چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین باجے پرو دیس پانڈے جو حوالدار تھا اور ماولی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیرخان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پائین لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر نکلکر حملے کیے اور
مگر نقب زنون کو بھگا دیا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہ گاہ مین مقیم ہو گئے اور انہون نے برج اڑا کر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین چلے گئے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ مین جا
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے انپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ ان مین سے
گولون مین چھپے کچھ باہر جا کر اپنی پناہ گاہ مین گئے۔ اس وقت ماولی اپنے سردار کو لیکر

شمشیر برہنہ مغلون پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔
دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیون کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے
ہین۔ جب اسنے اپنے آدمیون کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اُسنے اپنی کمان کو خمیدہ کرکے
پٹھانون کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑون کو
للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ محصورین مرہٹون کی طرح فتحیابی سے مغرور ہوکر
دلیر خان کے آدمیون کے قریب آگئے اور سخت کوشش فغان بھی ما دلیون کی تلوار سے
چکرا گئے۔ مگر دلیر خان نے انکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بناکر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے
ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ اُنہون نے قلعہ بالا پر جاکر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا
قلعہ پھر لے لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہوکر پھر اُسے چھوڑ دیا دلیر خان
نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہین ہوسکتی تو اس نے جر گدہ دورہ مولی
جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ مین تھا اور اُسکے بیٹے حصہ پر مشتمل
تھا۔ فتح کر لیا اور اس مین توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے
لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہوگیا۔ لشکر شاہی کا توپخانہ بڑا خراب تھا گو اُس نے برابر گولے
برسائے۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا محصورین ایسے تنگ ہوئے کہ اُنہون نے سیواجی کو اطلاع
دی کہ اب ہم قلعہ مین نہین ٹھہر سکتے۔ اُنہون نے قلعہ خالی کر دیا ہوتا اگر سیواجی اُنکو نہین لکھتا
کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت مین کوشش کرین کہ اُنکو وہ چلے آنے کے لئے لکھے۔
خافی خان لکھتا ہے کہ ان دو قلعون کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داؤد خان
اور راجہ رائے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجے گئے
سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونو طرف سے بڑی کوششین ہوئین۔ پانچ مہینے تک لشکر
شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرگشتی سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیواپور مین جو سیواجی کا آباد
کیا ہوا ہے اور قلعہ کنداند۔ وکنوار گدھ مین اُسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا۔ مویشی
بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹون کی ناگہان تاختون اور غارتون ستم دیون اور تاریک راتون

شب خونون سے اور سر راہ دشوار گذار راہون کے بند کرنے سے اور جنگلون کے جلانے سے جنمین درخت
بھرے ہوئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر بادشاہی کے آدمی اور چوپائے بہت
تلف ہوئے۔ آخرکار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی۔ لشکر
شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور
کنداتہ جس مین اسکے ماوری قبیلے اور خویش رہتے تھے محاربہ و محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران
قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور اُن کے بھاگنے کی راہ کو سب طرفون سے ایسا بند کیا
کہ ہر چند اُنہون نے چاہا کہ کوئی جا بنا کے قبائل کو یہان سے نکال کر کسی دشوار گذار مکان
مین لیجائین اور لشکر شاہی کو اُنکے تعاقب مین سرگردان کرین مگر یہ وہ نہ کرسکے سیواجی نے
اب جانا کہ اس مستقر الریاست کے ملجا و ماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال قبیلہ و عیال
اسکے پامال ہونگے اسلئے اُسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور عفو تقصیرات و بعض باقی ماندہ
قلعون کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی بے حیائی
اور مکاری پر نظر کرکے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ
سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اُسکے آگے۔ اُنہون نے شدید قسمین کھائین اور
نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرایط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان ـــ
اس شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی مین جائے اور اطاعت و نوکری اس عہدہ پر
اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب دیا جائے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنے کا حکم دیا جب معلوم ہوا
کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اُسکے استقبال کو لئے بھیجا
اور مسلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہین۔ اور
اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالیگا اور فدویت کا
غاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول مین سرافگندہ
ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے
کہ اپنے مکان مین جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر سر انجام جنگ مین مصروف ہو۔ اس

باب مین وہ اپنے تئین مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اسنے انکسار و نیاز سے
کہا مین یہ جانتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکہ اسکو اعزاز کیساتھ اپنے پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جب
سیواجی آیا تو اُسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا سیواجی نے خجالت کیساتھ دست بستہ
ہوکر کہا کہ مین بطریق ذلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپکی
رائے ہو وہی رائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کو نکن کیساتھ بندہ ہای پادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لئے بندہ ہای جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے پادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہ ہای مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہکر خدمت کرتے ہین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
پادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سپاہ کے
اُٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعہ بند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آگئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعہ کے
آدمی اپنے ساتھ نہ لیجا سکے سرکار مین ضبط ہوئین اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیواجی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع
کئے اور اسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر راجہ کے حوالہ کیا راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا سیواجی نے پختہ کاری سے ایکساعت شمشیر باندھکر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بیسلاح کمربستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ بدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز گرز بردار مع فرمان و خلعت بادشاہ
کے پاس لیے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجا لانے کے لئے ارشاد ہوا۔
سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور تقدیم
آداب میں کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خطا بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔
بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ مین پھولا نہ سمایا قبیل و قال عذر تمیز کیلئے
قلعوں کے سپرد کرنے کی باب مین یہ قرار پایا کہ کل بتیس قلعوں مین جنپر اسکا تصرف تھا ۲۴
قلعوں کی کنجیاں جو سابق و حال مین مفتوح ہو گئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن
چالیس لاکھ روپیہ کے بادشاہی آدمیوں کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم حاصل اپنے
آدمیوں کے تصرف مین رکھے اسکا آٹھ برس کا بیٹا سنبھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے
عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور مین روانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود
سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون مین اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی مین مشغول ہو
اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو
خلعت و اسپ جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی اسکے بیٹے کو
پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔
کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات
جو اس واقعہ کے لکھے ہین ہم آگے لکھتے ہین۔
جب جیسنگھ اورنگ آباد مین آیا ہے تو سیواجی ساحل سے راے گڈھ مین آیا اور اسنے اول دفعہ
اپنے تمام ارکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتاجی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنوں کی حرکات
کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا۔ سیواجی نے گو اسکو معزول کر کے مصلحت
ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہین کیا۔ منوچی سے کیپٹ روز نقل کرتا ہے کہ
(نیتاجی کو رشوت دی گئی تھی یہ امر نہ مرہٹوں کی نہ مسلمانون کی تاریخ مین لکھا ہے)
دشمن کی سپاہ جو تعاقب مین آئی اسکے دفع کرنے مین کارتوجی نے چستی و چالاکی دکھائی

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین اُسنے دشمن کی سپاہ کہی کو کئی دفعہ دانشمندی سے ہزیمت دی۔ راجہ جیسنگہ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی جرأت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس راجپوت راجہ سے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا۔ اس وہم نے بھی اُسکو ستایا۔ گو ان باتون سے اُسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگہ پاس اپنے پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلئے وہ اپنی لشکر کی تیاری مین تساہل نہین کرتا تھا۔ سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت کیجے اور جو ملک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجے۔ اس خیال سے اُسنے رگھوناتھ پنڈت اور نیائے شاستری کو جے سنگہ پاس بھیجا جسنے اُنکی باتون کو سُنا اور جواب دیا۔ اور سیواجی کی عرضون کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ پنڈت نے راجہ کو یقین دلادیا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہے۔ جیسنگہ نے کہا کہ سیواجی راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھکر اپنا اطمینان خاطر رکھے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہین معاف کریگا بلکہ اسپر عنایات کریگا۔ جب مصالحت کی یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سیواجی راے گدھ سے پرتاب گدھ کو گیا اور یہان سے جولی یہ معلوم نہین کہ کیون گیا۔ مگر ظاہر اسطرح جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی سنہ ۱۶۶۵ء مین تھوڑے آدمیون کے ساتھ پہاڑ سے اُترا اور سید ہا راجہ کے لشکرگاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی راجہ ظاہر کیا۔ راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے لئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لیجا کر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا۔ رگھوناتھ پنڈت نے جو باتین کہلا بھیجی تھین اُن پر اُسکو اطمینان خاطر دلایا۔ سیواجی نے کچھ عجز و انکسار کی باتین بنائین۔ راجہ نے اُسکو اپنے قریب کے خیمون مین اُترنے کے لئے رخصت کیا۔

دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگ رہا تھا۔ اور

مصالحت مین جو رازدار نہ تھا اسلیئے وہ خفا ہو رہا تھا اُسنے دھمکایا کہ جبتک مین پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مارلونگا۔ مگر یہ خالی دھمکی ہی دھمکی تھی سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ میرے قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیہودہ ہے جسکے سپاہیون سے اورنگزیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے کہ مین بادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ ہوکر ان شرائط پر صلح ہوگئی بشرطیکہ بادشاہ انکو منظور کرے جی سنگہ اس کا ضامن تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین ہرگز نہین جانتا تھا۔ اول دفعہ یہ تھی کہ سیواجی نے جو قلعے یا ملک بادشاہی تسخیر کیے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے۔ ۳۲ قلعے جو ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کیے تھے۔ یا خود بنائے تھے اُنمین سے بیس جسنگہ کو حوالہ کیے جنمین یہ پرندھر اور سنگھ گڈھ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون کے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راج گڈھ (۲) تورنا (۳) رائے ری (رائے گڈھ) (۴) کنگانہ (۵) تھر گڈھ (۶) بالا گڈھ (۷) گوسالہ (۸) ریروارہی (۹) پالی (۱۰) بھورپ (۱۱) گنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہُن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین بادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے ملک مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین حق وراثت کا ادعا کرتا تھا اور بادشاہ کو جو کچھ ملک اُس نے دیا تھا اُس کا معاوضہ چاہتا تھا۔

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس
یعنی دسواں حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ
اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے
چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی
شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا۔
عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۲۳ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودمال
(رودرمحل) (۳) کنڈانہ (۴) کھنڈاکلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایساگڈھ (۷)
تنکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناردرگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرگ
(۱۳) پلس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڈھ
(۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساکرگڈھ (۲۰) ذوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲)
سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور
سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگھ کی عرضداشت سے بادشاہ کو
معلوم ہوئی تو اسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص و شمشیر خاصہ و جاہ
منصب سے سرافراز کیا اور امراکو۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا۔
شاہجہان کی علالت کے وقت اورنگزیب علی عادل شاہ کے درمیان
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کروڑ روپیہ پیشکش
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگزیب دکن سے چلا آیا۔ داراشکوہ و
شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیشکش کے
بھیجنے مین تعلل و تاخیر کی اور اکابت ت لیت و لعل و لطائف الحیل و معذرتون
مین گذاری۔ جب فرمان شاہی ادائے پیشکش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے
اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ
اپنی ناداری بناتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تقصیرات کے

جب سیواجی نے اسیر علاقہ و استیلا پایا اور اسنے بعض قلعون کو تنگ کیا جو اسکے قرب و جوار
تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ
سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اب پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہون
پادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا
کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور
اپنے قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اسکے شر سے محفوظ ہو گیا۔ لشکر
شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امتداد
ہوا۔ اور کچھ گلچھڑیان اس مین پڑ گئین۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو پادشاہ نے
عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک
طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے
لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے عادل خان نے پادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حد
مین کچھ لشکر تعین کیا جس سے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ وہ پادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن
حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ
بنے گا۔ وہ یہ بھی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل
رہے۔ اسلئے اس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامہ
پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد
مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کئے نقود اور مایحتاج بھیجے اور قطب الملک
والی گولکنڈہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود اسکے
پادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔
پادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اسنے راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجا کہ اب سیواجی
کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ہین انکا
بندوبست کرکے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے پیچھے

جاکر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادلخان خواب غفلت سے بیدار ہو۔

جب پادشاہ نے راجہ جیسنگہ پاس یہ فرمان بھیجا تو پادشاہ کو جشن وزن شمسی پنجاہ و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنے سوابق جرائم و تقصیرات کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اُسکے دل مین خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد نائتیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید مراتب قول و قرار کے لئے راجہ جیسنگہ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا ر نوآمدین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بحسب ظاہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ پادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جیسنگہ نے جب پادشاہ کو اُسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو پادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت پر سرافراز ہوگا لیکن وہ پادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمد نگر کی راہ ہی مین ہی سفر آخرت پیش آیا۔ پادشاہ نے اسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری و پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا۔

مرزبان تبت دلدن مجمل سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع نہین کرتا تھا اور پادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا۔ پادشاہ نے سیف خان حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور اسکو پادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین مانے

تو اسپر چڑھائی کرے اور اسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید
زیر فرمان دلدن نمجل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم و فرمان
بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے
اس فرمان کو مستکیا اول تو فاسد فکر کیے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام
حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔
پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کی
سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کیے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقشہ
اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیے تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے
تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال رسوخیت و عبودیت
ظاہر کرکے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری شائستہ کی
سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت مین کشت و کار کے قابل نہین
اور انسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوا بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔
چار پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ پایا جاتا ... مہینے کی
راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ... محصول اس کا
اسقدر کم ہے کہ اور صوبون کے ایک بڑے پرگنے کے حاصل کی برابر ہے اور کوئی مکان
لاینفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلیئے کسی بادشاہ نے وہان خطبہ و سکہ جاری کرنے کا حکم
نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معزالدین
ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہجہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کیا گیا
ولایت رنخنگ جو عبارت ولایت اراکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل ہے
وہان ایک قوم مگھ رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھ کر نوارہ اور توپخانہ اور جمعیت
کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے انکے رہنے والون اور رعایا
کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤن کے کنارہ پہ جنمین انکی آمد و رفت ہوتی تھی

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دیئے گئے تھے اور کام کے آدمی وہان مقرر کردئے تھے۔
اور ہمیشہ دریاؤن پر نوارہ بادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبردی کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو روئے آب پر حرب و پیکار مین کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہے اور انکی جنگی کشتیان سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہین۔ اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود نہوئی تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا اور رہنے والون پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کرکے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی مین آن کر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر مین بہت لوٹ مار
کرکے بہت آدمیون کو قید کرکے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آگیا ہے تو اُسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ سالار شائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانے بٹھائے کہ ولایت بادشاہی مین قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہوجائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ مین قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہے۔ اُسپر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہوجائیگی
سپہ سالار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کیلئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڈھ و بہلوہ و جادیہ سے
پیچھے دریا شور کے متصل تھانہ نوا کھالی تھا۔ وہان سے چاٹگام قریب تھا۔ ملک بادشاہی
مین مگھ کا نوارہ اُسکے قریب ہوکر آتا تھا۔ اور وہان سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی۔ ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد مین لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر مین اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیرانداز و تفنگچی پیادوں کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجا تھانہ
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہین اور وہان دریا جدا ہوتے ہین اور وہ مگھ کا گذرگاہ ہے
وہان محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیراندازون اور ایک ہزار پیادون کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بڑی بیس توپین بھیجدین اور محمد بیگ اباکش و ابوالحسن کو

نوارہ دیا کہ وہ باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے عالمگیر نگر تک ۲ کروہ کا فاصلہ ہے اسپر آل البنائی کہ برسات کے موسم مین آمد و رفت ہو سکے اور کو مک اور آذوقہ کی راہ نہ بند ہو۔ سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ نیا بتراً دشاہ کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم مگھ سے اتفاق رکھتا تھا اسکو ابو الحسن نے لکھا کہ وہ رو آب پر نوارہ کی سیر مین متفق ہو جاے۔ اسنے وعدہ کیا کہ مین نواکھالی مین عنقریب ملجاؤن گا۔ جب اسنے وعدہ پورا نہین کیا تو وہ خود سوندیپ کا عازم ہوا جب وہ اس سرزمین مین نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابو الحسن نے اسکو مغلوب کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ مین محصور ہوا لشکر شاہی نے قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ جنگل مین جا کر چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کر کے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ ابو الحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے آدمی شاہی ضائع ہوئے اس اثناء مین خبر آئی کہ رخنگ کا نوارہ آیا ہے۔ ابو الحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس نوارہ سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ جاتا۔ اس لیئے وہ سب آدمیون اور نوارہ کو لیکر لڑنے کے لیے آیا رخنگ کی سپاہ نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھی وہ اپنے نوارہ کو ایک طرف لے گئے۔ ابو الحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نواکھالی مین آگیا۔ جب امیر الامراء کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے ابن حسین داروغہ نوارہ اور اور امراء منصبدارون کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانہ کے اور چار سو سوار اپنے تابینیون کے ابو الحسن کی کمک کے لیے بھیجے اواسط جمادی الآخر مین ابو الحسن نے جا کر جزیرہ سوندیپ کو فتح کر لیا اور دریا کے کنارہ پر جو قلعے مخالفون نے بنائے تھے۔ انپر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہو کر دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناہ گاہ مین چلا گیا اسکے آدمی جو لومڑیون کی طرح جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر کیا اور بانوے آدمی اسکے مرد و زن سوز زمیندار کے ساتھ امیر الامراء پاس بھیجدیئے جزیرہ کی حراست عبد الکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ہزار پیادے بندوقچی مقرر کر دیئے چاٹ گام کی فتح کے لیئے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے اُنکو خطوط و عہدون کے لکھے گئے اور اُن فرنگیون کو دیئے گئے جو ولایت بنگالہ مین رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔ اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کیری کے ہاتھ پڑگئے جسکو زمیندار رخنگ نے سونا بیچ لینے کے لیئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ پاس بھیجدیا۔ اسلیئے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہو گیا۔ اسنے کرام کیری کو لکھا کہ اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع ہو گئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت و محاربہ پر تیار ہوئے اور انکی کشتیون کو جلا کر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین پادشاہی ملازمت کے لیئے آئے۔ ۲۱ جمادی الآخرہ کو پچاس جلبۂ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ سے پُر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھا نہ نواکہالی مین داخل ہوا۔

فرہاد خان تھانہ دار بہلوہ نے انکے چند سردار امیر الامرا پاس بھجوائے باقی کو اُسی پاس رکھا۔ امیر الامرا نے انکی بڑی خاطر داری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لیئے تائید آسمانی سمجھا۔ امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنے تابینون اور چند امرا و منصبدارون کو اس مہم کے لیئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ ماہ مذکور کو رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹ گام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم مین شریک کیا گیا اور کمال لشکر زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ ہو کر پادشاہ کی اطاعت مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امید وار ہو کر اس مہم مین شریک ہوا۔ یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۰ رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔ دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ پادشاہ کی طرف کپتان مور تھا خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

قلعہ چاٹگام بادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا عالم چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بھائی
تھا مع بیٹے اور خویشوں اور تین سو پچاس آدمیوں کے گرفتار ہوا اور ایک سو بیس کشتیاں اور ایک ہزار
چھبیس توپین چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور سامان مع بہت سے ہتھیاروں
کے سرکار شاہی مین ضبط ہوا سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکھا گیا جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب شریعت محمدی نہین چمکا تھا سہین اذان دی گئی۔ بزرگ
امید خان نے فتح نامہ مع شادیوں کے حضور شاہی مین بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس ۱۰۷۶

بادشاہ نے شروع جشن مین نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ
کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کین اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ
محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اسی طرح اور بادشاہزادون
و بیگموں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت و تاراج اور دکنیون سے لڑائیان

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بہ تفصیل یکجا لکھتے ہین۔
جب راجہ جے سنگہ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ
کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگہ و قطب الدین خان و
سیواجی قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگہ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول
مین رہے سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست
چپ مین متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ
ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر
ہوئے۔ راجہ رائے سنگہ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو
سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ کیرت سنگہ کو التمش کی اور
فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان اور

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائین بائین طرف دور دور قراولی
کرتے رہین دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سردارون
مین تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا اور شریک کار ہلاکہ ولایت بیجاپور
کے فرمان روا اور باشندون کے ملک جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ پادشاہ کو
جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر
کی جانب مین بہت طرح مستقر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا
کہ بیس ہزار سوار قلمی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے۔ رجمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر
قلعہ پلیٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح
کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا
اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے باردجی اور پہلادجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ کو
دریا نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہان سے قلعہ پلیٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان
یہان کا زمیندار اسکی خدمت مین آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل ہبدیرہ
(منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۶ کروہ جنوبی پر تھا۔ اور سیواجی نے
راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ ناتھورن (ٹاٹ توڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ
پلیٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی کے
فرستادون نے اسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی
صفین لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلین طے کی تھین
کہ خبر آئی قلعہ کیادن کو جو ان حدود مین تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی
خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر مین سے تین سو بندوقچیون
کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ کو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی
قلعہ منگل ہبدیرہ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنے تئین لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ راجہ دت سنگھ
بھدور کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ بڑا پُرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہے۔ ایک توپ آہنی اور دس ہنورک اور تین سو بان اُس مین تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر کر کے بند و بست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ۲۵ کو اثنا سفر مین دشمنون کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اُس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگہ و فتح جنگ خان و ابو محمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ تادیب کے لئے بھیجا تو غنیم اُس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر جنیت بنا لے فواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی جگہہ خالی پائی۔ جب وہ اُسکے سُراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا جسکے سردار شرزہ خان مہدوی اور ابو محمد بیرہ بہلول بیجاپور و خواص خان و جادون رائے کلیانی و انکو ئی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگہ و کیرت سنگہ اپنے لشکر لے کر دوڑے لشکر شاہی کے سامنے انکے پائون نہ جمے۔ عرصہ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کی موافق قزاقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہوئے ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔ ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب زد و خورد ہوئی۔ دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک ہوا۔ اور بندہ اور نامی آدمی رہے گئے اور علم و چتر و اسپ بستایہ بہت کشتون سے لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔ اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اُسنے دشمنون کو متفرق اور پراگندہ کر دیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی لشکر شاہی نے چھہ کروہ مسافت طے کی تھی اس لئے تعاقب

مین مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ مین آئی جب گنیون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑ کر لشکر شاہی کے دو طرف نمودار ہوے اور شوخی کرکے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کیے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اس کے
بعد انکی شوخی کرنے لگتے سیوا جی فوج کے ساتھ نیتا جی چنداول مین آتا تھا کہ غنیم نے اسپر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتا جی انکی مدافعت مین مشغول ہوا۔
کیرت سنگھ و فتح جنگ خان نے مدد کرکے ترددات شایستہ کیے اور مخالفون کو بھگا دیا۔
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا پھر غنیم نے راجہ رائسنگھ پر حملہ کیا قطب الدین خان
و کیرت سنگھ نے اسکی کمک کی اور دشمنون کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ مین اودیت سنگھ قلعہ دار
سنگل سیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجین جو قریب چھ ہزار کے
تھین موضع قصبہ سنگل سیدھ پر حملہ آور ہوئین اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئین
راجہ جی سنگھ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاطا اور پیش بینی سے نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے پیکار نہ کرنا اور قلعہ مین چلے آنا مگر اسنے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیون کی جان کھوئی اور آدمیون
اور ہاتھیون کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی بصلاح اندیشی
سے قلعہ مین چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آ گئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر برسے
آخر کو وہ قلعے کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبردارون نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود علی اشتہاری
کو بہیم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا اس نے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آ رہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپ خانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
راجہ رائسنگھ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہون
خبرداری کرین۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابوالمحاسن پسر تخیر و شرزہ مہدوی وغیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

آ رہے ہین۔ ایک فوج جو انکے اوپر پہنچی ہی جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
ہین کو اور دوسرا فریق لسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سطح ف سردارون کو لڑنے کے لئے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روی گردان ہوئے جب
کارزار کے پیش روانکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز ان پر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی بہو آدمی انکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخرکار دکنی فرار ہوئے۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگھ کہ ہراول
تھا اسنے ترددات نمایان کئے۔ دلیر خان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم عرصہ
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرہ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسکو آلات و ادوات
قلعہ داری سے استحکام تام دیا سوا متفرق آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین داخل کئے اور نورس پور اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوؤن باؤلیون کو زقوم و خاک سے بھر دیا غرض لشکر شاہی کو جو کچھ
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین ہو بیٹھا اور اپنے سردارون اور افواج کو باہر بھیجکر لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی
وغیرہ اور چند اور اسکے لشکر کے سردار ولایت بادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہو کر
محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جاوے۔ اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین و کچھ لشکر کو

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیوں کی ایک جماعت کو دست چپ میں اور ایک مرتبہ عقب میں خبرداری
اور کمکی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتیں اہل کمکی کی خبرداری کے لئے
جاتی تھیں ایک دن جادون رائے اور دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو جاتے تھے
انھوں نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایاں ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان جو اس لشکر
اسطرف دور تھے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفوں نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کی طرف آئے
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت باباجی بھوسلا و شرزہ
راؤ اور اور دکنیوں کے جو راجہ رائسنگھ کے دائیں طرف تھی مقابلہ میں آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنوں پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگہ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان داؤد خان کچھ و کہیت
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادہ کارزار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر ٹھہرا خبر کا
انتظار کر رہا تھا تا مبردہ بالا مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی میں ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دے کر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعہ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مدنظر نہ تھا۔
اسلئے وہ توپخانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہوا صد اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہیں
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تخت
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مخالفوں نے
تالابوں کو توڑا اور قلعہ کے اطراف میں کنوؤں اور باولیوں کو خاک سے بھرا اس نواحی میں
کوئی اثر آب آبادانی کا نہیں چھوڑا تھا پانی کی قلت تو تھی لشکر میں غلہ و آذوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیراندیش دولتخواہوں نے صلاح دولت و مقتضائے مصلحت
یہ جانا کہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجئے جسنے ملک شاہی میں آنکر فساد مچا رکھا تھا
۸ رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ سنگل سیدھہ کی طرف کوچ بہ کوچ کیا

۱۵ کو دریائے بھیوڑہ کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اس دن راجہ صاحب اپنے ڈیرہ گاہ میں پہنچا تو دشمن بطریق معہود صف بستہ کھڑا تھا لشکر غنیم بطریق معہود چنداول کے عقب میں آتا تھا وہ داہنے بائیں یسار میں نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسری فریق نے داؤد خان کی طرف اور ایک فوج نے راجہ سجان سنگھ سے مقابلہ کیا سب جگہ لشکر شاہی سے مخالف نے ہزیمت اٹھائی اکثر اوقات دشمن فرصت میں ایل کبھی پر دست اندازی کرتے تھے لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنوں میں راجہ جیسنگھ نے سیواجی کو قلعہ پتالہ کی طرف تعین کیا تاکہ مخالف مذبذب ہو کر کچھ اسطرف مشغول ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو قلعہ کو مسخر کرے یہ معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور سردار جو لشکر شاہی میں داخل ہوئے تھے وہ نبیرہ بہلول اور ابو المحمد سے ملحق ہوئے ہیں پرنیدہ کی جانب سے مخبروں نے خبر دی کہ سکندر بیرا در فتح جنگ خان وہاں سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پرنیدہ سے چار کروہ پیچھے آیا تھا کہ شرزہ مہدوی اور افواج غنیم نے خبر پاکر اسکو پیغام دیا کہ ہمسے ملاقی ہو اس نے بمقتضائے صدق عبودیت و رسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصہ کارزار ہے۔ دشمن کے چھ ہزار سواروں نے اُسے گھیر لیا۔ اسکے ساتھ سو سوار تابین اور ساٹھ سوار اور تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا وسکو دشمنوں نے میدان جنگ سے اٹھا کر شولاپور بھیج دیا۔ راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لیے چند روز قیام کیا۔ دیانت رائے کہ عادلخان کے معتمدوں میں تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس پیغام لایا۔ جو مراسم اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو دیئے۔ عبد العزیز خان بخاری کو منگل بیدھ کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور داؤد سنگھ قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی میں تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شائستہ سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان قیام کرے اور وہاں احمال و اثقال کی تخفیف کرکے سبکبار ہو اور ولایت بیجاپور کو دوبارہ جاوے۔ ۲۴ کو دریا سے پار سفر کیا معلوم ہوا کہ سیواجی نے قلعہ پنالہ کے

پیچھے جا کر اواخر شب میں اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی محصورین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے
سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ میں چلا گیا جو قلعہ
پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سرلشکر نیتاجی جدا ہو کر مخالفون سے جا ملا ۲۶ کو
لشکر شاہی موضع لوہری میں آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر
لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیرخان و داؤد خان کی فوجوں کے درمیان
راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ میں سے سات ہزار سوار جدا ہو کر راجہ اور داؤد خان
کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیرخان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ
کو فوج التمش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیرخان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر
میں سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیرخان
کی طرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان
مذکور سے جا ملا۔ ایک پہر دن باقی تھا کہ دلیرخان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی
دلیرخان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے
بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی میں ہزبر تھ
کے ۱۲ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے
دکنیوں نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی
نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی میں ایک سو نوے آدمی بادشاہی
لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی
ہوا اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہبانہ خان ہمراہ ان کے
زخمی ہوئی لشکر شاہی تین منزلیں طے کر کے غرہ شعبان کو قلعہ پرنیدہ سے آٹھ کروہ پر آیا
اور بمقتضائے مصلحت یہاں چودہ روز قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادلخان سے
متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے تھے
اب اپنے خواجہ سرا انیک نام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا مین سے تھا۔ شاہ عباس نے اسکے عالم بچپنی مین ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ پادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن مین آیا اور قطب الملک کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے چہہ کروہ پر ٹھیری اور وہ خود دلیلخان پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سرداروں مین سے سیدی جوہر نے آن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مرگیا اور اسکے رفیق متفرق ہوگئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگھ ہیدوریہ کا نوشتہ قلعہ سنگل سیدھ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے راجہ نے داؤد خان اور راجہ رائسنگھ و قطب الدین خان کو لکھا کہ وہ دشمنون کو قلعہ کے نیچے سے ہٹا دین وار کو خبر آئی کہ دشمنون نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور وہان سے چلے آئے۔ ظفرآباد و کلیانی وا وسرہ دوگیر کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول نے ملک پادشاہی مین آنکر ہلچل ڈال رکھی۔ نیتاجی نے جو سیواجی سے جدا ہوکر دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۵ کو نواحی پرینڈہ سے کوچ کیا۔ دھاراسیون دبیجاپور کی راہ سے روانہ ہوگئے کہ دوبارہ ولایت غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین یا درلشکر مخالف کی تنبیہ و تادیب کرین مارو بجا بسونت راے قلعہ پھلتن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضاے مصلحت پھلتن کو سیواجی کے خویش مہداجی کو جاگیر مین دیدیا۔ وہ پادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور بسونت راے کو اپنے پاس بلا لیا۔ موضع دوہوکی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

قلعہ مٹی کا تھا اور اسمین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان اور نارو جی انکو دم
اسکے نیچے توپ خانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگ کر باہر چلے آئے۔ اسمین ایک سو سپاہی
اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجاپور
لشکر شاہی آیا۔ یہان خبر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیون نے ۱۸ شعبان سے قلعہ کلیانی
کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے۔
بہت آدمیون کو مجروح کیا۔ نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفر آباد کی طرف چلا گیا۔ ۱۲ کو
راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا ۱۸ کو تلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسرے روز
قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہان پہلے سے ستیناجی کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے
بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت
آدمیون کو زخمی و کشتہ کر کے قلعہ و قصبہ لے لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا
گیا۔ ۲۱ کو سیلنا مین لشکر آیا۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا ....
اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہان چند روز اقامت کا
اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورون نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی
قلعہ لشکر شاہی کے تصرف مین آیا راجہ سلیمان بیجاپور یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا
راجہ جیسنگھ نے بمقتضائے مصلحت و کارآگہی نیتاجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس
بلالیا۔ دشمنون سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سیواجی بادشاہ کے
پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب مین لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی
کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے
بادشاہ پاس روانہ ہوا جسکا مفصل حال آگے پڑھوگے۔
پنالہ سے آگے دو کروہ پر اہل کھیی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ عبدو نے دتاجی کو
گھیر کر مار ڈالا۔ اور بہرہ مستم راو زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید سجان و
لبونت راے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

ابوالقاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو
گیا اُسنے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ انکو اٹھوا کے مسلمانون کو زمین میں
دابا۔ اور ہندؤون کو جلایا۔ راجہ رائسنگہ بھی کمک کو گیا۔ دشمنون نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو
لشکر نیلنگہ سے اوسر کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کیے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ
مہدوی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار نبیرہ بہلول تھا خبر آئی
کہ شرزہ خان فوج لیکر اہل کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجین
داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئین راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کو کمک کے
لیے بھیجا اُسنے جاکر مخالفون کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا لشکر مین داؤد خان و
قطب الدین نے دواب کہی کو سالم روانہ کیا اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی
اور بہت دشمنون کو مارا جب دشمنون کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی
سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنون کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔
راجہ جیسنگہ خود سوار ہوکر رزمگاہ مین آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی تین
سمت طرف مخالف قابو ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے۔ کہی کی فوج اور بارگیر
کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی مین پہنچنے دیتے تھے لشکر شاہی نے انکو سب جانبون مین ہرایا
اور بھگایا۔ اور سب فوجین فتح پاکر اپنے لشکر گاہ مین آئی تھین اس فتح مین دو سو
سپاہیون نے نقد جان کھویا اور چار سو بیٹھے آدمی زخمی ہوے۔ اور ایسے دو چند آدمی
لشکر مخالف مین مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس مہدوی مخاطب شرزہ خان جو
اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگری مین ماہر تھا گولی اور تیر سے
زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا۔ کہتے ہین کہ اُس آوینرش مین گولکنڈہ اور
بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی۔ چند روز بعد سیوم ذیقعدہ کو ....
رتبہ نیراگو اس طرف دشمنون کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ
آدمیون اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب الدین خان سے دشمن

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے اور نبیرہ بہلول و انکوجی بھوسلہ و یاکجی کہواپرہ اور
بیجاپوری مرہٹے و شرزہ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئی -
اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت
جنگ ہوئی دشمنون کا مقابلہ سے منہ پھیر گیا - بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے
دلیر خان اور راجہ جیسنگہ نے مردانہ کوشش کرکے دشمنون کو بھگایا اور سات کوس تک
تعاقب کیا - پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن و زرہ و بان اور
اور ہتیارون سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسے ہی قطب الدین خان
اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی - لڑتے لڑتے شام ہو گئی تو میدان جنگ سے فوجین
اپنے مقام میں آئین - دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور
ہزار آدمیون کے قریب زخمی ہوئے لشکر شاہی میں سے ایک سو پینتیس آدمیون کی جان گئی
سات سو چورانوے آدمی زخمی ہوئے - پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کے کنارے
پر آیا - جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا - چونکہ مخالف ایک جگہ نہین ٹھیرتے
تھے اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت میں آویزش کرتے
ہین جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑون کی پائے
مردی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے - پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے کھڑے
ہو جاتے ہین لشکر شاہی بسبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب میں
مسافت بعید نہین طے کر سکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے میں یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کر کے
دشمنون سے لڑیئے اور انکی تنبیہ و تادیب ایسی کریئے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو
اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سردارون کو حکم دیا کہ
وہ بھی اسی طرح سبکبار ہون اور کل احمال و اثقال کو فتح آباد (دھارور) میں بھیجدین
بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگہ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار پانچ سو آدمیون کے
ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا - ۲۲ ذیقعدہ کو اسنے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہان بتاتے تھے کہ دشمن موجود ہی۔ ساڑھے
پانچ کوس جریہی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی
خبر سنکر دھاراسیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ فوج شاہی موضع سہرجی مین
آئی جو اعمال پرینده مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز
دریاے بھیوره مین منزل ہوئی۔ مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے
تین کروه پر جمع ہوئی ہین۔ عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین
مقیم رہی کہ لشکر شاہی ان حدود مین ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج
کو حیدرآباد بلا لیا۔ لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ بیکار
سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے
برشگال کا موسم آگیا تھا۔ آمد و رفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان مصلحت
یہ جانا کہ چند روز زخمیون کے علاج کے لئے اور سرب بارود کے جمع کرنے کے واسطے
اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جا کر ٹھیرنا چاہئیے کہ وہان کاه
و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہی۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون
کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار۔ تیرون کے
پر اڑ گئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان سپاہیون سے جان سے عاجز ہوئے
دونو طرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہی۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ
کا اظہار کرکے امان طلب ہی اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین حساب
لاف و گزاف رہ و تون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کے گوشت و
استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہو چکا تھا۔ جب بادشاہ سے حقیقت
حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصره چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد
چلا جائے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول
جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آئے قلعہ منگل بیده کا استحکام اور اسکے

اوسکے سامان اسباب ورلوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکران حدود سے چلا جائے تو وہ دشمنوں کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلئے وہان کی سب باروت منگا لیا اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگالیا۔ باقی کو آگ لگائی اور سپاہداروں سے قلعہ کے کنگرون کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے ۸ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا خلاصہ یہ ہے کہ اورنگزیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو دو مہینے مین طے کر کے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہان سات روز سے زیادہ نہ ٹھیر سکا۔ ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین۔ کیا کیا سردارون کے سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن رزمگاہ مین زاغ و زغن کے طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دو سو نام و نشان والے آدمی نذر تیغ و ہدف تیر و گولہ و توپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز تک لشکر پر خواب و خور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا ہوتے۔ سوا اس کشت و خون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا۔

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس مہم مین سیواجی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ اس پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی ہوئی دوسرے مین بہت وعدے کئے اور لکھا کہ دلی مین آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی۔ راجہ جیسنگھ کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیواجی کے دل مین دلی جانے کی خواہش پیدا کر دی اسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارکین ایسے گڈھ مین آتے ہین اتنے عرصہ مین کہ یہ سردار جمع ہون۔ وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام کی تعمیل کی تاکید کر آیا اور پھر اپنی دار الحکومت مین چلا آیا اسنے مورو ترمل پنگلی

سیواجی کا دلی مین جانا اور بھاگنا

اور آنا جی سونودیو اور اناجی دیو کو پورے اختیارات اپنی ممالکت کے دیئے۔ سواے اسکی
مملکت کو بہت وسعت ہو گئی تھی۔ کونکان مین چول تاک تونڈا کے قریب اور جہتا گھاٹ
مین دریاے بیرا سے رانگنا تاک پھیلتی تھی سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا
اور پانچ ہزار پانسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لیئے جب وہ
دہلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جیسنگھ اور مخلص خان ایک بے حقیقت
سردار کو اسکے استقبال کے لیئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر
بھی اس نے اپنے تئین بہت روکا اور دربار مین پندرہ سو اشرفیان اور چھ ہزار روپئے
کل ستیس ہزار روپئے کی نذر گذرانی۔ بادشاہ کے اشارے سے اسکو پنجہزاری منصب داروں
کے جرگہ مین بٹھایا۔ یہ منصب اس کے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر
کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگھ نے بادشاہ
کی جن مہربانیوں کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر
کو اس نے نہ پایا۔ بادشاہ کے دل مین اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا
اتنے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لیئے موجود کیئے گئے تھے اسکو عطا
کیئے جائین اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز حرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ
فکر مین ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کر کے ایک گوشہ مین
چلا گیا اور صاید تیر خوردہ کی طرح جو دام مین تازہ پھنسے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک
ساعت کے بعد ساختگی و بجنتہ کاری کی سانس بحال ہوا اور کنور رام سنگھ سے مخاطب ہوا
اور شکوون و گلون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہرچند
کنور رام سنگھ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بادشاہ سے داب و آداب کے خلاف
اسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے حکم نہ دیا بغیر اسکے کہ عنایات بادشاہانہ
عمل مین آئین اسکو رخصت کیا۔ رام سنگھ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگھ کے گھر کے پاس
اسکے اترنے کے لیئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور بادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جیسنگہ کو حقیقت لکھی جاے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صوابدید ہوگی عمل مین آئیگے۔ حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ مجرے کو آیا کرے۔ بادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف منزل گاہ پر چوکی بیٹھا دے۔ راجہ جیسنگہ کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا جی کی صورت حال و کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اُسنے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ اسکے باب مین جو اصلاح دولت جانے وہ لکھہ بھیجے کہ صوابدید اور اسکی ملتمس کے موافق سیوا جی سے معاملہ کیا جائے۔ دو تین روز تک جب سیوا جی نے بادشاہ کی بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا۔ رات دن اسی اُدھیڑبن مین تھا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن۔ اُسنے امرا اور کنور رام سنگہ سے رفق و مدارا پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال مین بادشاہ کے فرمان کے جواب مین راجہ جیسنگہ نے لکھا کہ مجھہ فدوی نے سیوا جی سے عہد و پیمان کئے ہین اور مین ابھی تک اس مہم مین مشغول ہون۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو مین بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال مین سرافراز اور بادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجراء کے لئے مناسب ہی ہے۔ اُسنے مجھہ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف نہین کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی۔ بادشاہ نے راجہ کی اس عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اُس کی منزل گاہ سے پہرے اٹھا دے۔ مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر وضع کر کے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ مین لکھا ہے باقی اور دل لگی کی داستانین گھڑی گئی ہین کہ اس نے اپنے کامون کی حجالت و ندامت

ظاہر کیا۔ آخر کو تمارض سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جگر کے
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ ویدکون سے مرض دق وسل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین زار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب طب و رفقا کو انعام اور برہمنون کو دینا
غلہ خام و نقد ہندو مسلمان مستحقون کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سے
منڈھ کر اور طرح طرح کی شیرینی انمین بھر کر امرا کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجتا۔
جہان اُسنے اپنی بھاگنے کی جاے مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے راہوار
اس بہانہ سے بھیج دیے کہ وہ برہمنون کو بخش دیے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہم راز و ہم دم محرم رفیق بھی بھیجدیے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع سونے
کے کڑے کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میرے روانہ ہونے کے بعد باریک کپڑے کی پگلائی
سر پر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیوا جی سوتا ہے پھر وہ
خود اور بیٹا دونو ٹوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انمین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۷۶ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا اور
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اُسنے داڑھی مونچھین منڈوا دین
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے رازدار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیوا جی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اُسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیات بیٹھی ہوئی ہین۔ ہرکارہ نے پھر سابقہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی پلنگ کے نیچے دکھائی
دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیوا جی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے پاداش دیئے
آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیوا جی بھاگ گیا بادشاہ نے جانا کہ رام سنگہ کی
سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلیئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کردیا اور
حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرز بردار صوبہ داروں کے نام احکام
لے جائیں کہ جہاں سیوا اگر تیرہ پا ملے اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ
جے سنگہ مہم بیجاپور سے فارغ ہوکر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ
پہلے اس سے کہ سیوا جی کے بھاگنے کی خبر پھیلے نیتا جی پالکر کو مقید کرکے حضور میں بھیجدے اور
پھر اس مرغ از قفس جستہ کی جست و جو میں مشغول ہوا اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت
فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ
تھا۔ اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کیئے گئے سیوا جی بنارس کی
سمت میں بھاگا تھا۔ وہاں چار پانچ روز تلک یا ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار
رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب ہٹوں کی کتابوں سے سیوا جی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے
ہیں کہ جب سیوا جی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کردیا تو وہ بڑا
سٹ پٹایا اور کچھ توقف کرکے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے
کے لیئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں
دہلی ان شرطوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بہلایا اور وعدے کیئے کیسی کیسی خدمات میں نے
کیں شرائط حضور نے لکھ دیئے ہیں میں نے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کیئے۔ اب بھی میں
لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لیئے مدد
کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے اپنی
جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب و ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ او

اورنگ زیب نے عالم لوٹلے کا جواب اسکو
نہ دیا اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین سازگار ہے۔ اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزلگاہ کے گرد پہرہ چوکی لگادے
اور اسکی نگاہ داشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو۔ سیواجی اشکایت آمیز عرض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیواجی کی جمعیت
کے گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہوگیا۔
سپاہیون کو دور کی سوجھا کرتی ہے سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہوگیا۔ رام سنگہ اسکا رازدار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کیے تھے انکے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملاقات
کو نہ جاسکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجا رہتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین دیا بنایا کہ اسکی سلطنت بحالی کے لئے کافی تھا اس نے
اپنے تئین بیمار بنایا۔ ویدکون سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تئین سخت بیمار ظاہر
کیا پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو بین دان دینا شروع کیا اور
ویدکون کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائی
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشنائون کو اور مسجدون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنے شروع کیے اول اول پہرے کے سپاہیون نے
نوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جان لیا کہ ان مین مٹھائی ہوتی ہے چند دنون
کے بعد سیوا ایک پٹارے مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان نوکرون کو
نوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ
پہنچایا۔ پھر دہلی کی نواح مین اسجگہ وہ آیا جہان اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا

اسپر چڑھا اور بیٹھے کو شنہ بالا بنایا دوسری دن متھرا پہنچا۔ یہان بعض برہمن اور
اسکا خیرخواہ دوست نیتاجی پابوس رائے انتظار کر رہی تھے۔ انہون نے اسکے لیے
سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دلیش کے برہمن کا ایک خاندان یہان رہتا تھا
اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موٹھم بل نیاک جی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے
یہان رہا۔ پھر دکن مین پہنچا دیا گیا سیواجی گسایئن کے بھیس مین بہت سے تیرتھ گاہون
مین جاتا [illegible] کو گیا۔ مگر اسکے دکھن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد
دسمبر ۱۶۶۶ء مین راے گدھ مین آیا —

اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنیئے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا
ارادہ ہوا تو اسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان لکھا
اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ
جیسنگہ بھی اسکی جان و آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلیے سیواجی بھی مطمئن
ہوکر دلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دلی مین شائستہ خان کی بیوی
بھی اس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب سے
سیواجی یہ دیکھ کر کہ شہر مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار اسیر لگے رہتے ہین
ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے سے محل مین بیگمات کو بہت رنج و افسوس
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کو ہی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت
دیکھی تو اسکے ہوش اڑ گئے اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو
نہ دیکھ سکا وہان سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ
صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ گو کرون یا بیشارون کی باتین مرہٹون نے جن کی
عادت مین تاریخ کے ساتھ کہانیان جوڑنے کی ہی لکھی ہین —

اس ملاقات کا نتیجہ یہہ ہوا کہ پادشاہ بجاے اوسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بنانا

جو اسکے قدمون تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنا لیا۔ عالمگیر نے یہ سمجھا کہ ساری ہندوستان
مین کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہی کہ وہ مہمات دکن مین خدمت گذاری کامیابی
کے ساتھ سیواجی کی برابر کرسکے اُسنے یہ سمجھ کر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب مین
دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطرداری نہ کی۔ اپنی شان و شکوہ کی نمود
کے لیئے اسکو پنجہزاری منصبدارون مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام
نہ بنایا جس سے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہو کر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اُسنے کام
کیئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو
روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جاکر اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ
اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کیئے اور آئین محبت و الفت
و وداد اور قانون یکجہتی و اتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین۔ بعض
اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت بادشاہی کی سرحد مین
لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایکسال بعد تربیت خان
فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی
کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ متعین
کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب انجام
دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ بادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا
تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ
حال بتفصیل معلوم ہوا۔ بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۷ھ ۱۶۶۶ کو کابل مین
صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کیئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر
تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے اونکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود۔۔

[illegible]

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے
مرض مین مبتلا ہوا اور چند روز مین مر گیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے
مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف اُٹھتا۔ اب مروت و فتوت کا اقتضا نہین ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے
اسنے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جاے اور اُلٹا حضور مین آئے
خافی لکھتا ہے کہ عبد القوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے
اسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت مین اسکو سامنے
بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدین و راستی و صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر
وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے
اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لیجا کر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر
لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون تو اعتماد خان نے اسیر او تنبیہ کی
فقیر نے کہا کہ مین اصل حال آپ کے کان مین کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُس کے
کان مین بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے
چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لیکر اعتماد خان کے ایسی
ماری کہ اُسے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکرون نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیرنامہ
مین لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے
ان ایام مین چند بے سروپا مغلون کو جاسوسی کے شبہ مین گرفتار کرکے بادشاہ پاس
بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کیلئے مامور کیا
اعتماد خان نے ان ترکمانون مین سے ایک سپاہی وضع کو بے قید و زنجیر کے خلوت
مین اپنے پاس طلب کرلیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہان باہر گیا اور ایک خادم
پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لیکر آیا اور خان مذکور کے ایک ضربت ایسی لگائی
کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا۔ اسکے پاس کے آدمیون نے اس قاتل کے ٹکڑے اُڑا دیے۔

خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جیسنگہ نے دکن مین دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا پادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اسکی حراست کے لیے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جسکا آگے بیان ہوگا۔

پادشاہ نے دلیرخان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کوکیون سمیت دریاے نربدہ سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ ابھی ملار زمیندار چانده کی گوشمالی کو جاے وہ اس حکم کے ورود ہونے کے بعد زندولہ خان و راجہ سجان سنگہ و راو بھاو درو قادر داود خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان کے ساتھ ملک چانده کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خان صوبہ برار مع اس نواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چانده کی سرحد پر یہ پہنچے تو اسکے زمیندار پر دہشت غالب ہوا اسنے اپنی مدارالمہام ناکیا کو دلیرخان پاس بھیجکر اسسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیرخان نے اس کو فضل و کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ ناکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے دھکسکے موضع ماندورہ سرحد چانده پر دلیرخان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیرخان کے آگے پیش کیے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپیے چند شتر و فیل عرابہ بیرلا و کر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کیے۔ دلیرخان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس شیا مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ و ہاتھیون کا سامان کرکے اولیاء دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپیے دلیرخان کو جو اسلام کا

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپئے پیشکش
مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ نانک درک کو جو اس ریاست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو
پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کریگا۔
اور رام سنگہ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کردیگا۔ دلیر خان نے ان سب باتون کی
منظوری پادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیر خان نے
بابجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلا کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کرین۔ محمد لطیف کو
قلعہ نانک درک کے انہدام کے لئے مقرر کیا اسنے ایسا کیا کہ تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر
کیا۔ آہمن چاہجار روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور پچاس ہاتھی اور تین ہزار اشرفیان اور ایک ہاتھی
بند وقچین لشکر شاہی مین ارسال کین ور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیوگڈھ پر تھا مسمار کیا۔
دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بابجی ملار راؤ علیل مریض تھا اسکی
ولایت مین خلل پڑ رہا تھا اور باشندے ورعایا بھاگ کر متفرق ہوگئے تھے۔ دلیر خان
نے اسکو چھوڑ دیا اور اسنے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ
لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین مچلکہ لکھایا اور باقی تیس لاکھ روپیہ بتدریج
تین سال مین ادا کرینگا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے
جو خلعت اسکے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڈھ کی جو سرحد چانده سے متصل تھا اسکی
تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کئے اور یہ
مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب نصف کے پیشکش
وصول کی۔ راجہ جسینگہ بیمار ہوکر مر گیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑگیا۔ پادشاہ نے حکم
فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جاسے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا۔ دلیر خان نے
دونون زمینداروں سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادرداد خان کو مقرر کیا۔
خود اورنگ آباد روانہ ہوا

سوانح سال دہم جلوس سنہ

پادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے آیا۔ اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے سیواجی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے فتنہ کر کے شعار و آداب مسلمانی کو ختیار کیا تھا۔ پادشاہ نے اسکو منصب سہ ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ پادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و صنعا کی ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسنگ پادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ پادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ ہ شوال سنہ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ارکان دولت کی مصاحبتون کی وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگہ و راجہ رائسنگہ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگہ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگہ کو لکھا کہ جسوقت احمدنگر آباد مین شہزادہ آئے اس وقت وہان سے روانہ ہو کر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہو کر مر گیا۔

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قراباغ تھے بعض سببون سے ان حدود سے وہ پراگندہ ہو گئے اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکمروا سے کابل تھا وہ کابل مین آئے مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کو سرزمین سواد و بجور مین چلی گئین یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ اول اسکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار بنین اور پھر کار فرمائی کر کے قوم سلطانی کو اڑا کر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کر لیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھا دیا۔ انہین سے بعض جنکے سبب سے اب تک اس مرز و بوم مین مسکن رکھتے ہین اور ترک یورت قدیم کو دشوار سمجھتے ہین۔ غرض سے سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی ان دیار مین

شاہزادہ محمد معظم کا دکن [illegible]

[illegible] اقوام یوسف زئی [illegible]

بستی ہین وزدی اور رہ زنی کرتی ہین بیگاہ انکا سواد اور بجود ہے اور پہاڑ سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کوہستان کا طول بیس کوس اور عرض بعض جگہ بیس کروہ اور بعض جگہ پندرہ کروہ ہے خوش مرغزار اور گلشن با کیزہ جنگل آن پاس ہین سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آن کر پشاور ہین بہتا ہے اور چوتھی جانب ہین کوہ شمالی ہے حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد مین معرکہ آرائیان زین خان کوکلتاش و بیربل و حکیم ابو الفتح نے یہان کین انکا بیان اقبالنامہ اکبری مین مفصل لکھا گیا ہے غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر نہین نکالتی تھین اگرچہ وہ خود سر تھین با جگدار نہ تھین لیکن وہ اپنی حدود سے باہر قدم نہین رکھتی تھین ان دنون مین انکے سردار بہاکو نے فساد اٹھایا اور اس قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ خوشاب کے ملانون مین سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا — بہاکو کی صلاح دینے سے پانچہرا افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑھ گئے یہ قلعہ حدود پکھلی مین تھا جس کے مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ مین تھا۔ غدر و مکر سے اس قلعہ کو انہون نے لے لیا۔ اور ان حدود مین شورش انگیزی شروع کی افاغنہ یوسف زئی کے ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک مین اپنی حد سے باہر قدم رکھا اور ملک اٹک پر دست تعرض دراز کیا۔ جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع نگارون سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے نیلاب کے نواحی کے جاگیردارون و فوجدارون کو جمع کر کے حتی المقدور اس طائفہ کی تادیب مین مشغول ہو امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزاری سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے۔ کامل خان نے شمشیر خان کے پہنچنے کا انتظار نہین کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گکھرو

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون
کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم
یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس نے
کامل خان نے مدد طلب کی تھی امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد قلی سلطان
گکھڑ و راجہ رام سنگھ بھدوریہ ۱۲ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی
بھی دریائے نیلاب سے اس طرف نکل کر گذر ہارون پر جنگ و پیکار کے قصد سے مقیم
ہوئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفوں کے پچیس ہزار سوار
اور پیادے اتر آئے تھے ان میں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں مستعد ہوئے
سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ و پریشان
دریائے نیلاب میں گرے لشکر شاہی انکے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار
آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر
دریا کے تین شعبے ہیں ایک ان میں پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت
لے گئے لشکر شاہی نے مفسدوں کے چار سو سر اتارے۔ کامل خان نے انمیں سے
ایک سو بیس سر پشاور بھجوائے اور باقی سروں کا مینار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت
ہو۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت فیل دیا اور منصب میں پانصدی
دوصد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چار روز
طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک میں گھس گیا
مخالف موضع ادھند میں جو حصہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے
جمع ہوئے۔ بادشاہ نے مصلحت وقت جان کر محمد امین خان بخشی کو کابل کا
صوبہ دار کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ
۲ ذیقعدہ کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی
کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیاں یوسف زئی سے محمد امین خان سے

پہنچنے سے پہلے ہوئیں اور یہ قوم مغلوب منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان
عبدالرحیم ملازم امیر خان کابل نے لشکر کوہی کے ساتھ مفسدون کی ولایت میں پہنچ کر اور سرزمین
مندر میں اُترے۔ یہ مقام کوہستان یوسف زئی سے باہر یوسف زئی کا محل کشت و زراعت
میدان کرد فرہے۔ یہاں کے موضع اچھے ہیں کہ دھند کوہستان سے پٹھانے بٹھانے اور مورچال
لگانے اور تنظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسف زئی کے مساکن ہیں وہاں کے دہات
اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ
یوسف زئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور و پنج پیر و مرغز میں فساد
اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج پیر میں شکست
دی اس جنگ میں شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مفسدون کے
اکثر قریے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد
شمشیر خان نے پنج پیر کی بائیں جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا
نشان نہیں چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے سبب
بھاگوا اور یوسف زئی کے اور ملکون نے الوس کوزئی اور ملی زئی کو جو اہل سواد اور بنیر میں
جمع کرکے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہوں نے سپاہ ناصحور کے ساتھ
موضع منصور میں آکر مورچال مستحکم کئے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز
لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کرکے ان سے لڑنے گیا۔ افغانون نے ثبات و ہمت
و تدبیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو دیکھتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے
سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے آپ سنبھال لیا سخت لڑائی
ہوئی۔ یوسف زئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چلی پیاسی تھی بعضے بھاگ کر
پنج پیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلہ حیات انکا بجھ گیا۔ ایک گروہ نے آئی سے قسم لیا
سرائے عالم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع میں کوشش آویزش میں ثبات کیا
شمشیر خان انکے دفعیہ میں مشغول ہوا جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کرسکا تو

ودر نا لشکر شاہی گھوڑون سے اُتر کر پیادہ پا اور سپرون کو منہ پر لگا کے مردانہ وا
کوہ پر چڑھا بعض دشمنون کی جان لی بعض کو امان دیکر دستگیر کیا مین سو آدمی جنمین
چند معتبر ملک لوسات تھے مقید کئے۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ
منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک مین آگیا اور اسنے انکے مساکن و
مواطن کی تخریب مین کوشش کی۔ پادشاہ کا حکم اس باب مین آیا کہ شمشیر خان کو اوہند مین
چھوڑکر اور اسکی کمک کو فوج بھیجکر تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام اس
مہم مین کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۳ ربیع الاول کو موضع لکی مین پہنچکر شمشیر خان کو اوہند
سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم اذمازی کے ملکون کو جنہون نے
اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکر اپنے وطنون کو رخصت کیا اور
انکو کہدیا کہ اطاعت کروگے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امن مین رہوگے۔ فریق یوسف زئی
سے قوم شیر پاؤ شہباز گڈھ سے کوہ کرہ مار تک جا بجا سکونت رکھتی تھی۔ اور موقع پاکر دزدی
کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڈھ مین گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا مین داخل ہوا
اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھ ہزار مویشی پکڑ لئے۔ محمد امین خان موضع [illegible]
مین آیا جو کوہ سواد پر واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لیے
لئے۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو اوہند مین آیا اور شمشیر خان کو مہم کا اہتمام
سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۶ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی
۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچہزار روپیہ
اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپیہ اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو
تین ہزار روپئے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با ساز مینا کار و محمد منصور برادر عبداللہ خان
والی کاشغر کو خطاب ناصر خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ ملا۔ ۲۶ ربیع الثانی
رستم بے ایلچی عبدالعزیز خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور نو ہزار
روپیہ اور اسکے ہمراہیون کو ۱۶ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

جشن وزن شمسی

خلعت و اسپ با ساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو با ساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور بیس ہزار
روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس سو مہری اور اس کے
رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئی۔ اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اسکے رفیقون کو
دو لاکھ روپئے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب
اور ایشم والی آورگنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع گران بہا
والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوئے کہ ہندوستان کی امتعہ
خرید کر کے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو جوئباری خواجہ ہین
ہر ایک کو پانچہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکون کے سفیرون کو
دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکون کے
پادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اسکے دربار مین آتے تھے۔

عبداللہ خان والی کاشغر کا بطرف بیت اللہ جانا -

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبداللہ خان والی کاشغر بیٹے کی
ہاتھ سے تنگ ہو کر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بیسروسامانی کے ساتھ
ان حدود مین آیا ہے چند اہل و عیال اسکے ہمراہ ہین۔ پادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق
کو مہماندار مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ
ایک سو گھوڑے با ساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی با ساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و
ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر پر
تنخواہ کر کے بھیجے۔ محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے تعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا۔ حکم
گیا کہ عبداللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافت مین تقدیم
کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچا دے اور سب
طرح سے اسکی مہمانداری مین مشغول ہو۔ جابجا حکام فوجدارون کو مہمان نوازی و
مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو
پادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

عبادت خانہ مین بلا کر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبتہ اللہ
سامان درست کرکے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہہ بڑی خدمت گذاری ہوئی
دس لاکھ روپیہ اس کی مہمانداری مین صرف ہوا۔
عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیرنامہ محمد کاظم زیادہ رہنما تھا
دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کردیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی موسنخ قلمبند نہ
کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور
بتفصیل ایسی نہین ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابون سے باقی
حال مین لکھتا ہون یہ ہین۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعد خان نے خفیہ لکھا ہے اسمین
واقعات دکن مین قلعون اور ملکون کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جو ان
مہمات مین پیش آئے انکا ذکر نہین کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا رخ چھپایا ہے۔ دوم
منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ
عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سن کر
ایسے لکھے ہین جنمین عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے
حال لکھے ہین نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو بھونا تا ہے اور عالی
کی مضحک نظمین نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹون نے لکھی ہین اور انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین اُن تاریخون مین افسانے اور کہانیان بہت ہین تاریخ کم ہے۔ چہارم
وہ تاریخین جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ مین ہندوستان مین موجود تھے لکھی ہین جیسے فرانسیسی
ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امرا
کی مجالس سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس
مین ہوتی ہے اور کیا کیا طرافتین آمیزش اسمین خرچ ہوتی ہین اس اجنبی ڈاکٹر نے اس اپنے
آقا کی مجلس مین جو باتین سنین انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکے انمین لگا کر
ایک ایسی دلچسپ تاریخ لکھدی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ مین پڑتے ہین۔

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے —

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست ویکم

روز بروز امور شرعی کے اجرا اور اوامر و مناہی الہی کے پاسداری مین بادشاہ کی
تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پانڈری وغیرہ
موقوف کی جاوے جس سے لاکھون روپئے کے آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی و
مسکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین
ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لئے
جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے محصول کے
بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔
کلاونت نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے اپنے سرود و خوانی سے توبہ کر کے
انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ
ایک جماعت کلاونت اور قوالون نے بڑا ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے
اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے۔ جب بادشاہ نے
جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونت نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اس کو
مدفون کرنے کے لئے لے جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا
اور ندا نہ آوے —

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی
کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین مین اس جھروکہ
درشن مین اپنی صورت دکھلاتے تھے۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبرآباد
مین مشرف ہے۔ امرا و مجرائی کے سوا اس وقت سیکڑون کے لاکھون زن و مرد
دعا و ثنا بجا لاتے تھے اور قوم ہنود مین ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ
درشن کے نیچے جا کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیر نے

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین بادشاہ نے سُنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور کھڑکی پورہ آپس مین عداوت ہمیشہ رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورہ کے آدمی ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین وہ مردم کھڑکی پورہ پر اور اور محلون پر غالب تھے۔ گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دو سو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ ایک رات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہرچند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی شریک ہوگئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی کا ندا اُنکے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور رشد سے احدی پورہ کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سُنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جائے ایام عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر ایک بادشاہ کے عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پائے تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصاحب رکاب دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور بہار شمسی کے سررشتہ حساب اور تنخواہ تیول جاگیرداروں اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور تقرر ساعت کے موافق تقویم بناتے وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سُننے کا اور ساعت از روئے

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب اُسکے روسے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہو سکتا تو فرمایا کہ

لاولا لب لاولا لاشش مہ است   لل وکط وکط لل شہور کوتہ است

پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سرشتہ کو نگاہ رکھین۔ اس حکم سے حساب مین الجھیڑا پڑگیا اور جن منصدارون کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی ومقدمات جزئی وکلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو انپر رشک وحسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمدآبادی کہ قاضی القضات پادشاہی تھا اُس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء بانام ونشان اُسسے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خان ثانی کہ جو پادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ ومحرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام مین مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اُسنے مساعدت کی درخواست پادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اُسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر واکبرآباد اور مال قاضی احمدآباد کے بیوپاریون کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کردیا۔ جب پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال ازراہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین ادا کرونگا۔ قاضی نے مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی جبوقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیوا جی نے

بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کرکے بادشاہ نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پاؤن اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہے۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے بعد فارغ ہوکر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھا دین کہ سر دیوان ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی مونچھ منڈائی۔ اپنے پسر خردسال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو فقیرون کی صورت بنائی چوب سیتون کو مجوف کیا تھا اور اُن کے اندر بیش قیمت جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیون کو ہاتھ مین لیجا سکتے تھے اُن کے سرون پر تشا مین لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوؤن مین کچھ اشرفیان سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی و گسائین ادا سی بنا اور الہ آباد سے بنارس کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند کرکے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون کے منہ مین رکھ لیے۔ یہ کوچ کرکے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو وکیل کے لکھنے سے اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار نے سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پاکر ان سب فقیرون کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانہ الماس و یاقوت لاکھ روپیے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

کہ اس صورت مین کہ مجھے زندہ قیدی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرے
دونو صورتون مین یہ دونو جواہر بے بہا میرے ہاتھ نہ آئینگے۔ یہ مین ہون اور
یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتون کے سر سے ہاتھ اٹھا۔ علی قلی خان نے یہ سوچا کہ معلوم
نہین کیا ہو سودا ہے نقد کو امید نسیہ پہ چھوڑنا مصلحت نہین ہے۔ اسلئے وہ دو جواہر
بے بہا لے لئے۔ اور تہدید اور تفتیش کے بعد تمام فقیرون اور مسافرون کو چھوڑ دیا
سیوا جی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس مین پھنسا ہوا چھوٹ کر
اڑتا ہے۔ اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اڑا۔
اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے مین ہرکارون سے زیادہ چلتا تھا۔ مگر سنبھا کم عمر بچہ سا تھا
تھا اس کے پاؤن مین چھالے پڑے وہ اسکے پاؤن کی زنجیر بنا۔ سیوا جی کے
باپ دادا جب بنارس مین آئے تھے تو موروثی پروہت کبکلس کو بنایا تھا۔ جیسا
رسم و رسم ہندو کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان مین جاترا جاتے ہین وہ ایک برہمن کو
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہین جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے کبکلس کو تلاش کرکے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے
حوالہ کیا۔ کچھ جواہر اور اشرفیان دین اور سفارش کی کہ اگر میری حیات نے وفا کی
اور مین اپنے مکان کو پہنچا تو مین تمہین خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لے کر جس
راہ سے کہ مین بتاؤن اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہین اور بیٹے کو
خدا کے سپرد کرتا ہون۔ کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پہ زنہار اپنی
جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ اس برہمن کو جو کبکلس کو لایا تھا چند سال کا خرچ
دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور آئین داخل ہوا۔ دو گھڑی
رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا
اور تاریکی باقی تھی کہ سیوا کے گرفت و گیر کا غلغلہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زر جواہر
دیا اس نے جلد نہانے سے فارغ کردیا اور وہ روانہ ہوا۔ القصہ سیوا بنارس سے بہار

و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے قصبہ حیدرآباد میں عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور
افسانے افسون آمیز انگیز دلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ
ہوگیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری میں مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام
سرحدی قطب شاہیہ قلعوں کے لئے سیواجی کو متعین کیا جو عادلشاہیہ کے تصرف میں چلے گئے
تھے اسنے عبداللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میرے
ہمراہ کیا جاے تو قلعے جو بیجاپوریون کے تصرف میں ہیں انکو جا کر تھوڑے دنون میں تسخیر
کر لیتا ہون اور تمہارے منصوبون کو جو میری ہمراہ تم کر دوگے انکو حوالہ کر دونگا اور
سوائے تمہارے قلعون کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیون نے لے لئے ہیں اگر ان کو
تمہارے کمک و مصالح سے اپنے تصرف میں لاؤنگا تو میں تمہارے احسان مانونگا
اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زرخریدہ رہونگا۔ عبداللہ شاہ نے
عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہین کی جمعیت شائستہ مع مصالح
قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سر فوج قرار دئے اور انکو سیواجی کی اطاعت
و رفاقت کے لئے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری میں ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر
جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون سے چند دنون کی
محاصرہ میں لے لیتا قلعہ کے سپرد کر لیتا اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاہ نے جو آدمی
اسکی ہمراہ کئے تھے اسنے چکنی چپڑی باتین کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس
قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا یون امیدوار کر کے جنس و نقد جو قلعہ میں سے ہاتھ
لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پہ لے جاتا ستارہ اور پرنالہ وغیرہ
دس بارہ قلعے فتح کر لئے یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھون روپئے خرچ ہو کر
برسون میں فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنون میں اپنے تصرف میں کر لئے۔ راجہ
جے سنگھ و دلیر خان اور بندہائے پادشاہی کی سعی سے قلعون راجگڈھ وغیرہ کی
کنجیان خود اسنے حوالہ کی تھین انپر پھر اپنا تصرف کر لیا۔ عبداللہ شاہ کے نوکرون کو

حوالہ کرکے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کے سال اول میں سیواجی حیدرآباد میں آیا اور اس سے ملاقات کی اور ایلہ فریبی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڑھ میں مستقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخوں میں مرہٹوں کی اور خافی خان کی تاریخوں سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جیسنگھ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکینوں کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعوں کا قلعداروں کے ہاتھ میں رہنا متعذر ہے اسلئے اُسنے مصلحِ توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے انکو ڈھا دیا اور وہاں سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مورو پنت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اُس نے ان قلعوں کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی انمیں آدمی مقرر کئے اور بادشاہی آدمی نکال دیئے۔ غرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہو گئے تھے اُسنے آن کر ملک کوکان میں ولایت کلیان کو فتح کر لیا۔

راجہ جیسنگھ۔

سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعوں کی مرمت (اور راجگڑھ) کا بنانا۔

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اسمیں کروڑوں روپئے کے نقد و جنس حاصل ہوئی۔ اور ہنود بانام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیوں کے حج کا مانع تھا۔ اسلئے بادشاہ کو یہ واقعہ نہایت ناگوار ہوا۔ اُسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف میں قلعہ شہر پناہ بنائیں جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لئے متعین ہوئے۔ کہتے ہیں کہ سیوا نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سواروں کو ان گھوڑوں کا پاگیر بنا کے افواج کو بھیجا۔ پہلے جو اُس نے نئے قلعے دریا میں بنائے تھے انکو اب از سر نو تعمیر کیا۔ جنگی کشتیاں تیار کیں اور انکے قلعوں کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازوں کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڑھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اس کے اطراف کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڑھ سے زیادہ کسی قلعہ کو نہ بنائے

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اُسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز
کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲۴ کروہ وہان سے دریائے
شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی طرف
مین بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگڈھ یہان سے چار پانچ
منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مہینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی
کوکن سے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور برج وبارہ اسکے کمال قلب بنائے
قلعہ راجگڈھ کا رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راہیری (رایگڈھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔
جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گیئن اور اطراف کی آمد و شد کی راہ مسدود
ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے
کا کڑہ طلائی میدان مین رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی
ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جاکے
تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین
پہاڑ پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤن۔ سیواجی نے اجازت
دی۔ اس نے قلعہ پر جاکر نشان نصب کردیا اور جلدی چلا آیا سیواجی نے حکم
دیا کہ خریطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدیں اور اسکے پانون کے بند کاٹ دین۔ اس راہ
کو اس نے بند کرا دیا۔ جیسنگہ کی جگہہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا و جسونت سنگہ
اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہوچکا ہے۔

جو کارسازِ شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین
کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرسکتے اور اگر
سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب سے اعتبار نہین ہوتا اور سازش کے
افشا مین محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ
کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا۔ بس اسی قبیل کا معاملہ

اورنگ زیب اور سیواجی کے صلح کا ہے یہ دو نو ملکی جوڑتوڑون مین ایک دوسرے کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مؤرخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے نقل کرتے ہین کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید سے لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہے مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال مین کب آتا تھا بعض مؤرخ انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگھ سے دہلی مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندؤن کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا سیواجی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بیدریغ خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیرخواہی اور اطاعت و فرمان برداری و خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ بادشاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھا کو پنجہزاری کا خطاب ملا اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی طرف سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤجی سومناتھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے ضلاع پونہ و چاکنہ و سوپہ واپس دیے گئے۔ مگر یہ ڈراؤ اُس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگڈھ اور پورندھر مین بادشاہی فوج نگہبان رہا رہے سیواجی نے اورنگ آباد

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا - مگر کم عمری کے سبب سے اسکو الٹا بلا لیا اور اسکی جگہ پرتوجی گوجر کو پرتاب راؤ کا خطاب اور سرنوبت سوارون کا منصب دیکر بھیجا -

بیجاپور اور گول کنڈہ کے رئیسون سے پادشاہ کی صلح ہو گئی تھی اسلئے ۱۶۶۸ء سے ۱۶۶۹ء تک دکن مین امن رہا -

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نسمجھتا - جسوقت اسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اسنے کھلم کھلا اسکی گرفتاری کا حکم دیا - اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا - اول اس نے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی آمد و رفت جاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی - سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا - اسکی عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیوا دونو کو تھا - پادشاہی رجپوتون کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی - تناجی مالوسری نے ناولیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا - پہاڑون کی بلندیون کو رسیون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا - راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مار کر گرا دیا - اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے لگایا - مگر مرہٹے مر کر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لے کر اٹھے پانچ سو رجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا - مگر جب اسنے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا - اور اسنے کہا کہ گڈھ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہر ناولی کو چاندی کے کڑے عنایت کئے اور افسرون کو حسب حال انعام دیا - سوریاجی کو قلعہ دار مقرر کیا - سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا - کوکن مین قلعہ مہولی

صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعون پر قبضہ کرنا -

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور
اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ
نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کرلیا۔ غرض
تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہوگیا۔ سیونیری کی فتح کرنے مین سیواجی
کامیاب نہین ہوا جنجرا کو بھی فتح نہ کرسکا۔ جسکا نیچے حال خافی خان کی کتاب سے
لکھا جاتا ہے -

سیواجی کی حبشیوں سے لڑائی -

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راھیری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا
اسپر تسلط ہوا۔ تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے
بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی
طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ ڈندار (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے
شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے
شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر ڈنداراجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم
تھا۔ اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا نواح کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ
کے لیئے چلا جاتا۔ ڈندارہ راجپوری سے راھیری بیس کروہ پر تھا۔ جب اسکو
سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے
قلعے اپنے تصرف مین کرلیئے اور ڈندارہ راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا جب فتح خان
نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ سب قلعون پر غالب ہوگیا ہے تو حواس باختہ ہوکر . .
ڈنداراجپوری کو چھوڑکر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجیرا کہتے ہین -
سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا
قول لیکے جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کردے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے
فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے
اور انمین سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

جزیرہ کے بند و بست کا اور اکثر کامون کا اختیار انکو تھا۔ ان تینون کو غنیم کے غلبہ
پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا
تو انہون نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت مین قلعہ جزیرہ کا مرہٹون کے تصرف مین
چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر
کر کے مقید کرین اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دین۔ چنانچہ سنہ ۱۴
جلوس مین حبشیون نے فتح خان کو غافل کر کے اسکے پانون مین زنجیر ڈالی اور ساری
حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی
اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب
کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینون حبشیون کو منصب و
خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر
حاصل نواح سورت مین عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے
شر کے دفع کرنے مین کمربستہ ہوا قلعہ کے نیچے کی کشتیان جو مرمت طلب تھین انکی
درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیان جمع کین اور ایک رات
قلعہ دنڈا راجپوری کے کشتیون پر حملہ کیا اور دو سو نفر خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ
لئے انمین سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پانون مین پتھر
باندھکے پانی مین ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیون مین شدید عداوت
ہو گئی سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیان ترتیب دین اور قلعہ قلابہ و گندیری
مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روبرو دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین مین دریا
پر لڑائیان ہوتی تھین انمین حبشی غالب رہتے۔ سیدی سنبل کو منصب ہفتصدی کا ملا۔ وہ
مرگیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیون
کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی
قوم مین سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آبادکاری اور

اور منصوبہ بازی مین ممتاز تھا کشتیون اور مصالح جنگی کے جمع کرنے مین قلعہ کے
برج دوبارہ کی تعمیر مین اور دریا نوردی مین وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر اس نے غنیم کی کشتیون کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت مرہٹون کے سر کاٹ کے بندر سورت مین بھیجدیئے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے بہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبے مین
رہتا تھا کہ قلعہ دنڈا راجپوری کو سیواجی کے قبضہ سے نکالے اسلئے ہوائی توپین
بہم پہنچائین اور رات کو انکو درختون پر لگا کے دنڈا راجپوری کی طرف چھوڑا۔
اسی طرح سیواجی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر مین رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہی سردارون
سے جو فن قلعہ گیری مین ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہولی کے دنون مین سیواجی نے قلعہ سے باہر
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن مین رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو حصار دنڈا راجپوری مین ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
تیس چالیس کشتیان مصالح یورش سے بھری ہوئی لیکر دریا کی طرف سے پاے
حصار مین پہنچا۔ دونون نے آپس مین کچھ اشارے مقرر کرلئے تھے ان مقرری اشارون
پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیون کو انہون نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صداے یورش بلند کی۔ اور ہندوون نے خبر پا کر بہیئت مجموعی اسکے
دفعہ کرنے پر متوجہ ہوگئے و سیدی یاقوت نے ایک جانبازون کی جماعت لی اور
کمند و زینون کے ذریعہ سے جو کشتیون کے پاے حصار تک لگے ہوئے تھے
جلد ہی چالاکی سے حصار پر چڑھنے لگے انمین کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مار و پکڑ کا غل مچایا اسی حال مین چند نفر

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھہ کھولنے اور باروت نکالنے اور
تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ مین آگ لگی۔ یہ آدمی مع
سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر
کر کے جان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جو جو تھا جب و ہ عنوان رہ
طرف گھبرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ مین تمیز نہین رہی تو یاقوت جوجو
کہہ کر اپنے مہا درون سے کہتا تھا کہ مین زندہ و سلامت ہون تم خاطر جمع رکھو
ہندؤون کے مارنے اور باندھنے مین حبشیون نے دست درازی کی اس عرصہ
مین سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر ہو آدمیون کو قلعہ مین لے آیا اور قلعہ کو مفتوح
کیا۔ کہتے ہین کہ جسوقت باروت خانہ کی چھت اڑی ہے تو اسکی آواز سے
سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دنداراجپوری پر کوئی
آفت آئی ہے اسنے تیزرو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا
ان ایام مین سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو
گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دنداراجپوری سے چار پانچ
کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف مین تھے اس وقت اُن کو
چھوڑ کر وہ اور قلعون کی امداد کو نہین جاسکتا تھا سیدیاقوت نے فرصت کو غنیمت
سمجھ کر ان قلعون پر تاخت کی۔ اس ضلع مین حبشیون کے تسلط کا آوازہ زبان زد
خلائق تھا۔ و نیز ونز کے نزد مین چھ قلعون کے قلعدارون نے امان مانگ کر
قلعون کو حوالہ کیا ایک قلعہ دار نے سیواجی کی کمک کی امید مین ایک ہفتہ جنگ
کی حبشیون کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوا کی تو پون کے مارنے اور مصالح
قلعہ گیری کے جمع کرنے سے اُسپر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا۔
سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیون کو جو قلعہ سے
نکلے صاحب جمال عورتون اور خردسال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

اور مسلمان کیا اور مرتد ہو اور بہت عورتون کو چھوڑ دیا اُس وزیر سے سیوا جی کی دل مین حبشیون کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر نہ کیا قلعہ دندا راجپوری اور اور قلعون کی فتح کے بعد پادشاہزادہ محمد معظم صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت مین یاقوت کی عرضداشت پہنچی اُنہون نے خلعت وخطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت وسیدی خیریت کو مرحمت کیا۔ حبشیون کا باقی حال آیندہ لکھا جائیگا۔

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد مین کبکلاس نامدار پاس چھوڑا تھا۔ سیواجی نے کبکلاس کا ایک خط بنایا جسمین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا اور اُسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم مین بیٹھا امیران دکن نے اسکو پرسہ کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی بہت منت وسماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئین پادشاہ کو جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک۔ چار پانچ روز نہ گذرے تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس خبر بد کا سبب لوگون نے پوچھا تو اُسنے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو پادشاہ میرے بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طی کرنی گرفت وگیر کے اندیشہ سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی۔

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت کے سر ہوا۔ یہان کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتہً مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کیلئے داخل ہو چکی تھی مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگہ اور پادشاہزادے اس سپاہ کو وہان سے علٰحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہان رہ گئے۔ سیواجی نے خوب فرصت مین تین دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کر کے کاشغر کا فرمانروا یہان واپس آیا تھا اس کا مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔

سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۱۰۸۲ھ ۱۶۷۰ء

تیسرے روز برہان پور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ کنجبین تنجبین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ داؤد خان پانچہزار سواروں کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی درہ کلان کی راہ سے کونکن میں دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اُسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجیں بنائیں کہ دشمن اُنکے پیچھے متفرق ہو ان فوجوں میں سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنوں سے کچھ لڑتی ہوئی کونکن میں داخل ہو گئی باقی فوجوں نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ ماہوری کی دیس مکھی — مرہٹن پادشاہ کی طرف سے مرہٹون سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہو گئی سیواجی نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بھجوا دیا اور بہت تحائف اسکو دئیے۔

جب سیواجی پھر لڑنے آیا تو اُسنے بحری اور بری بڑی تیاریاں کیں اُسنے دس ہزار سوار بسر کردگی پرتاب راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسر کردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئے اور ۱۶۰ جہاز بمبئی میں گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی بنیں مگر اسنے اس بیڑے کو واپس بلا لیا تو وہ وابل میں آگیا اُسکے ساتھ پرتگیزوں کا ایک بڑا جہاز تھا جو دشمن میں گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزون نے بھی اپنے جہاز کے عوض میں سیواجی کے بارہ جہاز گرفتار کر لئے تھے۔

پرتاب سنگہ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنوں میں ایک بڑا دولتمند آباد صوبہ تھا۔ پرتاب سنگہ نے اسکے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کو لوٹا مارا اور ایسا انکو مجبور کیا کہ وہان کے زمینداروں نے اسکو چوتھ مقرر کر دی چوتھ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹون کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے میں تامل کرتے تھے وہ ان مرہٹون کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

پادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی -
مورو پنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعے فتح کر لیے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ عظیم
سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ کہ پادشاہ
خود شمالی مشرقی فوجون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود
نہین جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔
ایک بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پادشاہ ہونے کے لئے اپنی سپاہ
اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا - اسلیئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک پادشاہ
انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت
ہے تو اسنے ۱۶۷۱ء مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی - وہ
شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اسنے دکن مین آنکر شاہزادہ پاس صرف اکیس ہزار
آدمی رہنے دیئے۔ پادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ کو بلا لیا -

مہابت خان نے یہان آنکر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا۔ برسات کے
شروع مین صرف قلعہ اوندھا و پٹہ اسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا۔ برسات
بہت دنون بعد اسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسرکردگی دلیر خان
چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا۔ سیواجی اس قلعہ کی قدر
جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے
کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار
سوار رہتے تھے پٹھانون نے انکے پرخچے اڑا دیئے اسلیئے مورو پنت اور پرتاب راؤ بیس ہزار
سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو لشکر
شاہی کو اخلاص خان لیکر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاب راؤ نے دیکھا کہ
اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اسکے آگے سے بھاگا جسنے مغلون کا لشکر
تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاب راؤ نے

پادشاہی فوج کے شکست کے اسباب -

مہابت خان کے مہمات دکن مین -

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنے تئین سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آگئے
مگر پھر شکست ہوئی اور انکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض
بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سرراو کر رائے مارا گیا جو پانچہزار
سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوئے

اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالہیر کا
محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اُس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد مین چلا
گیا۔ رائے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے جب انکے زخمی اچھے ہوگئے
تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی
کے نوکر ہوگئے۔ بیجاپور اور بادشاہی سپاہیون کے مفرور کثرت سے مرہٹون کی
علم کے نیچے آگئے۔

بادشاہ نے حکم دیدیا کہ قلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال سے
محصول بالکل موقوف ہو پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت
سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف
ہے اگر اس سے مایہ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور بال شرعیت کا مزاحم
محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے
مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھولیتے
ہین اور زکاۃ کہ کافۂ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو بادشاہ نے
حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون
سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ لیا جائے۔

دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خان کو مع آغر خان کے
کابل سے بلاکر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا
آغر خان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہاں بہادر

کوکلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے
کارنمایان کئے۔ دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ
یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و
آب کثون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے
ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ
سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ انکے
مقابلہ کے لئے دوڑا۔ حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ انکے
تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر سات آٹھ
ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کرکے کارزار کرنے لگے۔ آغر خان ان پر
ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے انکا منہ پھیرتا تھا اور
تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کرکے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی۔
دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی۔ آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

شعر
چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خان رسید از قفا آن زمان + بکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین۔ پونہ تک جو اصل سیواجی کا مکان و ملجا
ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح
نمایان کی یادگار کے لئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔

فساد دوم قوم یوسف زئی

بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پیشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل
مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایمل خان اور اور
سردارون سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر آپس مین
اتفاق کرلیا تھا۔ اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور
بہت سے بادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بھیر اور خزانہ اور
ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سردارون اور ہمراہیون کے قبائل و ناموس
افغانون کے دستگیر ہوئے اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ
اس ہلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکے افغانون نے محمد امین خان کی پھوپی
بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے
خردسال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت و خجالت کے مارے اپنے
پاس آنا نہین قبول کیا یہین سادہ لباس و کرتہ پہن کر معبود کی عبادت مین مصروف
ہوئی۔ ایمل خان نے کوہستان مین اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایمل شاہ زبان زد
خلائق ہوا۔ اس خبر سے پادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا سنہ ۱۶ جلوس کے آخر
مین پادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے
بلایا۔ اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔
ان دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا
کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب تھا کہ خویشون اور بھتیجون کی نزاع
سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد و تعدی اس حد پر پہنچا
کہ چند محلہ شہر و قریات کو جلا کر اور بیشمار شرفاء اکابر کے گھر مین آگ لگا کے۔۔۔
بندر سورت کی راہ سے پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار
سوار کے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم
دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔
اسی سال مین جعفر خان جو وزیر مر گیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا۔ اوسکی قوت
شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایکدفعہ کوکن کا تربوز اسکے
سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سگندگی اور نیحرمی اور گلابی
مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

جعفر خان کی وفات

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں فالیز میں مچھلی کی کھاد دیتے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

سنہ ۱۶ جلوس مطابق ۱۰۸۳ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری کی فوج سے قصبہ بلکھیر میں ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے (ڈف صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان سراول تھا اور اسلام خان رومی رفیق تھا کارزار صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان رومی نے تردد نمایاں کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ حد سے زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج پادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت تقسیم کرنے کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت میں آگ لگ گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان بے اختیار سے فیل بھاگا ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا اس جنگ میں بہت سے پادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی کروہ تک آگے میوں کے سر اور ہاتھیوں کی سونڈیں دلاوروں کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر فوج پادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی۔ اوائل ۱۷ جلوس میں حسن ابدال میں پادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

پادشاہ کے حکم سے آغر خان ایلغار کرکے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز میں طے کرکے حسن ابدال میں پادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ پادشاہ نے چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آغر خان کے ہمراہ کیے

اور دو لاکھ روپئے نقد عطا کئے اور افغانون کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ آغرخان
جب پشاور مین آیا تو چند الوس مہمند نے اتفاق کر کے آغرخان پر شب خون مارا۔ اُس نے
بہت سے آدمی مار کر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا
کیا اور زمین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار اُنکے مارے اور دو ہزار زن و مرد
اسیر کئے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر
اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغرخان کو خلعت و اضافہ
مرحمت کر کے جنبر مین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کیجیے۔ خدائی خان
صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغرخان کی ہمراہی افغانون کی گوشمالی مین
کرے۔ آغرخان جسطرف رخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی منزل کے قریب آغرخان پر شبخون مارا
مغل خبردار ہو کر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین
قتل ہوئین۔ آغرخان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اُسنے بہادرانہ
حملے کئے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اُتار لئے اور وہ اسیر
افغانون کے سر پر رکھے اور اُنکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے
رکھا۔ ہزارون افغان اسیر او کشتہ ہوئے۔ اور باقی جیسے پہاڑون و دّرون
مین بھاگ گئے۔ آغرخان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر
پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویذ
اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسنے بہت سون کو حسد ہوا خصوصاً ہندی
نژادون کو جو اُسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پہلے ورود
ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریا کے قلعے ملجا و پناہ اپنی بنا کے مسافرون
و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور آغرخان کے ہمراہیون کا
حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغرخان نے ہراول بنکے

فدائی خان کو پیشاور سے جلال آباد میں پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغر خان کو پانچہزار سوار دیکر ملک ننکنہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آ گیا تھا اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے غلزئی افغانون کو لڑکر ٹھیک بنایا۔ ننکنہار کے افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جانگ جسکو انہون نے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے جمع ہوکر غافل آغر خان پر شبخون مارا مغلون نے اسکا مقابلہ کیا۔ سہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پیشاور مین آنا چاہا تو افغان جمع ہوکر اسکے سد راہ ہو۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغر خان کی چشموں کی حسد کے سبب الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپ خانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع التیر قاصدون کو آغر خان پاس بھیجا اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جانگ پر سخت لڑائی ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ پادشاہی فوج پر کار تنگ ہوا لیکن آغر خان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے پادشاہ آخر سنہ ۱۸ یا سنہ ۱۹ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدل کر امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین کوشش کرے۔ آغر خان کو مع مہاراجہ جسونت سنگہ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا امیر خان پیشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد پادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ننکنہار مین تھوڑے دنون پیچھے آغر خان نے مصالح جمع کرکے قلعہ آغر آباد تیار کیا۔ جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

جب مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق مین خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئے امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی۔ اسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
بادشاہی اسکی کمک کے لیے بھیجے۔ آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا۔ ایکطرف
اپنے سگے بھائی تنگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
مین اچھوتون اور افغانون کو بشراری سلطان زادہ ہا گھکر مقرر کیا اور افغانون
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکہ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان معہ
چند سرداروں اور ہمدردون کے ساتھ بادشاہی فوج کے مقابلہ مین آیا محاربہ عظیم ہوا
ہر طرف سرداروں کے سر گیند کی طرح لڑکتے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جو افغانان
پلنگ مین حملہ آوری ہوئی۔ افغانون کے حملون سے افواج بادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمہ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچا لیکن اسنے اور اسکے بھائیوں اور
خویشوں نے جوانمردی کرکے فتح پائی۔ کہتے ہین کہ دوبارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچا لیکن آغر خان۔ قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غارون مین اور جانورون کے
بھٹون مین جا کر چھپے اور مغلون نے انکے نشان پا پا کر جا کر انکو ان سوراخون سے نکالا
تو ان مردہ صورتون مین جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آغر خان نے اس فتح نمایان کے
چند مقتولون کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر بادشاہ پاس بھیجے۔ بادشاہ نے
اضافہ کرکے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا منصب دیا اسکی بھائی
تنگری وردی خان اور ہمراہیون کو انکے مراتب اور خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا۔ اس سرزمین مین آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیر زنی مین زبان زد خاص
و عام ہوا کہ افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اسکے نام سے ڈرائے
جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگہ کو۔

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑ کر تم لاہور مین چلے آؤ۔ بادشاہ سنہ ۱۶ جلوس مین لاہور مین آیا۔ پادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون مین اجل طبعی سے مرگیا۔

جب پادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کرکے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اسکے ہمراہ تھا اسکا راہ مین انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا حلیہ صلاح و فلاح سے آراستہ اور علم با عمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری جمع کرکے اسم بامسمی کھا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات مین مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوتے ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہرات اور الماس وافر کے تھا۔ اصل مین سے جو کچھ اوسکے حصہ مین آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا آپنا مین سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقوں و محتاجون کو پہنچایا باقی بھائیون اور ورثا مین تقسیم کردیا۔ ہرچند اسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا۔ مگر پادشاہ نے اسکو خوشامد درامد سے مقرر کیا۔

قلعہ سالیر

ہیر بگلانہ سے چھ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ جلوس مین خان جہان بہادر کی عملداری مین قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کرلیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت مین قتل ہوئے مرہٹے ان عورات کو گرفتار کرکے قلعہ کے نیچے لاے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کردو ورنہ تمہارے ناموس کی بی ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکے عیال کو خلاص کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کرکے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے مین اور مرنے مین قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار ناچار آبرو ے ناموس کے بحال رکھنے کو منصب کے بحال نہ رکھنے اور پادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کرکے مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سنان مرہٹون کے تصرف مین آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک اور برہان پور تک

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد ورفت کی راہ مسدود تھی اور انہون نے نکالا نہ کے اور دو
تین قلعون پر تصرف کرلیا تھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے قلعہ دار کو معتوب
اور بے منصب کرکے اپنے پاس بلایا اور دلیرخان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہوگیا
تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کرے دلیرخان تو نجانہ اور بہت سپاہ لیکر پاپے قلعہ مین آیا
بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ مین امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت کیسبب
ہوا سے بہت آدمی ضائع ہوگئے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیرخان کو لکھا کہ محاصرہ
کو چھوڑ دے۔

سنہ ١٢ مین بادشاہ نے از راہ حق پرستی وعدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور مین اور شہرون
مین منادی کرین کہ کسی کا دعوی شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہوکر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے
اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور مین
اور بلاد مذکورین مین مقرر ہون۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور مین آنے کی دسترس نہین رکھتی وہ انکے
ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کرین۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر
حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر بیرجی بہورہ جو عمدہ تجار بندر مذکورین سے ایک تھا
یہان موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آئے تھے
سلطان مرادبخش نے جب احمدآباد مین سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے
قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد
اور بیرجی بہورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مرادبخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو
تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ مین نہین لایا تھا۔ صندوقون مین وہ سربمہر تھا۔
جب محمد مرادبخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربستہ بجنسہ خزانہ سرکار مین داخل ہوا جب محمد محسن نے
بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالتہ اور پسر بیرجی بہورے کی طرف سے
وکالتہ اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانسامان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ
پر ہمارا آتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہون نے

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی پادشاہ نے کہا کسی صورت سے دعوی ثابت ہو مین حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون مین سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب داخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا یہ پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ پادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ کے لئے کررہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے حضرت پر ظاہر ہوگیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ محمد محسن اپنا زر حق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین حکام بھی طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان کو برطرف کرین اور انکی جگہہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے ہر شہر [illegible] مین و اطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔ سنہ ۱۵ جلوس یعنی سنہ ۱۰۸۲ھ مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام منڈیہ زبان زد خلائق تھا۔ اطراف نارنول اور میوات مین انکے چار پانچ ہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

ایضاً ۳۷۱

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح
وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے
تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُنپر شجاعت و حکومت کے
دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے اکثر ہتیار باندھتے تھے جب
بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تو ایک دن قصبۂ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت
کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے
ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے
سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے
اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ست نامیون نے جمع ہوکر
شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے۔ اور
غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ کارطلب خان فوجدار
نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لئے اور ست نامیون کی
تنبیہ اور گرفتاری کے لیئے بھیجے اُنہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے
زمینداروں کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر
چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ
نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ اُنہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دہات سے محصول وصول کیا
جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس آشوب فساد کا حال معلوم ہوا تو اُسنے فوجین
انکے لئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو
ایسا آتا ہے کہ لشکر شاہی کا جو تیر اور گولا اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے
اور جو وہ تیر اور تفنگ چھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے
گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

میں شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہیں اور عورت کو اسپر سوار کراتے ہیں اور وہ
اسپ جاندار کی طرح انکے ہراول میں پیش قدم ہوتا ہے اب نوبت یہ آئی کہ نامداران حضور
امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجیں لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہیں اور ست نامی آگے
بڑھکر انسے لڑنے آتے ہیں۔ وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب پہنچے
اور انکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہیں ہوتی اطراف
کے زمینداروں اور راجپوتوں نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور
مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی۔ غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا
اور یہاں تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کر دئے اور اپنے ہاتھ سے
قرآن شریف کی وہ آیتیں لکھکر دیں جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی ہیں اور حکم دیا
کہ انکو علموں پر لگاؤ۔ آخرکار راجہ بشن سنگھ و حامد خان پسر مرتضی خان نے بڑا اثر دکھایا
کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا۔ مگر اطراف کے زمینداروں
نے سرتابی کی صوبہ اجمیر اور نواح اکبر آباد میں انتظام میں خلل آیا۔ بادشاہ نے اجمیر میں
جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور راجپوتوں کی تنبیہ بھی کی جائے۔ اجمیر کو فوج
روانہ کی۔ یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جسکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے
بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری میں لکھا ہے
کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سر و پا زرگر و درودگر و کناس و دباغ
اور اراذل اور اجلاف اصناف محترقہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور
خود اپنے پاؤں سے دام میں گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین میوات سے
ایک فرقہ زمین سے چیونٹیوں کی طرح اور آسمان سے ٹڈیوں کی طرح نمودار ہوا۔ یہ فرقہ
اپنے تئیں زندۂ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا۔ نارنول کی نواح میں اس فرقہ کے
پانچ ہزار آدمیوں نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا
طاہر خان فوجدار نے اپنے میں انسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور میں آیا۔ بادشاہ نے

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ ۱۱۲۲ھ کو رعد انداز خان کو فوج اور توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینیون کے ساتھ اور سید مرتضی خان اور بیچے خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جب فوج اس مرزبوم مین آئی غنیم آ کے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر فرقہ جہاپہارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام انپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حامد خان و بیچے خان نے بڑے تردد کیے اور اکثر بہادر مسلمان شہید و بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانون کو فتح ہوئی اور انہون نے شکست نامیون کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین مین انکا نام و نشان مٹایا اور امراء شاہی کو اس خدمت کے صلہ مین پادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار الخلافہ اور اطراف کے ہنود لاکھون جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کیا اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر پادشاہ نے کچھ نہ سنا جب جمعہ آیا اور پادشاہ سوار ہو کر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندوؤن نے ازدحام کیا جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندوؤن کے ہجوم نے پادشاہ کو ایسا گھیر لیا کہ پادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہو گیا۔ مگر اسنے انکی فریاد سننے کے لئے کان سن اور بہرے کر لئے اور بھیڑ کے سبب سے جب راہ نہ ملی تو ہاتھیون سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑون اور ہاتھیون کے پیرون کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہنود یہ گھبرا گئے تو پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہین بنی اور وہ بادشاہ پاس

چلا آیا - پادشاہ نے اسکو دارالسلطنۃ لاہور کا صوبہ مقرر کیا او پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا - پادشاہ کی حمایت کے سبب سے قضات امور شرعی میں بڑا استقلال رکھتے علی اکبر پورب کا رہنے والا یہان قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ کشمکشی کرتا تھا مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین کشمکشی اور سخت گفتگو ہوئی اور پادشاہ پاس دونو نے شکایت لکھ بھیجی - مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا - لاہور کے آدمیون نے قاضی کے کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا - پادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اُسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین - مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ میں قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبعی کو بلایا -

جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب جیہہ مہینے بعد اس واقعہ نے اور اس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ جسکا حال بہت کچھ پڑھ چکے ہو وہ کابل مین کوئی صوبہ دار تھا - یہان اس دار ناپائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے بھائی بند رجپوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہ داری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے جب اٹک پر میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا - راجپوتون نے جنگ کی اور غالب ہو کر کسی پایاب سے پار اتر آئے - شاہجہان آباد بر سر راہ تھا ناچار یہان وارد ہوئے - عالمگیر نے انکی یہ خبر سنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگہ کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دے چند روز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی بھی قدرت دکھائی کہ پادشاہ سے درگا داس اور چند سرداروں نے جانے کی رخصت مانگی پادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بس مین

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی۔ اُنہون نے راجہ کے لڑکون کو
غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کی شکل
بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہان عورتون
کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا۔ سو ہمارا راجپوتون کو خیمہ کے اندر بٹھا کے
اُسنے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور
رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ پہر گھنٹے اُس مین لگ جائین انکے جانے
کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا
کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین موجود ہین۔ پادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے
اور خیمہ کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکونکو
نہین دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر پادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُسنے مقابلہ
پیش آئے۔ بہت سے انہین مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگ گئے جعلی رانیان اور
لڑکے پادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے انکو اپنا متبنٰی بنایا۔ رانی کو
بیگمون کا پرستار بنایا۔ اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے پادشاہ
کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو پادشاہ کے محل مین ہین گا داس اور راجپوت
تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے خیمہ پر لڑائی
ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین صحیح سلامت داخل ہوئی اور
اسکے بیٹے اجیت سنگہ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ
اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ پادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین
رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد
اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگہ سے بیاہی تو
اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگہ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگہ ہے۔
کرنل ٹاڈ لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر مین توقیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ ماثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ
جب راج سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگہ کی رانی اور لڑکون کی
اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۹ کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔
اور رانا اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگہ کے فرزندان نامشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکالدے۔ جب بادشاہ
اجمیر مین آیا اُسنے ۲۶ محرم سنہ ۱۰۹۰ کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ممالک کے ضبط کرنے کے لئے
خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۴ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اُس نے
وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ پاس
لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع و طلائی و
نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کے
نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام و نشان بھی باقی
نہ رہا۔ ماثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس سنہ ۱۰۸۹ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگہ
کابل مین مرگیا اسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اُسکے معتمد نوکرون سونانگ تا کھرادس
بھاٹی اور رگھونا ورد رگاداس وغیرہ ہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو
رانیان حاملہ ہین جب اسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دو نو رانیون سے بیٹے پیدا
ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو
کی اور منصب و راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونو
بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہنچینگے انکو منصب و راج عنایت
ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ و الحاح
کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس
فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونو رانیون کو جودھپور بھیجا کر لیجائین
تو ۲۶ جمادی الآخر سنہ ۱۰۹۰ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگہ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

دورانیان ٹھیری ہوی ہین انکو مع پسر کے نور گڈھ مین لیکے آئین - فولاد خان کوتوال و
سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد سے باز رکھین اگر وہ لڑین تو
انکی گوشمالی کی جائے حسب الحکم امرا کار بند ہوئے - لوازم اندرز او نصیحت ترغیب و ترہیب
ساتھ بجالائے - مگر راجپوتون نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی
آدمی مارے - جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہون نے دو رانیون کو کہ مردانہ
لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپا یا تھا اس کو
سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے - فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ
شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور مین لایا - بادشاہ نے حکم دیا کہ
راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئی تھین انکے ہمراہ وہ زیب النساء بیگم کے سپرد ہوا اور لڑکے کا
نام محمدی راج رکھا جائے - خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا -
اس آشوب مین راجہ کا اور دونو رانیون اور اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ
کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھہ مین داخل ہوا - دونو رانیون کی اور
رنچھوڑ داس راجپوتون او تیس او سرداران کی لاشین شمار مین آئین باقی چہارم جمادی الاخر
۱۰۹۰ کو بھاگ کر جودھپور مین پہنچ گئے - درگا کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے
رانیون سے منسوب کئے (جن مین ایک جو مر گیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کیا اور
فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور اُن سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور
اندر سنگھ بھی نظم و نسق نہ کر سکا - اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا - بادشاہ نے
سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - ۲۶ رجب کو بادشاہ سے
معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگھ سے تین دن
تک خوب لڑائی رہی بعد منور خان کو فتح ہوئی - راج سنگھ بہت آدمیون کے ساتھ مارا گیا
تو اس لئے متعلقہ جودھپور کے معمورہ کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت و تاراج
کے لئے افواج مقرر کین - رانا مین تاب مقابلہ مت نہ تھی اسنے وکلاء معتبر زبان دان

لائق کے مع پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ
دینا قبول کیا۔ زر جزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین تین پرگنے دینے اور فرزندان
جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی بادشاہ
نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر
کیا اور خود دار الخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے مین سات مہینے
بیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور
عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا
تو جب ۱۰۹۰ھ جولائی ۱۶۷۹ع کو بادشاہ رانا اور اور راجپوتون کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ
ہوا۔ اس دفعہ راجپوتون کے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کو کام
مین لایا۔ بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آئے اور حکم کا
منتظر رہے اور بنگالہ مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آجاے
جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر
کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو متور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امراء
کار طلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو بادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو
سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگھ کے اہل و
عیال و آدمیون کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا۔ شاہزادہ
اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لئے بعض امیرون کو بھیجے
اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامال کے لئے روانہ
کرے جب بادشاہزادہ محمد معظم کی اجین مین آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم
گیا کہ وہ متعلقہ رانا مین اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے
لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اسکو ویران
کرے۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

سے کم مین طی کرکے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور الکھو
کے تعلقہ اور درہای قلب مین جاکر راجپوتون کے قتل و اسیر کرنے مین کوشش کرے
اور فوج معین کرے کہ ملک رانا مین جو غلہ کی رسد پہنچتی ہی اسکو تاراج کرے اور
زراعت نہ کرنے دی۔ رانا کی مدد کے لئے تعلقہ جسونت سنگہ سے پچیس ہزار سوار
راٹھور اور راجپوت جمع ہوگئے۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور
کبھی رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے۔ بادشاہی چند ہزار سوارون کو درہای قلب
کی طرف لے گئے اور انکو چارون طرف سے گھیر لیا اور بہت سوارون اور پیادون
کا پتا نہ لگنے دیا۔ لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہوگئے۔ راجپوتون نے
درون کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آن کر شاہزادہ
کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے۔ لشکر بادشاہی خصوص تہور خان
اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی مین اور بتخانون اور عالی عمارات
کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتون کے زن و فرزند
کے گرفتار کرنے مین جو غار و مغاک مین چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا۔
محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد
راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتون کی
خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔
رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا۔ غلہ نایاب، زراعت کشت و کار معدوم ہو
راٹھور راجپوتون نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے
کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین۔ یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کرکے اپنا رفیق
بنائین۔ پادشاہزادہ نے انکی باتون پر کان نہین لگایا اور نواب بائی یعنی
والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی
بات مین وہ راجپوتون کی امداد و معاونت سے آشنا نہو۔ اور رانا کی

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دیے جبکہ وہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ
محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگاداس بڑا چرب زبان و حراف تھا
اُسنے اکبر پر بہت افسون و افسانے پڑھکر پھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا کہ
راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپکی رفاقت کے لئے اور خزانہ بیشمار آپکے خرچ کے
واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر تقاضائے ایام شباب اور رہنمونی
احباب سے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمداستان
ہوئے۔ یادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا
سبب اُسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔
ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی
سے یگانگی نہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرضداشت مین اس
مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ
ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر بادشاہزادہ
محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت
بر ملے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی بادشاہ سُن چکا تھا۔
اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا
کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید۔
سم آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ
خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہو گئی کہ درگاداس تیس ہزار راجپوت
سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا
اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیر الامرا کا خطاب دیا۔
مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کئے جنمین سے
بعض نے مجبور ہو کر مصلحتہً نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان و بہرہ مند خان کے سوا کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور مین آؤ۔ پادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا اپنی عمدہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس ورز کی راہ کو دو تین روز مین طے کر کے باپ پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض بدخواہون کے کہنے سے احتیاطاً دور بینی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے پادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضای وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرادیا اور بیٹے کو پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دو نو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا ان باپ بیٹون کے لشکر مل کر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین لیسر قلی خان کو بہ طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے شدو سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاء وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جب اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے
نزدیک آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اپنے بھائی کو سمجھا
کرکے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جاسکا وہ لے باقی
اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہوکر بادشاہ پاس آئے۔ بادشاہ کو انکے
آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خانی کا خطاب دیا۔ مجاہد خان کے
اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد دریافت کی کہ اس اثنا مین
محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس بادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے
سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے
دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ
محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہی
جب تہور خان گلال باری مین آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتھیار اُتار کر حضور مین آئے۔
خان نے اسمین تامل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری
اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ بادشاہ
نے غصہ مین آن کر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر نہ آئے جب وہ
آنے لگا تو ایک شخص کرنے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا اور
الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اسکا پاؤن الجھا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن
بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے
نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب جان نثار خان کہ
کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خمر اُسکا تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت اشتی
بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و عزت پر خیال کرکے ہتھیار اُتارنے مین یہ عذر کیا
بہر حال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا
اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے بادشاہ

پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور راجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر آ
پڑیگا اپنے گھروں کو چلے گئے یا بادشاہ پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ
نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتون کی دلگیری
کر کے اور مزا دلی و رکس داوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو ہراول
بناکے بادشاہی سپاہ کی زد مین لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان
راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی با دبدبہ و شکوہ کی تھی
مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اُس سے
روگردانی کی۔ درگا داس اور دو تین اور آدمی رانا کے اُسکے پاس رہے جنکے پاس تین ہزار سوار
ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہے کہ کام آئے اسلئے وہ ناچار فرار ہوا۔
جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیون مین سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیون مین
سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپ خانہ لٹنے
کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکوسیر اور دو بیٹیان یہ سب بادشاہ کو
ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو حد تمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا
سراسیمہ تھا کہ وہ نہین جانتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد و لاہور
کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا۔ جسطرف جاتا اُس طرف
زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کیلئے
مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب مین اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور
ملتان کی راہ کو چھوڑ کر زمیندارون کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کی طرف
متوجہ ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجدارون کو بار بار احکام پہنچے
کہ جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو اور نہین قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کے بموجب
اُسکے اسیر کرنے کے لئے ایلغار کر کے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونون مین فرق رہا تو خان

اسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسی مقدمات مین بھیجا یا تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر بگلانہ کی سرحد مین آیا۔ جو لہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگہ کے تعلقہ مین تھی اسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لیئے فوج بھیجی پاس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلود پہنے ہوئے تھا جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب سے اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا۔ اسکو زخمی کر کے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا انہون نے اسکو سرحد راہیری مین پہنچایا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہہ خرچ اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھا جی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی لیکن پھر اسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہون تو محمد اکبر نے خفا ہو کر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات لغو کا کہنا اور آپ کا سنا بد نما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر نے یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہو سکے ایران جائے اسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کیے۔ چالیس دن کا ذخیرہ انمین رکھا اور روانہ ہونیکا ارادہ کیا تو بادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اکبر کا ایران جانا۔

پادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی مین رانا اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت و تاراج سے پامال او ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا اُدھر بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہو رہا تھا۔ آخر کار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جسونت سنگھ تابع ہوکے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت پادشاہ مہمات یوسف زئی اور راجپوتون سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے پادشاہ کی کھٹا پٹی رہی مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو پادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین پادشاہ سے منحرف رہین گو انکی دارالسلطنتین پادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر ادھر آفتین برپا رہین راجپوت اپنے باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہین اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی بادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ پادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا جو اسکے اختیار مین وسائل تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا جسوقت پادشاہ کی فوج پنجاب مین افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہے۔ اسلئے لڑنے مین توقف کیا

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپخانے
لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان نے ناپسند کی شاہزادہ اورنگ زیب کے سردارون مین سب سے
زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ چاکنہ کے حملہ مین کامیاب
ہوچکا تھا اسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو
انسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے مگر سپہ سالار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا۔ مرہٹون
کے سواروں کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان
نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہوکر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہان
نے بہت راہون سے انکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا۔ اور برسات مین اُسنے
پیرگام مین جو دریا بہما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہان اُسنے ایک
قلعہ بنایا جسکا نام اُس نے بہادر گڈھ رکھا۔

خانجہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گولکنڈہ
مین گیا۔ کہتے ہین وہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُس کو اطمینان
خاطر کے ساتھ رائے گڈھ مین پہنچا دیا۔ اور جب وہان سے پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی
کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبات شہرون
سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج
کے لئے ہوئین۔ ان مین سے ہر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مین فائدہ مین رہا۔ مرہٹے بھاگ
جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس
لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اسکی غیر حاضری مین سورت کا جنجیرا کا بیڑا متفق ہوکر آیا
اور اُسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور بڑا کھوبلا
افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال
آیندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

سلطان علی عادل شاہ کا مرنا اور سیواجی کا ادہر ادہر لوٹنا۔

سنہ ۱۶۷۲ع مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج مین مبتلا ہوکر مرگیا۔ اسکے کوئی اور بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ بی بی بیٹی تھی عبد المجید وزیر تھا اور خواص خان و عبد الکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلون سے لڑنے مین وہ فائدہ نہین ہے جو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج مین ہے اسلئے سنہ ۱۶۷۳ع مین وشال گڈھ مین جہتی ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہان سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹون کو پہلے کبھی نہین ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر مین جو مرہٹون کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیرہی نے کاروار اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیون کو بہکایا کہ وہ مسلمانون کے تھانون کو اٹھا دین۔ ہوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ سیدپور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا وکیل اپنے دربار مین مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے پادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے مین مادیون نے پرلی لے لیا ستمبر مین ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ و سنہ ۱۶۷۴ع مین یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیون اور محاصرون کے بعد اس ریاست کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹون سے متصل تھا اور کوکن کا جنوبی حصہ

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تئین راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اوسکے ہوا مین اڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کی طرح اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اُسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر اپنے راج دھانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ ہوتی ہین وہ سب ادا کین۔ ایسے فر و شکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی نہ دیکھا تھا ترازو مین بیٹھکر تلا۔ برہمنون کو سونے کا تلا دان دیا۔ سونا روپیا۔ جواہر بچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے یا نئے نام سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہو گیا۔ کھانے پینے مین ہندؤن کی طرح پابند تھا اُسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندو مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کر دئے اور اپنی سادگی کو جو ابتدا مین تھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیروا نارنجی رنگ کا بیل کی دم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کر لیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئین جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اوسنے کبھی چوتھ مانگی نہین۔ مگر پرتگیزون سے کہتے ہین کہ اُسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر مرہٹون کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہون نے دی۔ ۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اُنکے توڑنے کے لیئے سیواجی کو ایک عذر ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے اوندھا اور پٹہ دوبارہ لے لئے سیونیری پر حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

مغلون کا سیواجی کے ملک پر حملہ

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سنیاپت ہمیر راؤ کی فتحیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سوارون کو کئی فوجون مین تقسیم کیا جنہون نے برہانپور کو اور باہور کو خوب لوٹا اور بہروچ سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ مرہٹون کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود لونڈا کا محاصرہ کیا اور اُسنے پنالہ اور لوٹڑا کے درمیان تھانون پر قبضہ کر لیا۔ جب سیواجی کونکن مین مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر گھاٹ نے سیواجی کے تھانون کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا۔
جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ مین دلیر خان نے اسکا تعاقب کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلون کی سپاہ نے ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ پونڈا کو ایک نقب اُڑا کر فتح کر لیا اور وہ جنوب کی طرف گیا۔ کونکن مین چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے گھر رایے گڈھ مین آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی مین اور طرف مصروف تھے تو ہمیر راؤ مغلون کے ملک مین آیا اور اُسے خوب لوٹا۔
خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر سے عہد و پیمان کیے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم اور امیرون نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑنے کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اسے کئی لڑائیاں لڑے جنمین بیجاپور والون کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن و دوست عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونو مین صلح ہو گئی۔
سیواجی نے پھر تیسری دفعہ لوٹڑا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا اور ایک سلسلہ قلعون کا بنایا۔ جنکے نام وردن گڈھ۔ بوشیدن گڈھ سیو درشو گڈھ

مچندر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط نہ تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ وغیرہ کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو مدت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور میں ہے اوسپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی دنکاجی قابض تھا اور حقیقت میں وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت میں پنڈت رگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی دنکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو مدد بھی زیادہ اپنی تمنا پر آنیکا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اسکا آجانا سیواجی کے حق میں نعمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دور اندیش بڑا تھا بات کو برسوں پہلے سوچ لیتا تھا۔ اس وقت والی گولکنڈہ کو مغلوں کا خوف لگ رہا تھا اور والی بیجاپور سے بھی چشمک رہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ و رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونوں میں اتفاق ہوگیا۔ سنہ ۱۶۷۶ میں گولکنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہاں کچھ دنوں ٹھیرا اور والی گولکنڈہ کو الو بنایا اور آپس میں یہ قرار ٹھیرا کہ میں اپنے باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کروں تو اسمیں سے بادشاہ کو حصہ دوں اور بادشاہ اسکے بدلے میں مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلوں کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد میں ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷ میں تھک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سواروں کے ساتھ برتم مندر کی جاترا گیا۔ یہاں مراسم مذہبی ادا کیے بھوانی نے کرپا کرکے اس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوؤں کے

ہندؤون کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے بہت سے درجات ہونگے۔ ۱۴ روز یہان ٹھہرکر مئی سنہ الیہ مین مدراس کے پاس ہوتا ہوا جنجی کے قریب پہنچا۔ جو اسکی قلمرو سے چھہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی بیجاپور کی طرف سے اسمین عنبرخان کے بیٹے روپخان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کرلیئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔ والی بیجاپور کا افسر شیرخان حاکم ضلع ترناملی نے پانچ ہزار سوار لیکر سیواجی کے مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد شرعت مین آخر قید ہوگیا سیواجی کا سوتیلا بھائی سنتاجی اُس سے پہلے پہل ملنے آیا۔

اس اثنا رمین اس فوج نے جو ارادۂ سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرکرکے ستمبر مین فتح کرلیا۔ قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار ہنگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔ جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہورہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا اور اُسنے اسکو سمجھایا کہ باپکے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی باپکے ورثہ کے نصف کا دعوی جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنا ہی زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کرکے زبردستی اُسسے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت سے بعید سمجھا اسلیئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپکے ورثہ نصف تنجور اور دلی اور ایک قلعون کا دعوی نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ بھی کو دے سکتا ہون مگر باپکے ورثہ کو نہین چھوڑسکتا سیواجی دہور مین آیا اور قلعہ کرناٹکی گڈھ وجلدیو گڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگلور۔ اوس کوٹا۔ بالاپور سیرا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سردیش مکھی لی اور جہان لوگون نے

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہین کی
مگر دلیر خان نے بادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جاوے۔ اور
عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اسنے
خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلا لیا اور دلیر خان کو اسکی جگہہ مقرر کر دیا
قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسنے سیواجی سے صلح کر لی تھی لیکن
مادھو نہ پنت نے جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم
حملہ کو ہٹا دیا۔ بیجاپوری سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مر رہی تھی اسکو دشمنون سے
لڑنا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۸ع مین مر گیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی
کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہہ مقرر ہو جاوے وہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی
کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہو گیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خان
کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور پادشاہ بی بی کو لشکر مغل مین بھیجدینے
کا وعدہ کیا اسنے پیادون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا
تو سوارون کی زیادہ تر سپاہ نہین رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ کئے تو
سیواجی کے نوکر ہو گئے یا بادشاہ کے۔

دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کر کے پیرگام مین گیا۔ سیواجی نے یہ حالات
سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی
کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ نراین اور ہمبیر راؤ سناپت کو مقرر کیا کہ وہ
کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کرین سیواجی نے قطب الملک کو اپنی فتوح کا حصہ
کچھہ نہین دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رائے گڈھ
مین آگیا تو اسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہین کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا
تو اس قلعہ کے آدمیون نے اسکی فوج کہی کے چند آدمیون کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہاں کے حاکم نے جو دس سیاٹی کی بیوہ تھی نہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ہو دن مین لے لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کرلیا۔ جب سیواجی
دور گل مین آیا ہے تو اسنے سنا کہ اسکے بھائی ونکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اسنے بھائی کو خط نصایح آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف رہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آگئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین —

سیوا اٹھارہ مہینے بعد ٹھیر ٹھیر کر رائے گڈھ مین آیا دو نو ہمیر راے اور جے جے نارائن ست
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا۔ پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے انہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھے اور برسات کے سبب سے ندیون مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیراب سیر حاصل اضلاع نہ لے سکا۔
دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوے تھے وہ بادشاہ نے
پسند نہین کئے بلکہ دلیر خان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسرون کو اپنی طرف کرسکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیر خان بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہوا۔ اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیر خان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خان نے اسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔
بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اسنے دلیر خان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوڑے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے پنالہ مین بہت سے سوار جمع کئے
اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازؤن مین عالمگیری
لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہی۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جا کر ٹھہرا
اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیرخان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا
اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمین تھے اسکے ہم قوم افغان
مین چلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت
بڑی فوجون سے بھی بڑھ کر کام دے سکتی ہے۔ دلیرخان نے محاصرہ کو نہین
چھوڑا اور سیواجی نے آگ اور تلوار سے باشندون کو پٹڑا کردیا اور دیہات کو جلا کر
خاک کیا۔ اسنے دریائے بیما سے اُتر کر جولنا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد مین
سلطان معظم تھا اُسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان مین اسکو دولت کا گمان ہوا
اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۹۰ مین سیواجی افواج سنگین کے
ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبہ دھرنگانو کو جو اس ضلع مین معموری مین
مشہور ہے اور جنس گرانقدر اقسام قماش و مال بندر سورت اور چیزین قصبہ کے انکے
کے پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی پھر چوپرہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور
جلا کر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی بتعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہائے معمورین سے تھا۔
جسمین مال تجارت بھرپور تھا اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہان کے واصل
باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہان کے ہنود و اہل
کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آ گئے
مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب
لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی
بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہی
سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گڈھ مین پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سواروں نے جمع ہو کر اسے سنگم نیر کے قریب آ کر ایسا گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل میں ایسا دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب بیٹھا ہی رہ گیا کہ آج چوہے نے کیا کیا کام کئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لئے اور اچھے اچھے شیروں کو سکان کتر دیے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہیں چھوڑا سیوا جی پٹہ میں تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے اسکی بہت منت سماجت کی ؎

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اس وقت آؤ گے تو کام آؤ گے نہیں پھر پیچھے کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔ ہزاروں برچھیت مرہٹے بھالے برچھے ساتھ لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُس پاس یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلوں کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ میں باپ کی خصایل اور اطوار میں سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ آیا تھا عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا مُنہ کالا کرنا چاہا سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعہ میں کچھ دنوں کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان پاس چلا گیا تو سپہ سالار سروقد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا اعزاز و احترام سے خیمے میں اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا کہ باپ بیٹے لڑائی میں ترازو کے پلڑے میں بیٹا باپ کی مقابل ہو گا — باپ کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتھکنڈوں سے واقف ہے مرہٹوں کو توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرد نداں کا تماشا دکھائے گا۔ سیواجی کا

سنبھاجی کا باپ سے جدا ہو کر دلیر خان سے ملنا اور پھر باپ کے پاس آنا۔

سیواجی کا اقبال یاور تھا منصوبہ کب چل سکتا تھا خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہوتا کیسا خطر و تردد کا مقام تھا مگر یہان کچھ اور ہی گل کھلا۔ کہ سپہ سالار نے جب بادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اُسنے دلیرخان کی اس تجویز کو نا پسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پابزنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر جوانمرد سپہ سالار دلیرخان نے عہد شکنی کرکے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سنبھاجی کو بادشاہ پاس بھجوایا اور اُسنے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیراؤ کو اپنے بھیجا اسکی لڑائی رنمست خان سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے۔ اُسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اُسنے اب بھی شکست پائی۔

موروپنت نے اہوت اور پاواگدھ لے لیا۔ یہ دونو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔

دلیرخان کے لشکر کے گرد ہمبیراؤ پھرتا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا۔ دلیرخان بھی انکو دبا رہا تھا۔ مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جابجا اُس کی رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اُسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی۔ سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہوکر سوا محاصرہ اُٹھا لینے کی کچھ اور بن نہ پڑا۔ برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا۔ بھیمی کو لوٹ لیا۔ کشنا جب پایاب ہوا تو وہ اُس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور ملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ ناروپنت نے چھ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر دلیرخان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دئے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

[illegible]

سیواجی کو بیجاپور والون نے رفاقت کے بدلہ مین اضلاع کوپال اور بیلاری دیدئے اور ٹوراوڈ مین جو ملک اوسنے فتح کیا تھا۔ اور تنجور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوے سے دست بردار ہوئے۔ انھین ایام مین اس کو بھائی دنکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جسسے دنکاجی کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا —

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین مل گئے کہ اسکو بخار چڑھا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء مین اس دنیا سے انتقال کیا مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام کئے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اسسے سمجھ جاؤ کہ اسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر او کسوا سطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اوس کے نام کا وظیفہ مرہٹون مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت سپہ سالاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ قزاق ایسا زبردست اور چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورنمنٹ مین خیال نہین آتا اور عقل کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جسوقت نانا راؤ اور کانپور یاد آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارتگری اور غیر قومون سے نفرت اُنکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ انکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی اب وہی انگریزون کے ساتھ ہے سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس برائی کو ہموطن اور ہمقوم برا نہین کہتے اور اسکے کرنے والے کو ملامت نہین کرتے اُسکے کرنے سے متوسط درجہ کے آدمی اپنے تئین برا نہین جانتے سیواجی نے مہمات جنگی و ملکی مین جو دغا اور فریب اور برائیان کین اُنکو اُسکے ہموطنون اور ہم قومون نے برا نہین جانا بلکہ انکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

سیواجی کی وفات اور اسکے اوصاف

ایسے ہوتے ہین جو امور خانگی مین سخت لعنت ملامت کیے قابل ہوتے ہین مگر وہ معاملات
جنگی و ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا
اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اسکو ملامت کی
اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہی کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹرے اور قزاق اور
راہ زن ہی نہ تھے بلکہ انکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی
حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ
سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوے اور اسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھے۔ بیجاپور و گولکنڈہ
مین جو مسلمان ہوتے تھے انسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے
کہ انکا خاندان نہ انکا مذہب انکی سرزمین ان سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھ
یہ اختلاف ہو تو ان مغلون اور اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ یہان کے
دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ انکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔
اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شودر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو
وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اپنی
جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دبا تا چلا آتا ہے اسسے وہ اور بھی خائف
اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اسمے انہون نے
اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی
غنیمت اور دولت حاصل کی سیواجی نہایت دغا باز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے
ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی
اطاعت اختیار کرتے انکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا
مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی
عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ سارے اسکے اہل وطن اسکو دل و
جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

جبکہ مسلمانون سے لڑتا تھا تو ہندو ایسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہوکر اپنی جانین دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ نہین چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہ پر ہمیشہ نہین چڑھا کرتی۔ جن کامون کی بنیاد دغا اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چندروز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب ہو جاتے ہین سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُس کے کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستورالعمل کے ہوتے ہین انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے لگتے ہین کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہین رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب قسم کے مقرر کئے مگر انکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سوا اُسکے اپنی رائے اور مرضی کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بے ہنگ ہوگیا۔ خافی خان نے اُسکے خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتون اور عیال کی حفاظت آبرو کا پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیتا تھا وہ اپنے تعلقہ کے رعایا اور ناموس کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا مسلمانون اور سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو۔

لیکن سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اُسنے ان وحشیون کو آدمی بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔ اُنکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا۔ قلعون کا سلسلہ وہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو کہین سے توڑین ہمیشہ اسمین اپنے پھنس جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا۔

مگر مشرقی ملکون کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مر جاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ
مین بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیواجی کی سپاہ مین تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی لڑکپن
طفلی مین تھی دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا سیواجی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھاجی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنہالہ مین باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھاجی
کے چال چلن کی نسبت برے الفاظ لکھے تھے جسسے لوگون کو ایک خیال یا گھر
آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی مان سورا
بائی بڑی ہوشیار و چترتھی۔ اُسنے سازو باز سے سب کو یقین دلا دیا کہ راجہ رام کو
سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و ظلم سے ہراسان اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھے سیواجی کی موت کو
چھپایا اور سنبھا کی درستی قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت
مین کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظون سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا انہون نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہین کرتا تھا غرض ارکان دولت مین آپس مین
اس باب مین لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پنہالہ کے
محاصرے کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار ہی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء مین رائے گڈھ
مین جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اِس وقت تو اُسنے
ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لائق تھا۔ بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہو گئے مگر جب وہ اپنی جگہہ پہ مستقل ہو گیا
تو زور ظلم کرنے لگا۔ اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہین رہا اُسنے راجہ رام کی
مان کو بڑی بیرحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف بہت
وزیرون کو بندی خانہ مین بھجوایا اور جو برہمن تھے انکا گلا کٹوایا۔ یہ بات

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہین ہے۔
لسکے مزاج کے سببسے بہت سی بدنظمیان اور خرابیان و ولڑائیان پیدا ہوئین
وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلون مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگون کو
جنہون نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائین دین کہ مرہٹون کو اُسسے
دلی نفرت ہوگئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑکر دشمنون سے جا ملے۔ ایک بڑا ایماندار
رگھوجی برہمن اُسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پیرلوک گون کیا۔ غرض پرانے
نمک حلال اور لائق سپہ سالار اور بیہودہ اہلکار جو باپنے جمع کئے تھے ان سب سے
وہ سرد مہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا فارسی کتابون میں کب کلش لکھا
جاتا ہے م کا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان مین سنبھا کو
سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھا کو باپ پاس لا یا تھا اُسنے اپنے علم و فضل سے اسکو
الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کامون کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمین خلل آیا۔
جب میدان جنگ مین سوار آتے تو انکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہو جاتے جس سپاہ کا پہلے
یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمین یہ
دستور پڑ گیا کہ وہ دشمنون کے ملکون مین سے عورتون کو پکڑ لاتے اور ان سے ہم بستر ہوتے یا بیچ ڈالتے
گویا عورتین بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگین غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ
تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو اور لوٹ سے تنخواہ کے
پورا کرنے کا حکم ملجائے۔ غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب ایسی خود تنخواہ اور
غارت گر ہو گئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنون مین
اُسڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لیئے زمین ور رعایا پر اور نیئے محصول لگائے۔ اسے خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑکر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے لگا۔ سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی تھی۔ مگر اب سپرا اور یہ رلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین ایسا آیا کہ اُسنے یہہ نہین خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی ہے۔ پرانے دشمنون کو چھوڑکر اور نیئے دشمن پیدا کیئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور مشورہ سے نہایت شوق سے سنہ ۱۶۸۲ء مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع کردی۔ اس غرض سے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان کے بر اعظم سے شامل ہو جائے۔ سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا پھر اسکے بعد کشتیون کے ذریعہ سے دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جسسے وہ دل شکستہ ہوا پھر اُسنے پرتگیزون اور انگریزون سے بگاڑی غرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اُسنے اورنگ زیب کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی —

واقعات سال بست وپنجم سنہ ۱۰۹۲

پادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دار الخلافہ سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرا بانو بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم مین چہرہ چھپایا۔ اُسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنا ایام دولت مین حیات خانۂ آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ پادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج ہوا۔ اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جاوے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت وحسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔ وہ اپنے باپ شاہجہان سے ۱۴ برس بعد مری۔ وہ اورنگ زیب سے نفرت رکھتی تھی جس کا پہلے بیان ہوا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت مآب

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین داخل ہوا۔

ستمبر تھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ اعتقاد خان انسے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے پادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا صلہ ملا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارک مین دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے اڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے۔ خافی خان اس واقعہ مین یاد و رشتا یہ لگاتا ہے کہ اس ضمن مین پادشا سے معروض ہوا کہ پادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ باروت کے اس زمانہ سے رکھے ہوئے ہین کہ پادشاہ یہان سے پادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق توپخانہ کے داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی اور پادشاہ نے کہا کہ اگر یہ جہانگیر ہوتا تو سبکو گل دیتا۔

پادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۳ کو یہان سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبدالکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف پورجات سے ایک لاکھ اٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی ہمراہ چلون۔ پادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔ جب پادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اس نے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کی تسخیر کے لئے اور یہان کے ہنود کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح کے لئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہیر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے اطراف مین دریا شور کے قریب پہنچنے سے اس قدر

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار ان اونچے پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر و فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست بہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھہ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہی محمد اعظم کے تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس دیکر منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا اسلئے اُسنے محمد اعظم کے محاصرہ کئے بغیر بادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اُسنے بادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین ہنگامہ مردم کشی نہ تھی۔ اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہوگئی۔

جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آباد ہی اور اُسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی کی قلعون کی تسخیر کے لئے سپاہ تعین کی ہی تو قلعہ رام سیج تھوڑی دیر مین بادشاہی تصرف مین آگیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان تو قلعہ رام سیج کی تسخیر کے لیئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگین لگائین مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک پرانا آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اوسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی اس قلعہ مین توپ نہ تھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی اور دس توپون کا کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کوکلتاش کو تعین کیا تو اُسنے محاصرہ کا کام اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اُس نے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی شہرت اس طرح دیجائے کہ توپخانہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپچیان کی ایک جماعت اور بازار کا غلغلہ بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہوئے

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیئے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جا بنا
جو فن قلعہ گیری مین ہنر ایٹ رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش اور روشنی اصلا اپنے پاس نہ رکھ کر مار کی مثند کمند پر اور نردبان سے
قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اسنے
اسکے دفعیہ کی تدبیر کر لی۔ خان جہان کی فوج جسطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
انہون نے دفعیہ کیلئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگا کے
اور پرانے لحاف چکنے کرکے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جا نبازآہنی پنجے دیکر چپ چاپ بٹھادئے۔ وے
ناخواندہ مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جونہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھکر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگھنکھہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت انکے کاسہ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ پیشرو پیرو ون کو ساتھ لے کر زمین پر سر خرو او شکستہ بازو ہو پہنچے چند
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سونے کا سانپ تولہ کا بنوا کر میری ہاتھ مین دیجیے
اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک مین
پہنچونگا۔ خان جہان نے اس سائیس کے کہنے پر عمل کر کے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ رسیمان سن کا ایک گولہ سائیس کے سینہ پر لگا کہ مارطلا اسکے ہاتھ سے آ گیا
اور وہ لڑکتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خان جہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لنگربان
جو مورچانون کے باندھنے کے لئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کرکے

کاڑی گئی ہین انکو جلا دین تو قلعہ والون نے شوخی سے کنگرون پر آنکر چلا کر کہا کر ان کو
کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کو
کہ سلیقہ لاری اور کار طلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی
کام کا سر انجام کار نہ ہوا تو پادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور
وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب سنبھانے سنا تو اسکو سونے کے کڑے اور
زر نقد بھجوایا اور اور قلعدارون مین اسکو ممتاز کیا اور کسی برٹے نامی قلعہ مین بدل دیا ان
عبد الکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے کہ نام
قلعہ دار بلہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔
۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۴ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان
صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھبیس ہزار روپیہ خرچ ہوا ــــــ
پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت رخصت
فاتحہ پڑھنے کے متصدی نہ ہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائین تو فاتحہ
پڑھین قضات جو خدمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب نہ ہون
احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خسرو چیلہ لایا اسکی تفصیل یہ ہے
ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۷۶ ہاتھی ۲۳۰ گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۱۳ چھکڑے
صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵ من باروت۔
محمد اعظم دریاے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثناء راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی
مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک
آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر
تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جا و بیجاپور کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

اسنے تردد نمایان کئے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زورمند تھا۔ قوت اشتہا غریب رکھتا ابتدائے عمر سے انتہا تک اپنی اوس پر ضابط تھا۔ مآثر الامرا میں یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لکھونگا جسمین جھوٹھ سچ تزویر کو دخل دونگا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کارطلب افغانان صاحب غیرت سے با نام و نشان تھا۔ دفعتہً بغیر کسی عارضۂ بدنی کے مرگیا اور عوام میں یہ شہرت ہوئی کہ رات کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع پاکر پادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا۔ غرۂ ذی قعدہ سنہ ۱۰۹۴ پادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل سنہ ۲۸ جلوس میں احمد نگر سے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ یہ قلعے سنبھا کے پاس تھے۔ ان اطراف میں پادشاہی سپاہ کبھی نہیں آئی تھی اسکے ساتھ ان آدمیون کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بہ سرافراز اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون میں تھا۔ اور اسطرف سے خوب واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم پادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جان نثار خان تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رائے سلیم و شجاعت میں پادشاہ کو پسند تھا بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا واقعہ نگار تھا۔ راہ کے مابین پادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان ہوئین۔ تنگ راہ میں ہوئین۔ پادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا۔ جب موضع سانگلی تون میں کہ قلعہ قلب ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سرداروں نے بڑی جانفشانی کی۔ جان نثار خان اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ میں قلعہ فتح ہوگیا۔ ملک رام درہ نہایت قلب تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور سنبھا کے لشکروں نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود ہوئی اسکے ایک طرف دریائے شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہردار اشجار اور

سانپون سے بھرے ہوئے تھے۔ کبھی پیہم گرتا تھا۔ چارپایے اور آدم کمتر بلاآفت کبھی سنیچ بچے تھے۔ چارپایون اور انسان نے لئے کوئی غذا سوائے ناریل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان بہین کی خاک بنین۔ غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ پہچان تھی۔ جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے۔ جب بادشاہ کو اس لشکر کی صعوبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اسنے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لاد کر بادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو۔ بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے سنبھا کو انکی خبر ہوئی۔ راہ کے ناہین سب جگہ دریا مین سنبھا کے نوڑے کھلے بنے ہوئے تھے۔ سر راہ اسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا۔ چند کشتیان لوٹ سے بچکر سلامت پہنچین لشکر نے بازار مین غلہ کے تیس چالیس پلون کے غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ بادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا۔ شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

ابوالحسن قطب الملک والیٔ گولکنڈہ کی

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمان روا ہوا تھا۔ اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اسکے افعال قبیح مین سے یہ کام تھا کہ اسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا۔ یہ دونو شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے۔ اور فسق و فجور اور منکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سنبھا کو ملک کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین مدد کی تھی اور ایک لاکھ ہن اسکو دیا تھا۔ ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم پسر سید مظفر حضور مین آیا۔ ابوالحسن کے امرا کے مقربان مین سے سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

پانے مین کامیاب ہوا تھا۔ اُسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اسنے بسبب عدم موافقت کے بادنا۔
اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دو نو ہندوؤن کو دیا۔
میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی ناشایستگیوں کے تسخیر حیدرآباد کی مہم کی طرف
رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابوالحسن کی قید مین تھا خلاصی چاہی۔ معًا اس عرض کے یہ بھی
معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکنڈہ ورا کیر متعلقہ صوبہ ظفر نگر کے اس دعوی سے کہ وہ
پہلے "تلنگانہ" سے متعلق تھے ابوالحسن کے امرا نے اپنے تصرف مین کر لئے ہین۔ پادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ
حیدرآباد کو تسخیر کیجیے اور ابوالحسن کو استیصال۔ ابتدا مین خان جہان بہادر کوکلتاش کو اُس کے
بیٹون کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصًا ہمت خان۔ راجہ رام سنگہ کو بھی اسکے ساتھ
کیا۔ اور امرا کو ابوالحسن کے منصوبون کی تنبیہ تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے
نکال لینے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیرون کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام مین مرزا محمد مشرف علیخانہ کو ابوالحسن کے پاس بھجوایا کہ جاکر اسکو یہ پیام دے کہ ہمنے
سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مرصع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہین انکو
اور تحائف کو تیرے قیمت لگاکے باقی پیشکش مین مجرا دے کے بھیجے اور خلوت مین اسے ارشاد کیا
کہ ہمکو الماسون کی اصلا احتیاج نہین ہے۔ ہم انکے لئے تجھے نہین بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے
سے غرض یہ ہے کہ ابوالحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سُنے ہین تحقیقات کرکے ہم سے عرض کرے
ہم تجھکو اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہین اسلئے چاہتے ہین کہ اورون کی طرح تو مال کی
طمع مین آکر ابوالحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام مین
ایسا بے حجابا اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک
دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہوجاتا مقدور اسکو خفا کر اور اصلا
خلاف ملامین ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جاکر الماس کو طلب کئے
ابوالحسن نے سخت قسمین کھاکر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہین ہین اگر میرے پاس ہوتے تو مین اپنی

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور مین بھیجدیتا - پادشاہ کے ارشاد کے موافق ابو الحسن مرزا محمد کی گفتگو بڑی بیباکی سے کرتا تھا اور اسکی بات مین جرح و قدح کرتا - ایکدن گفتگو مین ابو الحسن نے کہا کہ اس مختصر ملک مین ہم بھی پادشاہ ہین تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا نہین ہے کہ اپنے تئین پادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سننے سے پادشاہ کی گرانی خاطر کا باعث زیادہ ہوتا ہے - ابو الحسن نے جواب مین کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہے جبتک ہم اپنے تئین پادشاہ نہ کہین تو حضرت عالمگیر پادشاہ پادشاہان کبھی نہین ہو سکتے ! اس جواب کو سنکر مرزا لاجواب ہوا - مرزا محمد نے ابو الحسن کے پاس سے پادشاہ پاس مراجعت کی اور ابو الحسن پاس خبر آئی کہ افواج شاہی بسرداری پادشاہزادہ محمد معظم اور خانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہے تو اُسنے پادشاہی لشکر کے مقابلہ مین ان امرا کو روانہ کیا - ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدر آباد کا عمدہ سپہ سالار تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راو کوکہ برہمن صاحب السیف والقلم ابو الحسن کا مشیر اور وزیر یادنا کا بھتیجا زادہ بھائی تھا اور اور امرا رزم جو کار زار دیدہ کو اور تیس چالیس ہزار سپاہ کو بھیجا سرحد بیجاپور اور حیدر آباد کے مابین طرفین کی فوجین نزدیک ہوئین شاہزادہ محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا مقدور جنگ نہ ہو - اُسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا اول اگر ابو الحسن اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی مین یادنا اور آکنا کی دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے - دوم پرگنات سیرم وراگیر وغیرہ کو جو بندہائے پادشاہی سے یہ دعوی کرکے غصب کئے ہین وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑ دے اور منصوبان پادشاہی کو حوالہ کرے - سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف پادشاہ کی خدمت مین روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لیئے پادشاہ سے عرض کرین امراء دکن نے پادشاہی غضب کو اپنے جوابون سے دور نہین کیا - طرفین سے جنگ و صف کشی شروع ہوئی - خانجہان سے جو لڑائیان ہوئین اُن سب کا بیان تو بہت طول و طویل ہے - انمین سے بعض بیان کی جاتی ہین ایکدن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا - خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوار سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابو الحسن پاس تیس ہزار سوار تھا پادشاہی لشکر کی ہراولی پر

ہمت خان مستعد تھا صبح کو کوس کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپون کی دھون دھون اور
بان کی غرش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس مین جنگ عظیم ہوئی کہ کشتون کے پشتے
لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور بادشاہی فوج چارون
طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اُسپر عرصۂ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر بار کمک کی
طلب کا اور غلبۂ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب
کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئین خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اُسپر دکن کے لشکر کا ہجوم
بڑھتا تھا اس ضمن مین بری خان جسکا لقب ھاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا اور جسکے
ہاتھ سے پتھر اتنی دور جاتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہین جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا ایک بھالا
ہاتھ مین لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی ہے
چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلائے۔ کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ مین ہون اور
اسکو بھالا مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ
گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چنداول سے غلبۂ غنیم کے پیغام
آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت مین راجہ رام سنگھ کا فیل
مست فیلخانہ مین بندھا ہوا تھا اُسکے منہ مین تین چار من کی زنجیر ڈالکر فیلبان ہمت خان کی ہراول
کی فوج مین لایا۔ ابو الحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل مین گھوڑے دو
دوڑاتے ہوئے آتے تھے۔ اب ہاتھی جسکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر مین
ہلچل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سردارون کے گھوڑے چراغ پا ہوئے۔ اور سوار خود زین کے اوپر سے
زمین پر سرنگون نیچے آ گئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے یہین خیمے
لگا کے شادیانے بجوانے شروع کئے بہت غنیمت کے گھوڑے اور ہاتھی ہتیار مع توپخانہ کے
بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس شہر مین چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سردارون کی
سپاہ مین جو کچھ رہ گئی تھی آ جائے خان جہان نے نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم
کی تسخیر کیلئے [illegible] جو بابا ابو الحسن کے قبضہ مین تھی۔ اس گڈھی پر تردد نمایان کے بعد

فیل

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے دھاوا کیا۔
جان نثار خان نے مکرر گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی
محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ مادنا اور رستم راؤ کہ اطراف
پرگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔
چند روز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کیئے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ
عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان
لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبداللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان
بہادر زخمی ہوئے۔ آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا پادشاہزادہ
اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور یہین خیمہ لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت
بھیجی خبار نویسون کے نوشتون سے بھی پادشاہزادہ کے تعاقب نہ کرنیکا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ
پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خانجہان بہادر سے بھی کئی سببون سے پادشاہ ناراض تھا۔ دل آس کے
لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی بڑی رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض
صادر کیئے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پاس کوہ سلطان پور مین
بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا میر میران فوجدار پرگنہ
تھالنیر کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ سوم بعض اور سلوک
بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان امتنانیہ بھیجے
بھیجے جاتے اسکا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھ کر برادر رضاعی ہونے کی نسبت کے
سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہون سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے
پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو
پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اسکا تعاقب اسکے

بنگاہ تنگ کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا اگرچہ حضور شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئے اور
پادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سپاہی دکھلا کر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کر کے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ انکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اسنے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست ✦ شاہزادہ محمد معظم نے سب امرا کو جمع کر کے مشورہ
کیا حیدرآباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دلفریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب سے اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امرا اس باب مین اسکے ہمدم تھے۔ رائین مختلف تھین اسلئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبد اللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودہ روزگار اور ہوا خواہ جہان پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس
مین ہے کہ اب آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفہ بخیل
کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کر کے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر
خان جہان بہادر ہمراہی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کرین ورنہ بندہ ہراولی
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہے شاہزادہ محمد معظم نے حیدرآباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون۔ طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

وآبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ وگڈھی سیرم وکیلروا ور محال سرکار
سے کہ پادشاہی تصرف مین آ گئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و
شفاعت کی دستاویز بنا کے پادشاہ سے عرض کرین۔ یہ پیغام زمرو نام ناظر محل شاہ کے آ
ابراہیم سرفوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سردارون سے اس باب مین مصلحت پوچھی شیخ منہاج
اور رستم راؤ ونار دار نے متفق اللفظ ہوکر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہماری نوک سنان
و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین۔ چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر ریان مارکے
کہ سراچہ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اڑ گیا۔ اُس روز
ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا۔ خالی توپین چھوڑ کے درپے شلک کی
آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دکنیون کی
ان شوخیون سے پادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی۔ شاہزادہ معزالدین کے ساتھ جہانشاہ
بہادر کچھ بدستور سابق ہراول بنایا اور صف شکن خان وہمت خان اور دلاورون کو راجاؤن کی جماعت
مین برانغار وجرانغار وقلمش مقرر کیا عبداللہ خان کو چنداول ملتفت خان خوالی وراجہ جسنگھ
و سمندر بیگ و خواجہ ابوالمکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ ومقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار
مین پاؤن رکھا۔ اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس مین مصلحت کرکے صلاح کار اس مین دیکھی کہ تین
چار کروہ پر بہیر کو داہنی طرف بھیجدیا اور جنگ مین توپخانہ کا صرف نہ جاتا۔ بڑی بڑی توپون
کو گڑھون مین ڈالدیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا۔ دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول
شاہی کے مقابل اور دوم کو قلمش کے لئے ایک فوج سنگین کو آٹھ و سردارون کے ساتھ چنداول
سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا۔ ایکبارگی دکنیون نے جوشان وخروشان جلو ریز
سیلاب بلا کی طرح فوج پادشاہزادہ پر تاخت کی اسطرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے
لئے کھڑا ہوا۔ جیقلشہا رستمانہ بہروتی کا رائین معرکہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش وکشش نمایان
ظہور مین آئین۔ دکن کے سردارون نے ہراول وچنداول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا۔
سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر داہنی بائین طرف گیا دوپہر تک معرکہ کا ہنگامہ

گرم رہا پھر دکینون نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب تکلی نبگاہ تک کیا جس سی لشکر دکن مین غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارے اور تمہارے درمیان ہی۔ اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانون کے ناموس و عیال کو تاخت و تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہون۔
شاہزادہ معز الدین نے باپ سے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر دست اندازی کے منع کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکینون نے قبائل کو ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار کر کے گدھی مین جو پاس تھی روانہ کیا اور سہ پہر کو ہر طرف سی فوج دکن کا سیلاب نمودار ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ تردوات رستمانہ دونو طرف سے ظہور مین آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکینون کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکینیون نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبد اللہ بارہ نے ایک راجہ کو ساتھ لے جا کر بندرابن کو چھڑایا باوجودیکہ اُسکے خود دہن پر بان چھری کا صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ عزت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ مین ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئی اور بہت سی بے نام و نشان آدمی فنا ہوئی۔ شام تک کتی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئی۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ جنگ مغلوبہ صف مین طرفین سی مسلمان کشتہ ہوتے ہین بہتر یہ ہی کہ ایک دو سردار ہمارے اور تین چار تمہارے بغیر فوجون کے میدان مین آکر سپاہ گری کے فن اور تردد مین اپنے زور بازو کا امتحان کرین۔ پھر دیکھین کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہی۔ شاہ عالم نے سنکر اُن سی کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہی جسکا رواج تمہارے ہان بہت ہی اسکے سبب سے اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہین کہ آخر کار جب دکینون نے صف

سکا رزار جنگ مین آتا ہے تو وہ ننگ و عار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہین بلکہ اسکو سپاہ گری مین ہنر سمجھتے ہین
ہمارے نزدیک اسمین بدتر کوئی عار نہین پس بہتر یہ ہے کہ سید عبد اللہ اور اٰتا یہ دو سردار ہمارے
لشکر کے ہاتھی پر سوار ہو کر آئین اور ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈال دین اور تم بھی اسی طرح
سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت
اور بہادری کا امتحان کرو۔ تو دکنیون نے کہا کہ ہم فیل سوارہ پا بزنجیر جنگ نہین کرتے۔ تو
شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بگریز نہین کرتے اور دوسرے روز ہرکارون نے خبر دی ابو الحسن کے
سردار بھاگ کر حیدرآباد مین گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے
ہوئے انکے تعاقب مین حیدرآباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدرآباد
کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدمون نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم
کی طرف سے ابو الحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اس کو
بدظن کیا کہ اسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔ - - - - - - - -
اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا۔ جب محمد ابراہیم
سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدرآباد مین خبر پھیلی تو ابو الحسن ایسا صلاح باختہ ہوکر بغیر
اسکے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے
پہر رات گئے خدمۂ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور ہون کے صندوقچے اور جو کچھ
اسباب اٹھا سکا ساتھ لیکر قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا اس خبر کی شہرت ابو الحسن کے تمام
کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا۔ تاراج مین آیا۔ ناموس سپاہ اور
رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اٹھانے کی
فرصت نہین ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی
عورتون کو برقعہ اور چادر بھی نصیب ہوئی۔ شاہزادہ کے لشکر مین اسکی خبر پہنچنے سے پہلے
شہر کے اوباشون اور غارت گرون نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار و غربا مین جو زور و بازو
رکھتا تھا اور زر خرچ کرسکتا تھا وہ رات مین جسقدر مال قلعہ مین لیجا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پایتخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار میں لاکھوں روپیہ نقد
و اقسام مال و اقمشہ اور امرا و تجار کے چینی خانے اور ابو الحسن اور اسکے ارکان دولت کے فرش خانہ
کے قالین گھوڑے ہاتھی لوٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونہ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانوں
اور ہندوؤں کے زن و فرزند اسیری میں آئے اور شرفا و غربا و ضعفا کی ناموس برباد و فنا
ہوئیں کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہیں سکتے تھے انکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزاولوں کو مقرر کیا
کہ وہ شہر لوٹنے سے لوگوں کو منع کریں مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سواروں کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابو الحسن کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سزاولوں نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہیں موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابو الحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو پادشاہزادہ کو اسکے گذشتہ بخت اور یہاں کے رہنے والوں پر رحم آیا۔ اسکی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا وجہ مقرری سالانہ کے
ادا کرے اور دونو بھائیوں مادنا اور اکنا (انکنا) کو بیدخل کرے اور گدھی سیرم اور
پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی میں آگئی ہیں دست برداری
قبول کرے تو پادشاہ سے عرض کر کے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاے۔ اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابو الحسن کو ان دو بھائیوں کے قید کرنے میں تامل ہوا تو بعض عمدہ سرداروں
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دونو بھائیوں کو قتل کروا دیا۔ دونو کا سر کاٹ کے
پادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کار آدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبد اللہ قطب شاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیاں تھیں انمیں سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء موروثی عرب سے تھا اور اسکو امیر کر دیا اور اکثر امور ملکی
میں اسکی طرف مرجوع کرتا کچھ دنوں کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

اور حسب و نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبد اللہ قطب الملک نے دوسری بیٹی کو اُس سے منسوب کیا جسپر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا تو میر احمد نے قسم کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت کیجے اُسنے حیدر آباد سے جانے کا ارادہ کیا بہر دنا کہ مدار علیہ محل تھا اور محرمان حرم میر احمد کے ہمدم اور معاون ہوئے عبد اللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار ہوکر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندر اور باہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابو الحسن سے یہ نسبت قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ دری مین عبد اللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع ایام شباب سے فقراے خراب وضع کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار نامحمود کے اختیار کرنے سے قطب شاہ کے ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبد اللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلیے ابو الحسن درویشون مین خانقاہ شاہ راجو مین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ لیکن قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح اُسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہوگیا۔ سید سلطان فقیر ہوکر رنجیدہ خاطر... محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبد اللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے تلافی انتقام کا وقت آیا۔ میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے بخصوص سید مظفر اور موسی خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ اپنا آگو ہیچ جانتا تھا بعض خادمہ محل بھی اُسسے نفرت کرتی تھین سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کے سلسلہ مین تھا۔ اور حیدر آباد کے امراء مین صاحب فوج تھا۔ برخلاف اسکے ابو الحسن سب سے رفق و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبد اللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہان تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ جنگ پے مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر حبشی و ترکی کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسی خان محلدار اور مادنا و اکنا کی سعی و تردد سے کل عمدہ نوکر ابو الحسن کے رفیق ہوئے۔ دو نو بھائی مادنا و اکنا و سید مظفر کے

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے لیکر میر احمد کو مغلوب بے اختیار منزوی کیا اور ابو الحسن کو تخت
سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُسنے ابتدا سے خطاب نہین قبول کیا تھا حسب
منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے
بناء دولت کے ڈھانے مین سعی کی تھی اسکا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا
بیان یہ ہے کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ جو امیر بادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہے اور
صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ
تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین
برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہے آخر کو ایک دوسرے کی تخریب
کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابو الحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت
زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابو الحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو
امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہر چند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامہ فساد و
خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کرسکتا تھا۔ آخر الامر مادنا پنڈت ..
(مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابو الحسن کے ساتھ دمساز
اور ہمراز ہوا اور مرور ایام مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جماعہ دارون کو
انواع رعایت کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابو الحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق اور امور
ملکی کے لیئے صاحب فوج نوکرون کو باہر بھجوایا سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت
اسسے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھہ گوشہ نشین بنایا۔ خلعت و قلمدان وزارت مادنا
پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آگنا (اکنا نام) کو عنایت ہوا۔ ان دونون
پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا پائی ان ایام مین [illegible] کہ میر ہاشم نے
سید مظفر نے بادشاہ سے اپنے باپ کے لئے نالش کی جو بطریق محبوس کے منزوی تھا۔ بادشاہ
پادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اُسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے
کے واسطے تعین کیا۔ اُسنے ابو الحسن پاس قصبہ کو ہیر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابو الحسن نے اسکو ستم

ہمراہ نصرت خان پاس بھیجا۔ جب بادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا
بادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کر کے
اسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی بعض کہتے ہین وہ
لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔

القصہ جب شاہ عالم کی عرضداشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ بادشاہ سے عرض ہوئی
اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا۔ بعد
سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور بادشاہ کا تربیت کردہ تھا
وہ حجابت پہ مقرر ہوا اور اسکو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کر کے
بھیجا۔ خان جہان بہادر اور بادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین
اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین علم شہرت بلند کیا تھا اور
تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خانزاد و بچے اپنی جوہر
کارطلبی دکھاتے تھے۔ بادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضداشت
کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف ان عبارت
مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زادے جن کے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خوردہ
کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہین شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان
متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسسے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سپاہ کے ان
سرداروں کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش
کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو بادشاہ سے عرض کر کے اعتقاد خان
و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو علاقہ کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک بڑی
فوج سے انپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہو جائین۔ اتفاقات سے یہ خط سعادت خان
دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہرکاروں کا داروغہ بھی تھا۔
سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

مگر بادشاہ کے حق نمک اور عمدۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُس نے اِفشائے راز کو مناسب جانا۔ خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفا کی قسم لیکر حقیقت کار سے اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت مین بادشاہزادہ کی خدمت مین سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے وسعت خلق کے سبب سے جواب مین فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہین ہے جسوقت خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب مین ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر بادشاہی مین گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کو بیر مین چلا گیا کہ وہان بادشاہ کے حکم کا انتظار کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحتہً ابو الحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص عام مین یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابو الحسن کی تسلی اور اسکو فریب دینے کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے فوج بادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابو الحسن کی فوج نے بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر بادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ لشکر غافل تھا اور بادشاہ کی طرف سے کومک نہین آئی۔ میر ہاشم اور ایک دو سردار زخمی ہو کر دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکر حیدرآباد کے کنارہ سے اُٹھکر کھیر مین آکر ٹھیرا۔ ان دنون مین بموجب حکم شاہی قلیج خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا۔ شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو بادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڈھی سنسنی بناکے تاخت و تاراج شروع کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور مین بادشاہ تھا وہ مرہٹون کی مدد کرتا تھا باوجودیکہ بادشاہ نے مکرر فرامین نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے مگر

نہ ہوا تو پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امرای رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ
بیجاپور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اسنے دیکھا کہ سب جنگجو
فوج دکن بہادری عبد الرؤف اور شرزہ خان افواج پادشاہی کی اطراف مین پھر رہی
ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد مین گرانی تھی اور دکنیون نے
ہر طرف سے ہجوم کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کر دیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہو گیا۔ کبھی لئے
جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیر لیا کہ
محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا
تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیر انداز خان و
تہور خان اور امرای کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے
متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر انیس بیس ہزار غلے کے بیل لیکر پرگنہ اندی مین پہنچا
جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہی تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار و پیادے محمد اعظم شاہ
کے محاصرہ کے لئے بھیجے جسمین فاقون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے
سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہی کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی تھی
پر عماری مین پردہ سے باہر ہو کر تیر چلاتی اور امرا کی دلداری اور تسلی مین کوشش
کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان
بہادر سے لڑنے آتے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین جہان تک نظر کام کرتی تھی سوار
برق و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن مین سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ
کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ پادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر
ہوگا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کارنمایان
کئے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ سے نکال لئے اور اس آفت جانی سے نجات دی
اسنے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب پادشاہ کو ان واقعات کی

ہوئی تو اُسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالی نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد تیموریہ
کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔
اس ضمن مین کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور شاہزادہ کے ہمراہی اور امرائے
کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو پادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۷ھ مین
شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور مین پہنچا محصورون
کے عقل و ہوش و حواس اُڑ گئے اور ایک تہلکہ انمین پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان
بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خان بارہہ اور امراء کا طلب کر چند کلمات غیرت افزا
کہہ کر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجاپور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت
کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش
کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ امرائے
بیجاپور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج خانی کو
سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی کبھی سید عالم
پادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا ؎

نہان کے ماند آن رازے کزو بسازند محفلہا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی
فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئے۔ شاہ قلی ایک جوان و باش مشرب تھا مُنہ مین
لگام نہ تھی۔ جسوقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدیل ہوا تو محصورون
کی طرف مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ سنگ سمجھ کر
پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی
جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو
آدمیون نے پادشاہ کے کان تک اُسے پہنچایا۔ کہ پورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی جاتا
اور سید عالم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

ہوتا ہے روح اللہ خان کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادت خان
صدر و کوتوال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبداللہ کو جو وہ شاہ عالم پاس آتی ہے پکڑلاوے
اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص نے قاضی کی عدالت
مین شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ پادشاہ کے روبرو اسکو لائے۔
اسنے راز سے پردہ اٹھادیا اور کہدیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہ وغیرہ بھی
میرے ساتھ شریک ہین۔ پادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت مین بلاکر یہ باتین بیان کرکے
اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارھہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔
پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد مین شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے
بدل گیا۔ بہرحال ظاہر مین مراتب و مناصب لوازم ولیعہدی شاہ عالم مین کسی بات کو کم
نہین کیا مگر اُنہی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کئے۔ عبداللہ کے جرائم کا تفتیع روح اللہ سے
ہوا۔ پادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظربند رکھے پھر خلاصی کا حکم
دے دیا۔

غرۂ صفر کو شیخ الاسلام مکۂ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے صندوقچہ
عرضۂ نیاز بجناب رسالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہرہ کے باب پاک کے محاذی اس صندوقچہ
کو کھولتا اور خریطہ کو نکال کر مشبک مین داخل کرتا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گذر جائے۔

۱۵ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مصاحب عاقل
رازدان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت
پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی و ختمات
پڑھوائے۔ بختاور خان علماء و فقراء و شعراء کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی مین
کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی مین ماہر تھا۔ اسکی مولفات و مصنفات مین سے
مرآۃ العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو خدمتگار خان ناظر محل اس دار المحن سے
دربار حیات و بدیہ قرار مین گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیرخواہ تھا۔ اسکے جنازہ کی

نماز کی امامت پادشاہ نے خود کی۔
دوم جمادی الآخر کو پادشاہ احمدنگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اسکے لشکر کا حال انگریزی تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئے ہین سوارون کی ہزارون پرے انمین غیرملکون کے نوجوانون کے سوار پادشاہ کی خود سلطنت و سبع کے کابلی۔ قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈھلے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑےدار بندوق اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین جو پہاڑون پر اترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ مادلی مرہٹون کا مقابلہ وہ خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے تھے۔ ہر پادشاہی خیمون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانی سیکڑون تیع ہین۔ انکے توپچی ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون بیلدار اور کہار بڑھئی اور کاریگر انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر پادشاہی خیمے لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتے تھے۔ پادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل انمین عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری ساز پڑے ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش بیگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے منتخب عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بیری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے سیکڑون ساتھ تھے شکارگاہ کی عجب رونق تھی۔ پادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زربفت [illegible] سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

وہ ان سب خیموں مین ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سکاہ خانون کے خیمے
جدا جدا ہوتے تھے۔ انکے بیچ مین بادشاہ کے بیٹھنے کے لئے ایک تخت گاہ ہوتا۔ یا
کرسی ہوتی۔ حمام۔ غسلخانہ۔ چاندماری کشتی کے لیئے اور اور ورزشون کے واسطے
الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قاقم سمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی قالینون
اور چینی ریشمی کپڑون غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے
وہ روپہلی سنہری ستونون پر ایستادہ ہوتے۔ پادشاہی خیمون پر سونے چاندی کے
کلس لگائے جاتے اور خیمون کے گرد رنگین قناتین کھڑی ہوتین۔ بورچیخانے اور آبدار خانے
کا سامان سیکڑون طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ
شورہ خانہ۔ غرض سیکڑون خانے اسی قسم کے ہوتے اور پھر ان سب پر اور تکلف
زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا جسوقت بادشاہ
اپنے خیمے مین داخل ہوتا تھا تو پچاس ساٹھ توپین سلامی کی چھوٹتین۔ غرض اس عیش و عشرت کے
سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سولھوان سال بست و نہم وسی آنم ۱۰۹۷

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصورون کے
سردارون کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعے کے اندر گھوڑے
بہت دکھنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان ۱۰۹۷ کو بادشاہ خود اس دمدمہ کو دیکھنے گیا۔
جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگرون کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنارہ خندق
تک گیا۔ سواری کا آنا ہوا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک
عجب ہنگامہ ہوا۔ بادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبدالکریم نے سرمد
کی قلم سے لکھا یہ تاریخ بادشاہ پاس بھیجی ع فتح بیجاپور زود می شود ۱۰۹۷
بادشاہ نے اُسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ مین فتح ہوگیا
شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز مین دشمن کی جان ستانی کے ساری اسباب

[illegible marginal note]

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی۔ سکندر کی زبان سے
اُسکے رفیقون نے پناہ مانگی۔ چوتھی ۱۰۹۷ھ کو قلعہ کی کنجیان بادشاہ کی خدمت مین
بھیج گیئن اور بادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ بادشاہ نے ایک دربار
عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ
روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی
تاریخ کی فتح (سد سکندر گرفتہ) ہوئی۔ کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہ کہا اور لکھا
کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو زنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح
گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امرائے سکندری کو بادشاہ نے خلعت عنایت کیا
اور ششش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے
کو رستم خان کا خطاب دیا اور بندہائے حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست
کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو ۱۰۹۷ھ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف
کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدرآباد کے نام فرامین جن مین
مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ
سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہے
تا مقدور وصول زر مین تقید کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات
بادشاہی کا امیدوار کرکے زر پیشکش کی وصول مین زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون
ہونے کی امید مین طاعت کا اظہار کرکے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد
پیشکش کا میسر ہونا متعذر ہے۔ خواجہ سرائے خرد سال کو بھیجدو کہ مین اُسکے روبرو
زیور اور جنس مرصع گھر مین موجود ہو حاضر کرکے اُسکے حوالہ کرون سعادت خان
نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد بادشاہ کے گلبرگہ مین آنے
کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیون کو طلب

نوعدد خوانچہ جواہرات اور زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے جھرین لگاکے بھیجے
اور انکی قیمت مقرر نہین کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ
خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین رکھے اور دو تین وزیرین زر نقد بھی جتنا
میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت
انکو اکے لکھے اور قبض الوصول پیشکش پر مہر لگاکے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے
ایک اتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بھنگیان بادشاہ پاس بھیجی
تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس یہ خبر آئی کہ بادشاہ گلبرگہ سے گولکنڈہ کی تسخیر کے عزم
سے آتا ہے تو اسنے سعادت خان سے کہلا بھجوایا کہ میرا مطلب جواہرات اور زیور پاس بھجوانے سے یہ تھا کہ بادشاہ میرے حال پر رحم کریگا اب یہ سُنا گیا کہ بادشاہ گولکنڈہ
کی تسخیر کو آتا ہے۔ خوانچہ ہاے امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ
مجھے یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ بادشاہ ادھر آتا ہے مین نے وہ جواہر کے خوانچے سر بمہر
میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے۔ وہ بادشاہ پاس ہین۔ اس مقدمہ مین گفتگو
و شورش فساد انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور
دو روز تک ہنگامہ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے۔ مینے خوانچون کے بھیجنے مین بادشاہ کی مرضی
پر اور پاس حق نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھے غنیمت کام کے لئے جان
نثار اور کشتہ کرنا چاہیئے۔ بادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دست آویز
چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی۔ جب تک مین زندہ ہون
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور
رستگاری مین بحد مقدور کوشش کرونگا۔ ابوالحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت خان
کا یہ عذر سُن لیا اور اسکو اپنے پاس بلاکر اور زیادہ عزت کی۔

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدرآباد مین عمداً کسی تقریب سے پادشاہ کی خوبیون
کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب پادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان شکررنجیان
ہو رہی تھین تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح
کروڈالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع و ادعاء تقوی ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف
طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر حمل نہین
ہوسکتی پادشاہ کو چاہیئے تھا کہ وہ فضلا و صلحا و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے
ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ گھوڑے جب آئے تو پادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقاً
وقت سے ہی آختہ بیگی جسوقت گھوڑونکو دکھانے لایا۔ پادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا
اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑون کا ملاحظہ
کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے
پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نوسو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا
ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو انہون نے ذبح کیا اسی طرح پادشاہ نے بھی یہ کہا
علماء حیدرآباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ
امراء ایران کے گھرون پر گھوڑونکو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ
بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے
نام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کئے
جاتے تو ازدحام بہت ہوتا اور فقراء تکلیف اُٹھاکے اُسسے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ
ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کئے جائین۔ جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر
آفرین کی۔ پادشاہ گلبرگہ شریف مین زیارت کرکے اور وہان کے مجاورون کو بیس ہزار
روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کرکے ظفرآباد و بندر کی طرف آیا بیس روز یہان قیام کیا
پھر پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا اس خبر کے سُننے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اسلئے

سخن دان نوکروں کے ساتھ اطاعت و عفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیئے روانہ کئے۔ یہ نہ جانا کہ ع یاران مجلس مدہد نفع کشت را۔ بادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب سیاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا اسمیں ابوالحسن کی تقصیرات کی بابت لکھا کہ اس بدعاقبت کے افعال قبیح احاطۂ تحریر سے باہر ہیں انمیں سے سو میں ایک اور بہت میں سے تھوڑے شمار کیے جاتے ہیں اوّل ملک و سلطنت کا اختیار کا فر فاجر ظالم کو دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے علانیہ رواج دینے میں کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی میں انواع کبائر میں شب و روز مستغرق ہونا بلکہ کفر و اسلام میں اور ظلم و عدل میں اور فسق و عبادت میں فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت میں اصرار کرنا اور اپنے تئیں عدم اطاعت اوامر و مناہی الٰہی میں خصوص مادہ منع معاونت دارالحربی میں کہ نص جلی کلام مجید میں بتا کید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب میں ہمنے فرامین نصیحت آمیز آداب ان آدمیوں کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبۂ غفلت گوش سے نہ نکالا۔ بلکہ اسیطرح یہ ہوا کہ سفہا کو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سنا۔ باوجود اس غرور و مستی بادہ ناکامی اپنے افعال و زشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دو نو جہان میں رستگاری کا امیدوار ہونا ع زہے تصور باطل زہے خیال محال۔

جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیے شیخ منہاج و شرزہ خان و مصطفیٰ خان لاری اور سرداروں کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور بادشاہ کو زندہ گرفتار کریں اور اعزاز کے ساتھ لائیں تو امرا نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا دل و جگر انگار بن رہا ہے شکست پانے کے بعد ہم سے اسکی عزت نہیں ہو سکیگی۔ جب بادشاہ حیدرآباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے بفاصلہ دو دو کوس پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی تسخیر کے بعد ابراہیم گڑھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ کی طلائی کنجی کے

مژدہ فتح کے ساتھ آئی اور اسنے لکھا کہ مین ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔
۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۷؁ کو بادشاہ قلعہ گلکنڈہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا اس سے اس سرزمین مین ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوان اور اسباب قلعہ گیری کا فراہم ہون۔ قلعہ کے برج و بارہ توپون کے گولون سے ڈھائے جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ بادشاہ نے لیے ہم سنا کہ لشکر کی اطراف مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے دونو فوجون مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ بادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دکنیون کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آ گیا تو مورچالون اور دمدمون اور تقسیم افواج کا اور مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔
بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے بادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کی محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب ریاست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خدمت انگیز پیغام اور تحفے و ہدیئے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے بادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات کرا دے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتون صلح و جنگ مین میرے مقصود سے انفصال ہوا اور بجد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کروان۔ فتنہ جو واقعہ طلب آدمیون نے اس پیام سے اطلاع پا کر بادشاہ کے کان مین اسکو بہت آب و تاب سے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النسا بیگم پر بسبب اسکی حسن صورت و لیاقت کے فریفتہ تھا جسے اسکی کنیزین جلتی تھین انہون نے اسکی نسبت بادشاہ سے کہہ دیا کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس بدل کر قلعہ گلکنڈہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

بارہ مین پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور نہ کرے تو ابو الحسن کی رفاقت شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدمون نے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ کے جانے کے فکر مین ہے۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ مین بوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ مین پڑے۔ ان امارات نے اخلاصی نے اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایک رات کو اپنے مرحلہ سے حضور مین آیا اسنے ان نوشتون کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان خواجہ ابو المکارم سے جو شاہ عالم کے بڑے مقربون کرتھے۔ اصل حال پوچھا تو انہون نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ کوئی فاسد نہین ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابو الحسن کا قصور معاف۔ یا اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جاے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی بے تقصیری ظاہر کی مگر پادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہین دور ہوا۔ ۱۸ ربیع الثانی ۱۰۹۷ھ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلاکر مقید کیا۔ ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار مین ضبط ہوگئے اسکا منصب چھن گیا اسکی جاگیر اور جاگیر دارون کو دی گئی۔ نور النساء بیگم مقید ہوئی کہتے ہین کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل مین کہا کہ مین چالیس برس کی محنت کو خاک مین ملاتا ہون۔ اس شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آئندہ لکھا جائیگا۔

محاصرہ گولکنڈہ مین ہر روز اور ہر ہفتہ مین مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایک لشکر شاہی سے شیخ نظام مصطفے خان لاری عرف عبد الرزاق نے بڑی شوخی سے پیش آئے اور عجب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگہ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے سے گرا اور راجپوتون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامور دکھنی بھی قتل و زخمی ہوئے اور اہل قلعہ دکھنیون نے لشکر شاہی پر ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردون کی لاشون کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکھنی فرار ہو گئے شیخ منہاج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابو الحسن کے پادشاہ پاس چلے آئے

محاصرہ گولکنڈہ کا حال

اور انکو عمدہ خطاب ور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو
مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے
زیادہ قلعہ کی فتح مین کوشش کرتا تھا۔ شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور شش ہزار
پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابوالحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفی خان لاری
عرف عبد الرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ مین بہت سا ذخیرہ و بارود
و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے در و دیوار اور برج و بارہ سے گولہ
توپ گولہ تفنگ و بان و حقہ آتشبارہ برس رہا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئین کے اٹھنے
سے رات دن مین فرق نہین معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی
اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے
زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچا یا جو کام ایک سال
مین ہونا مشکل تھا۔ انہون نے ایک ماہ چند روز مین کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم ہوا
کہتے ہین کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کیسہ کرباس کو خاک کے پر کرنے کے لئے اپنے
ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپین
قلعہ کے محاذی چڑھائی گئین۔ جنہون نے حصار کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروتون کے حوصلے بگڑ گئے اور جو
بیچارے بے بضاعتون پر گذرا وہ بیان نہین ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا مین
گلزار دکن مین بارانی کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے
اور اس ملک کی غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو
سے نکلنے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت کا
نہ ہوئی جسپر حیدر آباد کے آدمیون کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیون سنبھا
کی فوج جو حیدر آباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر مین تاخت کرتی تھی وہ رسد
غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی بندہائے خدا کے ہلاک کرنے مین معاون ہوا

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سے گرسنگی و بے برگی کی تاب نہ لا کر ابوالحسن
پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کر کے محصورون کی معاونت کی۔ جب ایام محاصرہ پر
امتداد ہوا بادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین اور اکبر آباد کے
انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہان پور مین پہنچا تھا کہ بادشاہ نے اسے بلالیا۔ محمد اعظم کے
آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اسنے یہ سمجھ کر کہ
مجھ سے اسکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا
ہے کہ ولی النعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو بادشاہ نے دیوان سے خارج کر دیا۔ عبدالکریم
کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھیں کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب سے
مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸

او آخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸ اسکو روح اللہ خان نے رحمت خان افغان
پنی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر
عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات
باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رحمت خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم زینون
پر دمدمے کے اوپر سے اور ان راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہوگئین تھین عبداللہ خان
پنی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ بادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ
ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر فتح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جا کر دروازہ
کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا تھوڑے
ہی آدمیون سے بادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی
کہ اسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچا دیا۔
جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آواز بلند ہوئی تو
ابوالحسن نے خدمہ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہو کر اپنے مکان خاص مین

آیا اور مسند پر مہمان ناخوانده کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسلیے اسنے بکاول کو
تاکید کی - روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبرده آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت
کی - وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سب کے سلام کا جواب خوبی اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور پھر ایک سحر گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا - عقلاء تجربہ کار نے کہا ہے کہ جب گشتہ
اختر صاحب شرف لوٹن کو خیل حوادث سے لیل و نہار سرو کار بیکار رونما ہوتا ہے تو وه
حوصلہ بردباری کو ہاتھ سے نہین دیتے - رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تک باہم صحبت
بے نفاق رہی - بکاول نے دسترخوان بچھایا - اسنے امراء کی صلاء کی - ایک دو اسکے ساتھ
کھانے مین شریک ہوئے - روح اللہ خان نے عرض کیا مجھکو تعجب ہے کہ آپ سے اس
تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے - ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی
وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے مجھے اور شاه و گدا
کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بنده سے باز نہین رکھتا ہے
اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ
رفاه اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر کچھ دنون مصلحت پروردگار کا اقتضاء یہ تھا
کہ پندره سوله برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پھر خدا نے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا
کہ جسکا مجھے یا دوسرے کو شان گمان بھی نہ تھا - ایک ساعت واحد مین میرے لیئے
پادشاہی کا سامان تیار کردیا - الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی
نہین - لاکھون روپئے بخشے کروڑون خرچ کیے - اب سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ
مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اٹھا لیا پھر بھی
مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی ریاست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میری اختیار
کی عنان دی ہے - پھر وہ اٹھائے مروارید گردن مین ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا - شاہزاده محمد اعظم دروازه پر ایک چھوٹے خیمے مین اوترا ہوا تھا اسکے پاس
ابو الحسن گیا اور خوشی سے مالۂ مروارید کہ اسکی گردن مین تھی اتار کر نذر دی شاہزاده نے

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت مین لایا۔
بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد مین بھیجدیا اور اسکے احوال ضروری کے لائق خوراک و پوشاک و خوشبوئین مقرر کردین کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کرے
بعد اسکے ابوالحسن اور اسکے امیرونکے مال کے ضبط مین متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لامری ناپاک بے ادب ہے اسکا سر کاٹ کے دروازہ پر لٹکانا چاہیئے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا نہین ہے بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔
بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابوالحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق جیسا ہوتا تو قلعہ کی فتح مین بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق مین جان آئی تو بادشاہ نے اسکو کہلا بھیجا کہ مین نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کین اور پسر کلان عبدالقادر اور بیٹون کو جو لائق نوکری ہون بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہون اور باپ کی طرف سے تفصیلات کی تسلیمات بجا لائین۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا تو زبان مین لکنت تھی اس حال مین بھی اسنے جواب دیا کہ مین قدردانی کے آداب شکر کی تقدیم کرتا ہون اور عرض کرتا ہون میری سخت جان ابھی تک نہین نکلی ہے اس حال مین حیات کی امید رکھنا خیال محال ہے۔ اگر خدا تعالی نے مجھے دوبارہ زندگی عطا کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھسے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کرسکون تو جس شخص کے گوشت و پوست نے ابوالحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہین کرسکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہوجائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہوگیا۔ بادشاہ نے اسے نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہی ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون ور ۲ کروڑ ۳۵ ہزار
روپیہ کل تخمیناً چھہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات
و ظروف طلا و نقرہ - جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ کروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر
مین لکھی تھی - تاریخ فتح عبدالکریم نے (فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد) کہی - پادشاہ کو پسند

جب پادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کر لیا اور اسکے تمام قلعون پر قبضہ
کر لیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے - حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجا لائے -
اور انکو بقدر حالت سرافراز کر لیا - تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد
کے درمیان واقع ہی - وہان پید یا پریہ نایک قوم ڈھیڈہ کہ پشت سے حکومت رکھتا تھا
اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا - بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے
اسکا مسکن حصانت مین بڑا مشہور تھا - بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی
رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کر سکا - بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور
روز بد مین کام آنے والا جانا - جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو رسد مارنے کے لئے چھہ ہزار
جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا
محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کر چکا تھا - غرض بارہ ہزار سپاہ وہ
پادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو پادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خان
مرادخان خلف روح اللہ خان متعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے
خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور اوس لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا -
اور قلعہ گلکنڈہ کی تسخیر کی خبر سنکر نشہ ربایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا
کہ مالک الملک کو سپرد کرتا ہون اور پادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون
میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے - خان مذکور نے پادشاہ
کے حکم سے اسکے خان و مان کی محافظت کی اور بیرہ نگاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ
سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیائے اسلام کو قلعہ سپرد کیا - خانہ زاد خا

اس دیار میں جسمیں کسی نے اذان کی آواز نہیں سنی تھی بانگ صلوٰۃ اور اذان کو بلند کیا اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک بندۂ شاہی کو سپرد کی اور پھر یہ کو ساتھ لے کر حضور مین آیا۔ ۲ ربیع الاول سنہ ۹۹ کو یہ بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے دنون کے بعد وہ مر گیا۔ بڑا بدصورت تھا۔ بادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا۔

باوجودیکہ حیدرآباد کی آب ہوا بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ ہان گیا۔ جہان جہان بانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سیبھا کو سزا دے سکندر اور ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا۔ غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۱۱ جلوس کو بیجاپور کی طرف چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی سے قلعہ ادونی کو تسخیر کرے۔ یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا۔ جب عادل شاہی دولت مین خلل پڑا تو اسنے اسکے صاحبزادہ کے ساتھ کا فر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم بنا رکھا۔ اور عمدہ خزائن و دفائن و اسلحہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر متحصن ہو گیا۔ بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سیبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا اور خود بادشاہ ۱۲ ربیع الآخر کو ظفرآباد بیدر مین آیا۔ ابوالحسن جسنے پندرہ برس کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین ایک کروہ مسافت طے کر کے محمد نگر مین آیا تھا اسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپردازان اسکے خور و خواب کا اسباب دنیا جو ناز پروردون کے لئے ضروری ہی مہیا کر دین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا۔ سوم جمادی الاولی کو بادشاہ گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۳ ماہ مذکور کو بادشاہ بیجاپور مین آیا ہر صنف کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی سرحد کی

بادشاہ کا دوبارہ حیدرآباد سے دار الظفر بیجاپور کو جانا۔

نہایت محتاج ہو گئے وہ اس کم بخت حالت سے نکلے اور بخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی
پادشاہ نے بہت سے خستہ دلوں کو آسودہ کیا—

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد
عالمگیری کے مستعدوں میں سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی و نقلی سے بہرہ
تام رکھتا تھا اُسنے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہے۔ جسکا نام وقائع نعمت خان عالی
مشہور ہے بشوخی طبع کے سبب سے اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہیں۔ ضلع جگت
پھبتی پھکڑ کا اس میں بڑا مزہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح
کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمہ کو گھیر لیا اور ان صندوقوں کو
پادشاہ نے پہنچوا دیا جنمیں یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کرکے لے گئے
تھے وہ باقی رہے۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے۔ اور
نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتوں کو بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعمت خان کا
بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا دلکش نہیں ہے مگر پھر بھی پایہ تاریخی سے
ساقط ہے۔ یہ دونوں ابوالحسن کی قابلیتوں اور لیاقتوں کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔
کہیں لکھا ہے کہ ابوالحسن تانا شاہ نے پادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پانچ چھ لاکھ تھیلے غلہ
کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب میں کلمات
ناصواب کہے۔ کہیں لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور
بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ
حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ جو بعد اس خدمت پر مقرر ہوا اسنے
عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہے اور حکم کی اطاعت کرتا ہے۔ محاصرہ اور جنگ کے
دونوں طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم
عفو کھینچی جائے تو بحکم الصلح خیر قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق
مسلمانوں کے حال پر ترحم بیجا نہیں ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب میں اس کو

نعمت خان عالی کا وقائع و خافی خان۔

حکم دیا کہ چہار روز مجرے کو نہ آئے خافی خان محمد نعمت خان دونو سخت شیعہ ہیں مذہب
اونکو سنت جماعتون کے کامون کے برے رخ کو دکھاتا ہے اور اچھے رخ کو چھپاتا ہے
اسلئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہین تو اسمین ایک رخنہ نکالدیتے ہین
خافی خان نے قسم کھائی ہے کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تزویر و مکر و فریب ہو
کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب یا تابع ہے تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔
آگے ہم مرہٹون اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخون
سے نقل کرتے ہین جس سے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخون سے
کرتے ہین۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اسکے مرتے ہی پژمردہ
ہوگیا بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کو یون خاک مین ملانا اور اسکو ممالک محروسہ مین
شامل کرنا عقل دور اندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی
حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹون پر
اسلام کا رعب تھا جب وہ برباد ہوگئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ
اور منتشر ہوگئے پٹھانون اور بیگانہ ملکون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی
اور جو افسرون مین سے اپنے آقاون سے بیوفا ہن کر یا بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت
اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے
موروثی کارپردازون کو خفیف کرنا پڑا اور باقی سپاہ اور افسر کہ یا تو سپاہ گری سے جاہل تھے
یا بیچارے خود ... اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعون کا
گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے
جو لوٹ کھسوٹ اور قزاقیان کرتے ان مین وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ
مرہٹون ہی کو اپنے ان افعالون کا حامی اور مددگار جانتے۔ ان ہی کی ذات کو سرکشی کا
بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طلب ہی
رہتے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب ہی سے

ہندوؤن مین بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سہرہ کیا بادشاہ کے سر پر چڑھا تھا کشاروں کا ہار اسکے گلے مین پڑا تھا جسنے آخر اپنے زخمون سے گور مین اسکو پہنچایا۔

حال مین جو فتوحات نصیب ہوئین اُن سے بادشاہ نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ۱۶۸۸ء مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اُن ریاستون پر بھی جو جنوب مین انہون نے فتح کین قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع بیسو کو بھی دبا لیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو تنجور تک محدود رکھا اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کیے تھے انمین سے مرہٹون کو مجبور کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹھے اگرچہ بادشاہ نے سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب جما چنانچہ اضلاع مین محاصل کا ٹھیکہ دیس مکھیون اور زمینداروں کو دیا جاتا اور انکی حکومت افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور انکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لیے دیجاتی۔ جو روپیہ وصول ہوتا تھا اسمین سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی اسیطرح مقررہ تک جاگیر مین دیے جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس بھیجا جاتا۔ یہ افسر لے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔

سیواجی کے کپوت سنبھاجی اپنے محلون مین پڑے اینڈا کیے۔ اور اورنگزیب کی ان فتوحات کو دیکھا کیے مرہٹے تو اسکی کاہلی اور سستی کا سبب بتلاتے ہین کہ اسکے وزیر پنڈت کلوشا نے اسپر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کی حسد اور سازشون اور فسادون سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور مے نوشی کی کثرت سے اسکے قوائے جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے رایون کا ایسا غلام بن رہا تھا کہ اسمین اسکی اور اسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی ہو گئی تھین اگر ایسے وقت مین سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ساری دکن کو مغلون کے مقابل مین کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کے ساتھ ہوتا

کیا وہ انگریزوں اور پرتگیزوں سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا وہ مسلمانوں کے ہندو راجہ جگدیو جسکا آجکل اقبال چمکتا تھا اس کام میں شریک نہ کرتا کیا وہ اصلی آزاد باشندوں کو لڑائی کے لیئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر سنبھاجی نالایق کیا کرتا اسکے تو خیال میں یہ ایک بات بھی نہ آئی اسنے دکن کی سلطنت گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب کرنے کی تدبیریں بتلائیں۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب وہ شہزادہ اسے چھوڑ کر ۱۰۹۸ھ میں ایران کو چلا گیا اس سے زیادہ کیا نالایقی اور کاہلی سنبھاجی کی ہو سکتی ہے (کہتے ہیں یہ شہزادہ ایران میں ۱۱۱۶ھ میں مرگیا۔ شاہ ایران نے اسکی بڑی آؤ بھگت کی)۔

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظاموں کی کل بنائی تھی اب اسکے سب پرزے لوٹ پھوٹ کر برابر ہو گئے تھے۔ ایک قلعوں کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹوں کے پاس جو میدانی ملک تھا اسپر بادشاہ کا قبضہ ہو گیا تھا اور قلعوں پر محاصرے پڑے تھے اور بعض ان میں سے چھن بھی گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹوں کی سلطنت کا نام بھی نہیں رہتا۔ ان سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اسکے سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکروں کے مقابل میں تلوار چلاتے

یہ بات بڑی تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹوں نے اپنی بہبود اور فلاح کے لیئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیوں نہ ڈالا۔ اور ایک آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیوں روکا مگر جو کام انکو خود کرنا چاہیے تھا وہ مرہٹوں کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹوں کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤں کا تعصب اور جوش مذہبی بڑے جوش میں آیا اور اسنے مسلمانوں کو مزہ چکھایا۔ اب اسکے مارے جانے کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغلی

بالاگھاٹ پر کولاپور مین ہتا تھا وہ نہایت دلاور اور چست و چالاک اور فنون سپہ گری اور جگہ داری سے ماہر تھا اسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری اُسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعتًہ جانباز سپاہیون کا گروہ لیکر جب چاپ سنگمیشر کے باغ مین پچاس کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے جب ملازمون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔ وہ نشے کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا اور اس گستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی۔ سر کو تن سے جدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے گئے چلنے ہی تیر لگا۔ زخمی ہو کر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون کی پیٹھ پر کس گاجے باجے سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشائیون کا ازدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جیتا زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعون پر قبضہ ہو جاوے۔ مگر جب اُسکے بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور خواری کی جب پہنچی۔ جسے مرنا بہتر ہے تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب لکھکر دیا کہ بادشاہ سے کہدو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہ دے تو مین مسلمان ہو جاؤنگا اور اُسی پر بس نہین کی۔ بلکہ دو چار صلواتین خدا اور رسول کو سُنا دین یہ جواب تلخ جب بادشاہ کے کانون مین پہنچا تو اُسنے مصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکر سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم لوہے کی سلائیان پھروائین اور گردن اُڑائی ۔

کلوشاہجی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور اُنکے غیظ و غضب

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین ہی۔ غرض اس جان کے جانے سے اُنکے عزم مردہ مین
جان پھر آئی۔ اور جوش وخروش و مذہبی ولولے اُنکے دلون مین ایسے پیدا ہوئے کہ پہلے کبھی نہین پیدا
ہوئے تھے۔ مگر اب اُنمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے
تھے۔ قواعد سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری
سے خالی تھے۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعدار نالائق۔ سوا اسکے بادشاہ کی شجاعت اور
اُسکی کثرت سپاہ وتدابیر اور عقل کی شہرت نے اُنکے دل مین ایسی ہیبت بٹھا دی تھی۔ کہ مغلون کی فوج
کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑے بڑے افسر رائے گڈھ
مین جمع ہوئے اُنمین سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی
کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیرخوار سیواجی کو
راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب مرہٹون نے اپنے سب کارخانون کو
درست کرنا شروع کیا۔ قلعون مین کھانے پینے کے ذخیرے بھرے۔ قلعدار لائق مقرر کئے
جو سیواجی کا انتظام تھا سپاہ مین پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا
کہ لٹیری سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین یہ مشکل رفع
ہوگئی۔ ایک افسر نے سلحدارون کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جس وقت
ضرورت ہو جمع ہو جاوین۔ غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا
وہ وبا کی طرح سارے اُنکے سپاہیون مین پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائے گڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور
غلہ و کاہ اور اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان نے جسکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تھا
اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہوگیا
اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۱ (۱۶۹۰) کو شیرخوار راجہ پکڑا گیا اور مان بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس
گرفتاری سے کچھ مرہٹون کے دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی
خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور اُنپر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعے۔ بنالہ اور

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لیے۔

راجہ رام کا بھاگ کر جنجی جانا

اب راجہ رام پہلے ہی سے چارون طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین
پڑا پھرتا تھا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہو سکے اُسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے
کہ کرناٹک کی پائین گھاٹ مین چلا جائے۔ چنانچہ اس لئے مہاراشٹر مین جو ضلاع ابتک باقی تھے اُن مین
دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی اور ملک کی حفاظت و حراست کا اچھی طرح
انتظام کیا اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر
جنجی مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت اولوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔
یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا اور
جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہان تک فضولی
اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئے تھے وہ بھی تقسیم کر دیئے یہہ
اُسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پرہلاد ہاتھ لگ گیا۔
اُسکی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین سپاہی
اور فقیر دل و جان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔
سچ یہ ہے اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ مین نہین سنا جاتا۔
اُسنے اپنی طبیعت مین اپنی قوم کے لئے ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو
از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے
پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طور طریق
ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اُس
وقت اپنی مصلحت اسی مین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ ہلائین۔ اور
سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھین جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لئے چاہے۔ اور
تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین کبھی نہ چوکین۔
جن سردارون پاس باستین تھین اُن سب نے ظاہر مین بادشاہ کی اطاعت اختیار کر لی

اور اسیر پیدا ور طرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار میں ور سبھون سے سبقت لے گئے تھے۔ مگر در پردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے اُن سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی مہمون میں اپنے نوکرون کو اُنکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ دارون کے ساتھ گروہ کے گروہ انمین داخل ہونے کے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض اُنکے اس نفاق اور جاسوسی حکمتون سے جو نقصان دشمنون کو پہونچا یا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا جب یہان کے سپاہیون نے دیکھا نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے انکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہے کہ جس کا کچھ اثر ہو تو انہون نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ اُنکے ہان فتح کے یہی معنی تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا اس قوم مین ہر شخص کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار باقاعدہ اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پُر خطر ہو جاتے تھے۔

فتح قلعہ ستارہ

جب اورنگ زیب ان چوٹون اور پنڈارون کو اُنکے کوہستانی وطن مین تلاش کر رہا تھا تو وہ کہین انکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹون کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۶۹۱ع مین اس قلعہ کے پاس پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اسکا فتح کرنا تو درکنار اسکا محاصرہ بھی نہین ہو سکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیراب رشاداب چنانچہ اور تنجور کیطرف اسباب رسد کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا مگر ملنا مشکل تھا ایسا مرہٹون نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ انہون نے جو طور دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اسمین کوئی سرداران لٹیرے مرہٹون مین سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چاروں طرف ابتری دکھائی دیتی
یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا
ہوا۔ تو اُسنے سنتا جی گھوڑپوری اور دھنا جی دو چالاک سرداروں کو تفریح طبع کے لئے
اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثنا راہ مین اُنسے بیجاپور کی فوج ملی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے
سے معزول ہو گئی تھی اُسکے گروہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب انہوں نے ان نامور
دلاور سرداروں کو دیکھا تو تمام دہات سے نکلے اور انکے نشانوں کے نیچے بیشمار جمع ہو گئے
مرہٹوں کا جو رہا سہا ملک تھا اسکے انتظام کے واسطے رامچند پنتھ کو راجارام نے مقرر کیا تھا
اُسنے بھی ۱۶۹۲ء مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع
کر لیا اور یہ اُسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیوں مین سرگروہ تھے اُنکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک
مرہٹوں کی سلطنت سے خارج ہین اُنسے چوتھ وصول کرین اور سوار اسکے اور حقوق مرہٹوں
کے جتلاتے رہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین اُنکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج
کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والوں پاس رہے۔ سوار اسکے ہر سرگروہ کو اختیار
تھا کہ وہ اپنی فائدہ کے واسطے ایک اور خراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی
تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والوں گروہوں کے مختلف سرگروہ
مشہور اور نامور ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکوں پر ہاتھ پھینکتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال اور دولت
سے اپنے دامن پر کرتے تھے کبھی سب یکجا ہو کر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر یورش اور غارتگری پر
قدم بڑھاتے سنتاجی اور دھنا جی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیروں مین بڑے نامور ہوئے
غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ پادشاہ کی لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت
کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینوں نے
اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانوں کے میل جول نے مغلوں کی سپاہ کو نرم اور
آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب عظیم یہ تھا کہ ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مفلسوں اور وحشیوں کو حوصلہ ہوتا ہی تو بڑے بہادر بنجاتے ہین اور جو چاہتے ہین سو کر ڈالتے
ہین جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہوئی ہی تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہین پھر انکی جان لینے کو
ویسے ہی دشمن کھڑے ہوجاتے ہین جیسے وہ خود اورون کو لئے ہوئے تھے - اسلئے انمین سے فن
سپہ گری مٹ گیا تھا فوج مین شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا کیا گھوڑ رو
کے بگٹٹ ایلغار ہوتے تھے - یا اب رسالدار جو اپنا رسالہ لیکے چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دولھا
ساتھ لئے جاتا ہی - سوار اسکے سردارون کے گھوڑون کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز
کسی پر چڑاؤ زین دھرا کسی پر زردوزی چارجامہ کسا - گھر یا اور پاکھرین پٹھون پر پڑین
جنمین جا بجا زر اور سنبور کی جھالر - کلابتو کے پھندنے - دم اور ایال تمام رنگین گلے مین ہار گاؤ کی
چوہریان لٹکتین سر پہ کلغیان دھرین اور پاؤن مین جھانجھن پڑی - ریشمی باگ ڈورین سائیس ہاتھ مین
لئے - یہ تو گھوڑون کی کیفیت تھی اب ان گھوڑون کے سوارون کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم
اور پشم کے دگلے روئی کے گالون سے بھرے اور انپر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگائے - غرض نہ یہ سوار نہ یہ
گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے - موٹے تازے خوب ہوتے تھے - مگر دشمنون پر حملہ کرنے اور
مہینون کے سفر کرنے مین انکا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات بیجا گویا ساری سپاہ مین پھیلی ہوئی
تھی مگر انکی آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ مین کوئی نظم و آئین نہ تھا - باوجودیکہ عالمگیر
خود ذرا ذرا سا کام دیکھتا - اور سب کارخانون کو تفتیش کرتا - مگر منصبدارون نے اسپر یہ دغا کی
کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی - اپنے خدمتگارون اور چوڑھے چمارون سے پوری
کی جنگلی بری صحبت سے بھلے مانسون کا ساتھ یا ناس گیا - غرض فوج نہ اورون کی نگہبانی کرتی اور نہ
اپنا پہرہ چوکی دیتی - اپنی اور اپنے گھوڑون کی کنگھی چوٹی مین وقت ضائع کرتی - ایک فرانسیس
فوج کا بیان لکھتا ہی کہ اس فوج کی تنخواہین بڑی بڑی ہین مگر کچھ کام کاج نہین نہ پہرہ کوئی
دیتا ہی نہ چوکی نہ دشمنون سے مقابلہ کرتا ہے - غرض یہ سب سچ ہے یہ مورخون کے مبالغہ آمیز ہین مگر اس
مین شک نہین کہ اس بادشاہ کے عہد مین سپاہ مین وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے
عہد مین تھی - عیش دوست اور آرام طلب سب سپاہ ہو گئے - قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید

کرتے ہین ۔ افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے ۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو
وہ جنھون نے کبھی عیش کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک انگرکھا جانگیا پہنتے ۔ ایک چھوٹی پگڑی باندھتے
کمر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار بیس کوس ہوا کھانے جائین ۔ اور ضرورت پیش آئے
تو سو کوس نکل جائین ۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھائین خیمہ لگائین نہ بچھونا بچھائین ۔ زمین پر لیٹ
جائین ۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بنائین ۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ بادشاہی فوج
کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے ۔ اور قریب کے
پہاڑون مین یا ادھر ادھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر
انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان
چھوٹی چھوٹی گروہون سے انپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکھٹے ہوتے تھے ۔ اور
جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لیکر واپس لوٹتے تھے تو ناگاہ
وہ ادھر ادھر سے اکھٹے ہو کر انپر گرتے اور اگر انکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے ساختہ
حملہ کرتے تھے ۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازؤن پر متفق ہو کر جھومتے چلے آتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کرکے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے ۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن
کے قول پر توڑہ دار بندوقین ماریں یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلاک کرین
رسدون کے لوٹنے اور بار برداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا ۔ وہ بادشاہی فوج
کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے ۔ بادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعتہ وہ رسد پر گرے
اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ لیگئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جھمگٹ کے جھمگٹ اکھٹے ہوتے اور خوب اوٹ گھات لگاتے اور جان توڑ کر اسپر لڑتے تھے
مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی ۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کردیتے تھے اور جب مغل لاچار ہو کر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور
بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا کر

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازہ کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتا جی اور دھنا جی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ء مین آن پڑے کئی دفعہ اُنہون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب انسے خائف رہنے لگے۔

واکن کھیڑا ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اُسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دونو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ اُنکی کوشش کا نمایان
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
جمدۃ الملک اسد خان پاس چلا جائے اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک دونو جنجی جاکر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر سختی بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چرب نرم باتین بنا کر اُسنے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفاقت
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اُسنے دشمنون کو خبرین
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہو سکا اور محصورین جنگ اور
مقابلہ کرتے رہے (جمدۃ الملک و ذوالفقار خان کا باپ تھا) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتا جی
گھورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا ۱۶۹۶ء مین جنجی کی
محاصرہ اٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دھنا جی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور دور دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق مقامات
پر پڑا تھا بے خبر اُنکے اوپر حملہ آور ہوا اور اُنکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتا جی نے یہ ایک فتح

راہ مین پائی کہ ضلع کوریاک مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُس نے حملہ کیا۔ اور تمام چھیون اور رسا بجے چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کر لیا۔

یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا بادشاہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سپاہیانہ پیچ کھیلا کہ مرزا کام بخش کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مر گیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور سعی کرنے کیلئے موجود ہون۔ یون انِ دونو مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس سازش کا دریافت کر لیا اور بادشاہ کو لکھ کر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کر لیا اور مرزا کام بخش کے خیمے پر خفیہ پہرہ بٹھا دیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا تو سب امراء مین باہم مشورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ کے خیمے کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھا دئیے جائین۔ غرض اسکو بالکل قید کر لیا۔ اور قلعے کے گرد سے تمام تھانہ دارون کو بلا لیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس نااتفاقی کی خبر پہنچی تو اس حال مین انہون نے شاہ دان فرحان تارات نازان مین ہزار سوارون سے بادشاہی لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ جمدۃ الملک تو خیمہ گاہ مین فقط مرزا کام بخش کی حراست کر رہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تھا اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لے سکا تو انہین میخین ٹھوک کر بیکار کر گیا۔ اور دوسری جگہ جا کر مورچے جمائے اور گرد اُنکے خندقین کھو دین۔ یون گویا محاصرین تھے یا محصورین بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنون کو شکست دیدی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پہ صلح ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاویش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا منتظر رہے۔ بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ جمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے پھر محاصرہ نہ کیا بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اسمین اُسکا مقصود یہ تھا کہ سپاہ
عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا بادشاہ اُسکو
سمجھے بادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا
ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دہی
کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا جب وہ سنتا جی کے روکنے کے لئے
ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اُسنے جنیتل ورک واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ
مجبور ہوکر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی غرض ایک قلعہ مین
محصور ہوا۔ اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھا کر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری
سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے انکو روٹی
اور پانی دیا۔ پھر ایک اور فوج شاہی کو سنتا جی نے شکست دی اگرچہ ذو الفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا
مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ
سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اُسنے شعبان ۱۱۰۹ ہجری
مین جنجی پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو
لڑکیان اور اپنے دوست آشناؤن کو کشتی مین بٹھا کر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر علیخان
بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا حربی گریخت گرفتنش چندان کار نبود اما از اغماض کہنہ
عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنادر نگ
ممالک محروسہ مین بڑھے۔

سوا اس قلعے کے چھن جانے کی دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع
ہوئین یعنی سنتا جی اور اُسکے نائب دھنا جی مین جھگڑے قضاے شروع ہوئے اور انجام اُسکا
یہ ہوا کہ سنتا جی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے
کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھ کر جلتا تھا

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ انکی آزادی کا مانع تھا اور آئین قوانین کا پابند
انکو کرتا تھا۔ اس بات پر اسکے تمام خاندان نے راجارام کی نوکری چھوڑ دی اور بطور خود
مسلمانوں سے لڑنا شروع کیا۔ دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے
کرتا تو ان پنڈاروں کے ہاتھوں سے یہ تکلیفیں نہ اٹھاتا یعنی اسنے سپاہ دو قسم کی مقرر کی
ایک فوج رواں۔ اسکا کام یہ تھا کہ جہاں مرہٹے کھلے میدانوں میں آئیں تو اُن سے لڑنے
جائیں۔ اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان کو مقرر کیا۔ دوسری فوج محاصر۔ اسکا کام
یہ کہ وہ قلعوں کو محاصرہ کر کے فتح کرے اس سپاہ کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی گو
ساری فوج یوں کام میں لگی اور بادشاہ نے پیرانہ سالی میں جفاکشی اور محنت کا بوجھ
لیا۔ مگر اب فساد دوں کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعہ سے
روک تھام اسکی ممکن نہ تھی۔ اگرچہ ذوالفقار خان نے راجارام کو بھگا کر اور بعد اس کے
مرہٹوں کو شکستوں پہ شکستیں دیکر مسلمانوں کی دلیری اور دلاوری پر آمادہ کیا۔ تا
آخر کار اسنے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹوں کو شکست کا
صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیوں کا مارنا ہے یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش بر آب ہے
ایسا ہی مرہٹوں پر اسکی شکست کا اثر بے اثر ہے۔ مرہٹوں کی فوجیں شکست کھا
ایک دن منتشر ہوتی ہیں اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہیں اور بادشاہی فوج
کی یہ صورت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور ندامت اور فتح کی حالت میں
خزانہ خرچ ہونا حاصل ملک میں فرق آتا۔ یہ کیفیت تو ذوالفقار خان کی سپاہ
کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی میں مصروف ہوا تھا البتہ اُسسے فائدوں
کی زیادہ توقع تھی۔ بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا۔ امراء کو افسوس تھا
کہ وہ اس بڑھاپے میں ایسے سخت کاموں کے واسطے جاتا ہے۔ اور جو مکان اُنہوں نے
اسکی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے اسکو
چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ والا ہمت چند قلعوں کو فتح کرکے ستارہ کے روبرو

کھڑا ہوا جسکو راجارام نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت مین ایسی حکمت
سے بہت جلد اسکو فتح کیا کہ محصورون اُسکے مقابلہ کے لئے باسامان تیار نہ تھے مگر اسپر
بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ مین سنہ ۱۱۱۰ھ مین فتح ہوا۔

راجارام جنجی سے بھاگ کر دکن مین آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے
کسی ہٹی سردار کے پاس جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب
انتظام کیا جہان سے وہ نہ وصول ہوتی تو تمسکات اقرار نامے لکھا لیتا۔ یہ تحریرین بین
آئیندہ زمانہ مین بہت کام آئین مگر وہ جب ایک بار نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار
خان نے اسکو ایک سخت شکست دی اور اُسکے تعاقب مین بڑھکر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ
بیمار ہو گیا اور ایک مہینہ کے اندر سنہ ۱۱۱۱ھ مین مر گیا۔ راجارام نے اپنے خاندان کے نام کو
رکھ لیا سنتاجی کے مارنے کا الزام اُسکے ذمے لگاتے ہین مگر ثابت نہین ہوتا اُسکے مرنے
سے گو مغلون کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اسکی جگہ سیوا جی
اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اسکی نائب مقرر ہوئی۔ یہ عورت بھی ہمت اور
شجاعت اور لیاقت و قوت مین جوانمردون سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے
مقام مین دشمنون کے تعاقب سے بچتی پھرتی پھری اور دشمنون کو خوب گھٹاتی رہی اور
دوستون کی ہمت بڑھاتی رہی۔

قلعون کی فتوحات کا حال بادشاہ کا نہایت طول طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ
بادشاہ چار سال سے برہمپوری جسکا نام اسلامپوری رکھا تھا قیام پذیر تھا۔
وہان سے قلعون کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا جس ترتیب سے انکو فتح کیا اُسی ترتیب
سے ہمنے نام لکھے ہین۔ برلیگڈھ۔ سنت گڈھ۔ ستارا۔ پرلی۔ پھوسان گڈھ۔
کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ واکن کھیرا۔ انمین سے بعض قلعون کے محاصرے مدت
دراز تک ہوئے اور بہت خونریزیان ہوئین اور انکی فتح مین لگاتار کی تدبیرین
اور انواع اقسام کی تجویزین کام آئین۔ قلعہ کھیلنا کی فتح مین بادشاہ ہمیان

کھیل گیا اور جو مصائب اُسنے اس قلعہ کی فتح مین اُٹھائین وہ بادشاہ کے رقعہ سے جو اُسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا از رکیل و اظہار جو آسیب شنیدہ باشد کہ حالت نادیدنی و محنت ناشنیدنی برا سالہا بر ان گذشت - ان قلعون کی فتوحات کی تفصیل محاربات نہایت دشوار اور مشکل ہے ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ پادشاہ ادھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھر لے لیتے -

اوپر جو مضامین لکھے ہین انگریزی کتابون سے لکھے ہین ان ہی مضامین کو ہم فارسی تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کرکے دونو بیانون کا فرق طلبہ جان لین -

سوانح سال سی و دوم سنہ ۹۹ او سنہ ۱۱

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھا کی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون ا بلگانون تلگانون - بلگانون کی فتح پر وہ متوجہ ہوا - ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط قلعون مین سے یہ ایک قلعہ تھا تھوڑے دنون مین مورچالون کے لگانے اور توپخانون کے چلانے نے محصورین کو تنگ کیا - یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چند روز ہوئے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنا لیا تھا محصورین نے چند روز ہاتھ پاؤن مارے جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی اور قلعہ مع مضافات کے فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا - برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہین چھاؤنی ڈالی طفل مذکور کو بادشاہ پاس لے گئے - اُسنے اُسکو منصب عطا کیا -

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک کہن سال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچالون کو بڑھایا - سنگین لگائین قلعہ سے جو جماعت شوخی کرکے باہر آئی اُسے قتل و دستگیر کیا - بہت کوشش و کشش اور بہروہای نمایان اور یورشہای دلیرانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے فرزندون کو بادشاہ پاس بھیجا - بادشاہ نے ہر ایک کو لائق منصب دیا اور خود اسنے

میں آیا کہ برص سے اسکا چہرہ سفید ہوگیا اسکا لاشہ تنفر کیا۔ قلعہ دونی کا نام امتیاز گدھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ
یہ ہوئی ع فتح ادونی نمود بادشاہ دین پناہ۔ خان فیروز جنگ یہان بندوبست
کرکے بیجم صفر کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

خان فیروز جنگ چند روز بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال
کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ میں ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون وبا شروع ہوئی
عناب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کشِ ران میں نمودار ہوتا اور آنکھوں میں
سرخی حرارت دکھائی دیتی۔ تو اسکے وارثوں کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے
شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ میں بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ میں آدمی کا بیج نہ
چھوڑوں اور صرصر فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دوں۔
اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر وہیں وہیں مرجاتا بہت کم
دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئیں مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر
توجہ نہیں کرتا۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ نیمجانوں نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ
اٹھا یا تھا مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگ
جسنے محل میں پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان حیدر اور بڑے بڑے
رئیس آدمی مرگئے۔ اور ادنیٰ اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مرے۔ بعض کو
دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ میں مرض
شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا ؎ قیامت بود یا شور و با بود۔ اس
وبا کی تاریخ ہے ۔ سنہ ۱۱۰۰ اس میں نکلتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گدھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ کو جلگدھ وغیرہ
کی طرف گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے مقرب خان عرف شیخ نظام حیدر آبادی کو سنبھا
کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہیں سے ہر ایک نے جو ہر تردد کا ظاہر کرنے سے خدمات نمودہ

مین تقدیم کرتا تھا۔ دکن مین مقرب خان فنون سپہ گری اور کارطلبی مین مبارز پیشون مین مشہور
تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسلئے جاسوسون کو بھیجا
کہ وہ سنبھا کی خبر لائین۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی مین مشہور تھا۔ اتفاقات
کی بات ہے کہ اُسنے اپنے اصلی مقام راہیری مین رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا مین رہتا تھا
یہان اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بند وبست کر لیا تھا اسکو افواج
پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریا بار بان گنگا پہ نہانے گیا تھا یہ دریا
سرحد پرگنہ سنگمنیر کے نزدیک ایک منزل پر دریا رشور پر تھا سنبھا دشوار گذار جون
مین آیا۔ جن مین اسکے وزیر کب کلس (جوشلا) نے بڑی بڑی عمارتین بنائی تھین
آئین نقش ونگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے۔ یہان ایک کلس
وعیال اور بیٹیا سا ہو اور ہوا خواہون کی جماعت اور تین ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے
یہان سے فارغ ہوکر اُسنے قدمکان میں بعیب سراپا نشیب وفراز راہون پر اور تیرا کم اشجار
خاردار پر نظر کرکے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور
مہ جبینون کے ساتھ مزے اڑاتا تھا عیش وعشرت مین ڈوبا ہوا تھا۔ تیز پا ہرکارون نے
مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو ولعب مین پڑا ہے۔ مقرب خان نے نہ
اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قدمکان کا خوف وہ اپنی بنگاہ کولاپور سے سنبھا کے
مکان تک جو ٤٥ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجودیکہ
ہمراہیون نے منع کیا کہ راہ بڑی قلب ہے اور راہ کے بیچ مین چند کتل وچنے مین جیسے
انبا گھاٹ وغیرہ اور دریا پر قلب ہے واقع ہین کہ اگر تیس چالیس پیادے بہت ہتیار ون سے
سرراہ کو گھیر کر بیٹھین اور پتھر پھینکین تو فوج کلان کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خان نے
کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر مین اس کافر پر غالب ہوا تو غازیون کے جرگہ مین داخل ہونگا۔
اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا ایلغار کرکے مسافت دشوار گذار
کو طے کرتا جہان کوئی مکان قلب آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی موافقت کرتے

اور بجلی کی طرح اُن پر اشجار عسگناؤن سے گذر جاتے اس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارون نے فوج پادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
توہم محض و تصور باطل ہے۔ نشے مین اُسنے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ لی
جائین اور اصلا سوار نہوئے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
پہونچا تو وہ بےخود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کے بہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتھیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھکر ناجی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دار و گیر کی شروع مین ایک تیر اس وزیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ مین مارا۔ سنبھا نے کہ فرار کی فکر مین تھا
گھوڑے سے کود کر کہا کہ بابجی مین بھی رہا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فراری
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا کلوشا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ مخصوص ہوا۔ پادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اسنے لاحاصل ہاتھ پاؤن
مارے وہ مع عیال اور پسر خرد سال ہفت ہشت سالہ ساہو نام اور دو اسکی بیویان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین مقید تھا بچ رہا ان سب کو دست بستہ ہو کشان مقرب خان کی سواری کے پیچھے لائے
سنبھا نے اپنی داڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مروارید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن میں
طلا کی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا اور
بعض کو طوق و زنجیر پہنا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی بنگاہ کو کولا پور مین آیا۔ حقیقت حال کو پادشاہ سے عرض کیا

پادشاہ پہلے سے یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت و شادی کا
سبب ہوا۔ پادشاہ اکلوج میں تھا کہ یہ قیدی اس پاس گئے۔ لاکھوں آدمی سیر کو آئے
ان بدبختوں کے واسطے ایران کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور انکو لباس جسپر سینی آتی ہی تھا یا طرح طرح کے شکنجہ عذاب
میں انکو کھینچا یا خواری کے ساتھ اونٹوں پر سوار کر کے ڈھول اور نفیریں بجاتے ہوئے انبوہ خلایق
میں تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ سقر خان کے آنے میں چار پانچ روز لگے۔ اس خوش وقتی
میں لاکھوں ہندو و مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی۔ جس قدر یہ گانوں میں
یہ خبر پہنچتی وہاں سے خوشی خوشی سیر تماشے کے لیے لوگ دوڑے آتے کئی دن تک ایک عالم
کو دن رات شب برات تھی۔ غرض جسوقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے نیچے آئے
تو پادشاہ نیچے تخت سے اُترکر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور
ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم و زبان سے سنبھا کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر ہندی کہا
جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ ای راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر باوجود اس فر و حشمت کے
تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لیے تخت سے اٹھکر نیچے اترا
اسکو زندان خانہ میں بھیجا۔ اگرچہ بعض ہواخواہوں کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختوں کو
جان کی امان دیکر قلعوں کی کنجیاں سنبھا کے منصوبوں سے طلب کرکے جابجا اپنے
قلعہ داروں کو متعین کریں اور سنبھا کو قلعہ میں دائم الحبس کریں۔ مگر مقید یہ جانتے تھے
کہ آخرکار انکا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس محروم
لذت زندگانی سے رہے تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دونو راجا و ز رسم
پادشاہ کو ناشائستہ باتیں کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتۂ فسادکندہ نہ ہو۔ اور
پادشاہ کی باقی عمر عزیز اس مہم اور قلعہ گیری میں ختم ہو۔ اسلیے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے
نخل حیات کو قطع کیجیے۔ قلعے انکی کوشش سے فتح ہو جائینگے اسلیے وہ امان دینے پر اور
قلعوں کے لینے پر راضی نہیں ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلس (کلوشا) کی زبانیں
نکالیں کہ وہ منہ سے ناسزا باتیں نہ کہہ سکیں۔ پھر انکی آنکھیں نکالیں اور دس گیارہ

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلس کے کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی تشہیر ہل نفیر کے ساتھ دکن کی تمام شہرو بلاد مین کرائی۔ سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ سکا فسر بچہ جہنمی رفت ہوئی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گو وہ بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

سنبھاجی کی بدچلنی

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کم ہو جاتا تھا تو سیواجی نے اپنے مکان کے نشیمن پر سنگ خارا مین کھدوا کے ایک باولی بنوائی تھی اور وہان بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکارون اور رعیتون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی مان بہنون سے کرتا اسکے خلاف سنبھاجی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی اور ایک ہاتھ سے مٹکا تھامتی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پہ رکھ کے چڑھتی اور اسکے چبوترہ کے پاس آتی تو وہ اُسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔ باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی۔

راجہ رام کا راہیری سے بھاگنا

سنبھاجی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھاجی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ رام کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اسسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کرکے محصورون کو تنگ کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ مدتون تک راجہ رام گمنامی مین رہا۔ اب اُسنے تین سو سوار جمع کئے ہین اور رانی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ مین آیا ہے خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پہ موقوف رکھ کر اپنے بیٹے بیچ حسن علی کو

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود تین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد مین متصل سہجان گدھ دھرا کے گیا۔ جو دریا رام بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ مین واقع ہے۔ یہان اسنے جنگ کی اور سردارون ہندو راؤ وایلکوجی برادر سنبھاجی و بھیرجی و نانتیا گھورپرہ کو قریب ادھمیون کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا بلکہ جیرہ و جامہ و جوتیان چھوڑکر بھاگا۔ ایسا بھاگا کہ کسیکو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کار نمایان کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ اسنے راجہ رام کی گرفتاری مین اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ ظنہ تھا کہ اسکو چھپا کر چھوڑدیا۔ قیدی ارک بیجاپور مین مقید ہوئے اور جان نثار خان نے انکو تشنگ کرکے اُنسے پیشکش جرمانہ مین لی تعجب یہ ہے کہ ہندو راؤ و بھیرجی اور چند اور سردار بھاگ گئے اور باقی اسی آدمی قتل کیے گئے۔

سوانح سال سی وسوم سنہ الہ

۲ شوال سنہ الہ کو پادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو مرہٹون کے قلعہ ایچور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ محرم سنہ ۱۲ الہ کو اعتقاد خان نے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سنبھا اور راجہ رام کے تمام ماؤن و عورتون اور بیٹون اور بیٹیون کو قید کرلیا جسپر شادیانہ فتح بلند ہوا۔ عبد الرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری مین ضبط اموال کرے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مادر سنبھا زن بیوا اور اُن کے متعلقون کے لئے گلال باری مین خیمے بقدر گنجائش لگائے جائین اور انکو اعزاز و احترام سے ان مین اتارین۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیون مدن سنگھ اور دھو سنگھ کو حکم دیا کہ وہ اپنی مان اور دادی مان مین انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک منصبدی مقرر کیا۔ اس سی مارکشتن و بچہ مارنگاہداشتن و آتش افروختن و اخگر گذاشتن کا نتیجہ پادشاہ کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔

۲ رشوال سنہ الہ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنون سے قلعہ ایچور کی فتح کے لئے

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر ۱۱۰۲؁ کو اس قلعہ کو فتح کرلیا فیروز نگر بھی اُسکا نام تھا۔
ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص
کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اسلئے مرید ہونے کے لئے آیا ہی۔ بادشاہ نے جیب
خاص سے ایک سو روپئے اور چہرہ طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے۔ اور
کہدے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزین
دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینکدیا اور خود دریا مین جا گرا۔ خان نے فریاد کرکے
اُس دیوانے کو نکلوایا۔ بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص
بنگالہ سے آیا ہے اُسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہی کہ ہمارا مرید ہو
ٹوپے لیندی یا ورہ دیندی کہرے سچ چوہا کہندن یا ولی توگل باندہے جھج
اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ اینہمہ دیو فقرہ بہ
زبان گوہربار آوردنا۔ ہر کہ می فہمید بہ کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ
می گردد۔

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدرآباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادون و
عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا
کہ بادشاہ ابوالحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر ترحم کرے۔ بعض مقدمات مین وہ
آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون
کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سنبھا کو روپیہ دیا تھا اسکی
اطلاع بادشاہ کو نہین دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب سے گلکنڈہ کی فتح
کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسّی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا وہ بازیافت
ہوا۔ تو عمدہ خوانچہ جنمین دس لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے اپنی حسن تدبیر سے ابوالحسن سے
لیا تھا بعض ہمدموں نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی
خیانت کے بادشاہی خزانچیوں کے حوالہ ان خوانچوں کو کیا تو جواہر خانے کے متصدیون

ایک آدمی کا بادشاہ کے پاس مرید ہونیکے لئے آنا۔

عالمگیر کی پابندی [illegible]

عرض کیا کہ نو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہے اور نہ ابو الحسن کے ...
متصدیون کی سیاہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کیئے گئے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس
مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہے۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گودیون
اور کندھون کا کھیلا ہوا ہے۔ حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کیئے تھے
چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد علیخان کا خطاب دیا۔ جو
اسکے باپ کا خطاب تھا تو اس نے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا
خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کر یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال
اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کر کے کسی بات کو برا
نہین جانتے۔ دیانت امانت داری کو لغو فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت
اندیش پر ظاہر ہے کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت و دیانت
سے نہین ہے۔ برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت و خلاصی باز خواست دارین۔
اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ مین ہے۔ بشرطیکہ
یہ امانت داری خدا کی رضا کے لیئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد
ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لیئے خلق اللہ کی گردن مارے
جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لیئے رعایا پر ظلم و تعدی
کرتے ہین۔ خدا تعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس پادشاہ کے
عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین۔ عاقل خان خافی کے بعد امانت خان ہے
باوجودیکہ وہ روزگار کا کاروبار کرتا ہے مگر فقیر وضع زیست کرتا ہے وہ زیر دستون کی تالیف
قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لیئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگذار پر اسنے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپیئے کہ بابت باقی سنوات کے رعایائے سقیم حال سے سرکار طلب کرتی تھی
اور ہر سال منصبدار اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لیئے جاتے تھے۔

اور کوئی دام و درم نہیں وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طومار دفتر
مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے ذمہ پیشکش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اُس سے
متمتع ہوتے تھے۔ بایک قلم صاف کردیا ایک دن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت
کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن دوسرا نہ ہوگا کہ ہر سال اپنے
ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہین معاف کردیتا ہون مین بادشاہ
سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا
خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خان مختلف دست آویزون پر ہنود کو معافی جزیہ کے
پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان
خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے
جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے امانت خان سے
فرمایا کہ تعدادت ملکی اور مالی مین معافی کو تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کفار پر جاری کیا
ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بندوبست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان
نے جزیہ معاف کرنے سے دست کشی کی اور ساری عمر سوا غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے
پیجامہ کے نہ پہنا۔ لونڈی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی
مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پیاپے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر
وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کیلئے کھڑا کیا
بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اُسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ شبدا سے بادشاہی مین
ریش سفید ہو جائیگا۔ بادشاہ نے ایک دفعہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی
عطا کی تسلیمات بجا لانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اُس سے پوچھا تو وہ پا مین ہو
گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدہ سہو ہے۔
ایک مقدمہ شرعی مین کہدیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہے تو بادشاہ نے
فرمایا کہ تونے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تورانی ہین۔

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا جھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا وہ گواہوں کے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور آپس میں کوشش کرتا کہ مدعی اور مدعا علیہ آپس میں صلح کر لیں۔

اعتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت کرتا تھا اعتماد خان کے گھر میں اترا اس لئے بھائی کسی مال کی بابت دو سو روپئے طلب کئے اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہوکر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سی ملازم دیانت دار رکھتے اگر سب کا حال لکھا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سی پادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جاٹوں نے ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور اسکو اور اسکی عورتوں کو اسیر کر کے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڈھی کے نزدیک پہنچا اور آدمیوں کو چھڑایا اور گڈھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور اسکا داماد دونوں کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کوکلتاش گڈھی سنسنی کے مسمار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ پادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڈھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱۰۱

۱۹ صفر سنہ ۱۱۰۱ کو جمدۃ الملک اسد خان دریائے کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲

۹ رمضان سنہ ۱۱۰۲ کو پادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کی استیصال کے لئے بھیجا بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب پادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت واصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اسکو ایک مدت کے بعد

اصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔
سردار خان محافظ کو بادشاہ ادعیہ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اس یوسف زندانی
پہنچا دے اور کہا ہی کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاصی پر متوجہ ہو
اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار مین چھوڑنا ہے پھر
کیون دعائین پڑھواتے ہین۔ اسکا جواب بادشاہ نے دیا کہ ہان لیکن حضرت..
مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان فرما کیا ہے جسجگہ مظلوم
پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے
اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا
اور ابھی وقت نہین آیا کہ اس کو خلاص کرین اسکا مفر بجز درگاہ داور نہین ہی اس لیئے
اسکو امیدوار رکھنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش
نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کون سی جگہہ ہے؟ —

خافی خان لکھتا ہی کہ بادشاہ نے خواجہ سرائے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع ساز اور
قلمتراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسون کے پاس کارد اور حربہ خورد و کلان بھیجنا منع ہے
خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلمتراش کے رکھنے مین تامل کرے
تو اُسسے کہدینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے اور اگر اسکو وہ بلا مضائقہ رکھلے تو اسکا
حال ہم سے کہدینا۔ بادشاہزادہ نے قلمدان مین جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی
سے آیا ہی۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اُسنے تسلیمات بجا لا کر اسکو
رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اُسنے کہا کہ ہم اپنے فرزند کو ان کی غیرت
جانتے ہین۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر
دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہر چند وہ سزاوار حبس ہو محبوس بدی نہین
کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثین حفظ تھین اُسنے جواب مین لکھا کہ اگرچہ
حدیث مین حافظ قرآن کا حبس بدی کرنا نہین آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کرسکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی۔

ان دنون پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا و سیوا کا حاکم نشین تھا اور پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابوالخیر وہان پادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط کے اظہار کے لئے ابوالخیر خان سے کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیر خان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت مین حج کے لئے بھیجوایا۔ مگر ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہو گیا۔

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلاد مین جا بجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلاء نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلاد مین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے اور یہ حکم ہوا کہ سندہائے پادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے بعد منصبدارون کے پاس ہوتا ہے وہ بخشیون کے دفتر مین رہے اور سررشتہ چہرہ کے دفتر کا جدا ہے۔ وہ اس یادداشت مین لکھا جائے۔ محاسبہ جاگیرداری کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کا منصبدارون پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ کے لئے سزاوار التعین ہوتے اور منصبدار اپنے پہ خرچ کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے

ابوالخیر خان قلعہ دار راجگڈھ

احکام موقوفی نرخ

سکار کا دفعیہ کرنے پائے۔ باقی کی قلت اور منصب داروں کی کثرت سے خصوص بیشمار مرہٹوں نوکرینوں کے عمدہ منصبوں پر مقرر ہونے سے خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہین ہوتی تھی جب ہوسوی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصبداروں سے مچلکا لیا جائے کہ یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام ماہین کی طلب کا دعوی نہ کرین۔ جب جاگیر ملجائے اور اُسمین کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام ماہین محاسبے مین محسوب ہون۔ پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب ہوسوی خان نے یہ مقرر کیا کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہین تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہین تعینات ہو جائے۔

سوانح سال سی و ششم

اس سال کے اواسط یا اوائل مین بادشاہ گورگانون و شکارپور سے کوچ کرکے ظفرآباد بیدر مین آیا کچھ دنون ٹھیر کر گلکہ مین کہ توابع بیجاپور سے ہے۔ اور ایک روزہ اُس سے مسافت رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا۔

صاد اور الف کا ادلا بدلا

فضائل خان جو دارالانشا کی خدمت پر مامور تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد و معموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و پرنالہ ہین۔ انکے آخر مین بموجب رسم خط و زبان ہندی کے بجائے ھ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے ھ کے الف لکھا جایا کرے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سنبھا کے بھائی راجہ رام کو

راجہ رام

بعض قصبوں کے سرداروں نے بھائی اور باپ کی جگہ سرپر بنایا ہے اور اسکے لیے بہت لشکر فراہم کیا ہے اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اُسنے فوج کی استمالت کرکے عمدہ فوجین بھائی اور باپ کی طرح جابجا نامی نوکرون کے ساتھ تاخت و تاراج کے لیے بھیجی ہین۔

پرتگیزوں کا حال

شاہجہان کے عہد سلطنت مین نصارا کا حال بیان ہوچکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند مین رہتے تھے۔ بادشاہ پرتگال کے منصوبون نے اکثر یاس کے بنادر و بلاد کنار دریائے شور پر پہاڑون اور قلعہ مکان کی پناہ مین قلعے بنائے ہین اور دہات آباد کیے ہین۔ اکثر امور مین اپنی آبادی کی ہوئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہین۔ کوئی تکالیف وہ نہین پہنچاتے۔ اور

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر
کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تنقیح اسکے حوالہ کئی ہین لیکن وہان رواج بانگ وصلوۃ
کی چندان نہین اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے
لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی
نہین دراز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہ ہوا ہو۔ یا عرب
ومسقط کا جہاز ہو کہ ان دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہی اور قابو پاکر ایک دوسرے
جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندرو در دست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہو کر انکے ہاتھ
مین آیا ہو تو اُسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین پر ان امراء کا ظلم یہ ہی کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی
مرجائے اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہوا ور پسر کلان نہ ہو تو اُسکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار کا
بیت المال جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی
سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون
کی اُنسے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ مشہور ہے
وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور
بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے مائل جنوبی
طرف سرحد بمبی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی کہتے
ہین۔ پرگنات بگلانہ کے عقب کے پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال دشوار گذار
کے جوار مین۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انمین سے دو قلعون کا نام دمن اور
بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور انکو
کمال مستحکم کیا ہے اور اس مین دہات آباد کئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین چالیس
پچاس کوس طول مین ہی مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین
جھنڈا علی مثل نیشکر وانناس و برنج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و
فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگ قیمتی

نوآنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکے کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک قسم تانبے کا سکہ
ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع کوکن مین بادشاہ کا حکم انکے
ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین
گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہی۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین
انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا
کپتان گووہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اسکے محکوم ہوتے ہین جب بادشاہ کو پرتگیزون
کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر
ہوا کہ وہ اور فوجدارون و حبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جہال سے اس طائفہ کی
استیصال اور اخراج مین کوشش کرے۔ معتبر خان اورون کی کمک و مدد کا محتاج نہ ہوا ہیبت
زیادہ رکھتا تھا قلعہ گیری کا سامان جمع کرکے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج
شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی
جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو پہنچنے کی صورت رکھتی
ہے اور ہتیار نہین رکھتے۔ اور ان پاس گھوڑے نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ
گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی مین چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیون کی
مع زن و فرزند اسیر ہوئے۔ دو قلعے چھوڑکر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے اور اس
قوم مین ایک تہلکہ پڑگیا اور قلعہ دمن و بسی مین آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگی
کوکن عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گووہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار
کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار
جانتی ہی اور روئے دریا پر جنگ جہاز مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور
قوم سے نہین ہوسکتا اسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ بادشاہ کی
اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے
بے تنخواہ کے نوکر ہین جو روئے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک پارچہ ناکارہ کنارہ دریا پر دیا تھا
اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجالاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم
خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے جہازون مین سوار ہو کر محافظت
دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے پادشاہ کا حکم ہے کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ
و پرخاش نہ کرنا۔ انہون نے پادشاہ کے حواشی و صاحب اختیارون کے لئے تحفے و ہدیے بھیجے
تھے مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست سے اور ہندوستان
کے قلعے سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر نیوار خانہ دریا کو شورش مین نہین لانا
چاہیئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کردی اور اسیران فرنگ کے چھوڑ دینے
کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔
مرزبانان جنجی و جنجاور توابع بیجاپور شہور سرکش تھے۔ اور خزانہ انکا معمور تھا وہ سیتھا
مقتول کے منصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجا بیجانگر کے ملک مین سے وہ کہے جاتے تھے
اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانروایون سے مخالفت کرتے تھے دو تین مضبوط قلعے باہم ہوستہ ان
پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش انکی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا جملۃ الملک
اسد خان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب ذوالفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔
ہراول مقرر ہوا اور عبدالرزاق خان لاری کو گنجاول شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔
ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا
دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین انکے محصول سے عمال پادشاہی
اور جاگیردارون کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری
اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا انھین دنون مین کہ محرم خان عرف خواجہ یاقوت
کل باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر فالیز
کا کچھ بندوبست نہین ہے اسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول
نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

مقتضیات [illegible]

خربوزہ کا محصول

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے جریب مقرر ہوا۔ پہلے بادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُسسے متمتع ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہین اور خاص حالتون مین وہ کھولے جائین۔

ابوالحسن کی چار لڑکیان

ابوالحسن کی چار لڑکیان ناکدخدا تھین۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا اور یہ درخواست کی کہ مین بادشاہ کے ہاتھون پر وضو مین پانی ڈالنے پر مقرر ہوجاؤن مجھے اس پر فخر ہے۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ بادشاہ نے اسکا یومیہ مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس بھیجدیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کرکے اسکو حبس مین اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند نہین کیا۔

روح اللہ خان کی وفات

روح اللہ خان میر بخشی کہ امرائے موروثی مین تھا اور بادشاہ کے مزاج سے آشنا تھا اور خلق کی برآمد کار مین کوشش کرتا تھا وہ مر گیا تاریخ وفات اسکی (روح در تن ما کاش ماندے) ہوئی بادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے دعا پڑھی۔ اُسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ نباز رفتہ باشد بجہان نیاز مندے ۔۔۔ کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشے

محمد باقر حاکم بندر سورت کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر بادشاہ پر پورا اثر کرتی تھی اور بادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت کی سفارش مین زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اُسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش کی۔ بادشاہ نے دونون کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کر بھجوادیا کہ آپ فقیر اور فاضل ہین علماء و فقراء کے باب مین لکھا کیجیے لیکن ایسے آدمیون کے بارہ مین

پر ظلم کا پیشہ اختیار کرتے ہین کچھ نہ لکھا کیجیئے اسلیئے کہ بنص کلام تقہ ہے کہ ظالم کی اعانت
کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔
مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیمور یہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا اپنے باقی کی قلت اور
ارباب طلب کی کثرت حد سے گذری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مثل
پیش کرنے کا شوق تھا۔ پادشاہ نے ایک دفعہ بید ماغی سے اسسے کہا کہ ہمنے بار بار
کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان نے
جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین
کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمہ یاس نکلنا
پاس ادب سے دور ہے۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے۔ قبول کرنے کا اختیار ولینعمت کو
ہے۔ ان ہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی
زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرأت کرتا تھا۔
پادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر تم
کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہو کر گھر جا بیٹھے
اور پیشکارون سے کہہ دیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی سند و سناد
جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون
سے پادوہی کر رہی تھی مایوس ہو کر بھکر فساد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر یہی پھرتی تھی۔
ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جا بجا ملک کی تاخت کے لئے اور
قلعون کی تسخیر کے واسطے جو پادشاہ کے قبضہ مین آگئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ تو ابع
بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے راجہ رام کے منصوبون کے
تصرف مین آگیا ہے۔ قلعہ دار پادشاہی نے اس وقت کہ کار ہاتھ سے جا چکا تھا
خبر پاکر لاحاصل دست یازی کی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ پادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ
ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ پھر مند خان کو بھیجنا چاہا تھا

[illegible]

[illegible]

کہ سنا شاہزادہ معز الدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اُسنے مصلحت یہ جانا کہ بادشاہ خود بیرم پوری جاکر انتظام کرے ۔

سوانح سال سی و ہفت ۱۱۱۴ھ۔

بادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے بہادر گڈھ مین چھاؤنی ڈالی تھی اُسکے نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے ۔ اور اس ضلع کے قلعون کو تسخیر کرے ۔ سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم و جدید کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار بھیجے گئے تھے ۔ اور افواج پادشاہی کے اطراف مین شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جنکی تفصیل میں قلم رنجہ کرنا سر رشتہ سخن سے دور پڑتا ہے ان سب سردارون مین ۲ سردار سنتا گھور پورا اور دھنا جادو بڑے سپہ سالار تھے ۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے پادشاہی فوج کے سردارون کو اُنسے چشم زخم عظیم پہنچا سنتا جی نے مشہور معمورون کی تاراج مین اور عمدہ امرا و سرفوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسیکا اُس سے مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو ۔ یا ہزیمت پاکر فوج و بہیر کو غارت کراکے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے ۔ جس طرف وہ پیکار کے لئے جاتا بات لشکر شاہی لڑنے لگتا ۔ اور کوئی ذی وقار امیر پادشاہی اسکے مقابلہ مین کھڑا نہ رہتا ۔ چنانچہ اسماعیل خان بکہ تاز جو دکن کے مشہور سردارون مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا ۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا ۔ ایسی دستور پر رستم خان عرف شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا سارا بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار ہوا ۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی ۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین بیگ حیدر آبادی شش ہزاری نے سنتا سے کارزار کر کے بہیر اور فوج کو برباد کیا ۔

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہو کر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ
دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سے جان نثار خان
اور تہور خان سے لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ فوج بادشاہی کو
بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بہیر غارت ہو گیا۔ جان نثار خان زخمی ہو کر
بہت کوشش کر کے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مردوں اور زخمیوں میں پڑا۔ دوبارہ
عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیوں کو جو لڑائی میں شریک تھے صدمہ پہنچا بہت
سے مقید ہو گئے بعضوں نے حیلوں سے جان بچائی جب بادشاہ کو یہ خبریں ہوئیں تو وہ دل میں بڑا
رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہیں ہے سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ مراد خان نے
خان جہان سے بادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا میں عرض کرنے
نہیں ہوتی کہ دیویں لیویں جس کسی کو روز ازل میں جو دیدیا دیدیا۔

عمدۃ الملک قلعہ نندیال کو فتح کر کے کھرپہ میں آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہے یہیں
چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو بادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا اور
اس مہم کے اہتمام کے لئے بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا جب اس خدمت پر
بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو بادشاہ کے حکم سے وہ عمدۃ الملک کی کمک کے لئے مقرر
ہوا جب وہ کھرپہ آیا تو بادشاہ کا حکم آیا کہ وہ عمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ
کی کمک کو جائے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسیر کار دشوار
ہو رہا تھا بادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب میں آیا ہوا تھا صاحب
تجربہ آخر بین کی باتوں پر توجہ نہیں کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور
اس ضمن میں سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اول سے آخر تک راہ
چلتا تھا۔ عمدۃ الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کر کے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا
تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش اور آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زمین الفت میں
گرد شکوہ کے اندر دانہ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بد اندیشوں نے

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا۔ بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین بنائین کہ اسنے بادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی۔ جنجی مین لشکر آیا۔
خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ دیوان خانہ مین بادشاہزادہ بیٹھا۔ عمدۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید لشکر خان پسر سید جہان خان بارہا جو نصرت جنگ کی بھتیجی کا متوقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہوکر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی سعایت کے لئے بادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ بادشاہزادہ تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت مخفیہ ہونے لگی۔ نصرت جنگ اس بات سے آگاہ رہتا تھا۔ وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ روز جاسوسون کو دیتا تھا اس از و نیاز کی باتون پر حقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ بیٹون نے بادشاہ کو اطلاع دی اور بادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راؤ دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در رہنا یا عمدۃ الملک کی بے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی ملک آرزدگی پیدا ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ عمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات مین قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پدر اور پسر نے رؤسا لشکر سے مشورہ کیا۔ سب نے متفق ہوکر چوکی اور دار و گیر کو بادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور یہ ایک دوسرے کے مشورت سے دور قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحداً جو دور قلعہ سے سپاہ اوٹھی غنیم مطلع ہوا وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابلہ مین آیا۔ لڑائی ہوئی۔ عمدۃ الملک کو بادشاہزادہ کی نگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو مورچال مین کلان توپون کے اور اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کرسکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی۔ اسمٰعیل خان نے

لکھا ہے کہ ایک عمدہ سردار تھا اور عقب میں اسکا تھانہ تھا جنگ میں استقامت کی
سنتا ہے اُسنے شکست دیکر مقید کرلیا اور نصرت جنگ نے مورچال اٹھانے میں تعجیل
کی۔ بڑی بڑی توپوں میں میخیں ٹھونک کر انکو بیکار کردیا اور باقی سب اسباب بنگاہ
میں پہنچا دیا۔ اس ضمن میں غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کرکے فرحان و شادان و نازان
و تازان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹوں نے بڑی شوخی
کی مسلمانوں کی موت آئی مگر خان بہادر دو ہزار سواروں سے ایسا لڑا کہ دشمنوں کو
بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہوکے حصار کے دروازہ
پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کرلیا۔ پادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیاں جنگی
سوار قلعہ میں جا پہنچا اور چار سو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ گئے۔ پادشاہی آدمی بھی
غنیم کے آدمیوں کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہوا ہو۔
آخر روز میں خان بہادر اپنی بنگاہ میں پہنچا اور عمدۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے
شاہزادہ کے دولتخانہ میں گستاخانہ گئے اور اسکو اپنے اختیار میں کرلیا غلہ مفقود الاثر
تھا سپاہ میں استقامت کی توانائی نہ تھی۔ دشمنوں سے یک گونہ صلح کرکے کوچ کیا
اور ملک پادشاہی میں آگئے۔ اس اثنا میں پادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو
محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اسکا
حال آیندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش پادشاہ پاس آیا تب
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوا۔ پادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ
ربیع الاول سنہ ۱۱۰۵ کو پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک
سے اُسنے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب میں آن کر
اُسے اچھا کردیا۔
سادات بارھہ نے تمرد اختیار کیا پادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنایا۔

۱۱۰۴

سوانح سال سی وہشت ہفتاد

امیر الامرا شائستہ خان ناظم اکبرآباد کا انتقال ہوا وہ محاسن خلاق مین شہرۂ آفاق تھا اسنے لاکھون روپیہ خرچ کر کے بہت پل بنائی اور سرائین تعمیر کرائین -

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور مین اور تمام صوبجات مین سوا راجپوت کے کوئی اور ہندو ہتھیار باندھے فیل و پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو -

ایک پادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت مین اُس سے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا - ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا - مکہ و جدہ مین ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد و زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی حلقے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا مین غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز مین اسی توپین تھین اور سوا اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے - بندر سورت سے آٹھ نو روز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل مین ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا - جو پادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے چوتھے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا - جب انمین گولہ رس کا فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے اول دفعہ ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی نصیبون کی شامت سے یہ توپ پھوٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑون کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے - اور اسی اثنا مین دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جسکو دریا نوردون کی اصطلاح مین ڈول جہاز کہتے ہین اور جہاز کی سلامت روی کا مدار اسی پر ہی جسنے جہاز کو معیوب بنایا انگریزی جہاز کے آدمیون کو اسکی اطلاع ہوئی - وہ دلیر ہو کر اپنے جہاز کو پادشاہی جہاز پاس لائے - اور یورش کی اور جہاز کے اندر آن کر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی - باوجودیکہ جنگ شمشیر مین نصرانی جرأت نہین رکھتے - جب جہاز پر انگریزون کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے فوجدار جہاز ہوتا ہی - جہاز کے تختہ ہائے صحن کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزین کہ مکہ مین خرید کر کے اپنی سریت بنائی تھی انکے سر پر چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ مین دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین اور انگریز تمام جہاز پر متصرف ہوئے

وفات امیر الامرا

حکم بادشاہی

جہاز گنج سوائی

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے
تو انکا جہاز بڑا بھاری ہوگیا۔ پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنی متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریبا ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی مستورات
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اٹھایا بعض باغیرت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کر کے اپنے تئین سمندر مین ڈبو یا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریزکا
کہ بمبئی مین اپنے پادشاہ کے نام سکہ بنائے تھے۔ پادشاہ پاس بھیجا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑ لین اور اعتماد خان متصدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کرین۔ یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین پہلے سے
زیادہ تردد کیا۔ اعتماد خان متصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بند و بست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلہ پوشیون کے ساتھ کاوش اور شورش مین سوا اسکے
کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو کچھ اور نہین ہے وہ پادشاہی کفایت شعارون
مین تھا۔ یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو۔ ہر چند اسنے ظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے دفع کی
تدبیر کرتا تھا۔ جب انگریزی گماشتے مقید ہوتے تو روے دریا یا کنارہ دریا پہ کسی
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنے گماشتون کی عوض مین
مقید کرتے۔ اس مقدمہ نے طول پکڑا۔ جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا۔ باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی ...
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے لیکن وہ مزاحمت

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ـ

سوانح سال سی و نہم

سنہ ۱۱۰۶

۳ شوال ۱۱۰۶ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا ــ اور ۷ کو موضع برہمن پوری مین دریا بھیم رتھا کے کنارہ پر آیا اور اس ویرانے کو اپنے آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا ـ امرا کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاونی ڈالنے کا حکم دیا ـ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان خانہ زاد خان مخاطب روح اللہ خان ثانی وصف شکن خان و امرا نامی کا سنتا گھورپرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہے تفصیل اس اجمال کی بطور اختصار یہ ہے جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین اور اسکو معلوم ہوا کہ سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا عبور لشکر سے اسی کروہ پر ہوگا تو قاسم خان کو جو ضلع دند بیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان وصف شکن خان و اصالت خان محمد مراد خان اور منصبداران خاص چلو کے و خاص چوکی کے اور ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لیے مقرر ہوئی ۲ جمادی الآخر اسی راہ پر کہ سنتا کا معبر تھا چھ کروہ کے فاصلہ پر لشکر ایک مین ملگئے ـ قاسم خان کا اثاثہ آدونی مین تھا اُسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اوروں کی ضیافت خاطر خواہ کرون بہت سا اسباب ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکال کر دوسرے روز اپنے پیش خانہ اور ایک امیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اُسنے اپنی جمعیت

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک فوج پیش خانہ لوٹنے کے لئے بھیجا اور ایک گروہ لشکر شاہی کے مقابلہ کے
لئے اور ایک جمعیت کو علیحدہ مرتب رکھا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس فوج کو پیش خانہ کے لوٹنے
کے لئے بھیجا تھا اُسنے پیش خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر
قاسم خان نے سُنی تو اُسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ایک گروہ
نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لئے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے
بیدار ہوا اور اُسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو یہین چھوڑ کے جلد دوڑا
دشمن کیطرف کالیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی
جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود
سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے
دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا۔ سنتا نے جو ایک فوج کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر جو پیچھے
چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور ساٹھ آدمیون کو مار ڈالا۔ جب یہ
خوف کی خبرین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو اُنکے ثبات
مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان پیش خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیرہ بندی ہے
اور اُسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیئے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ
پر پہنچے اُسیوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ پادشاہی آدمی جو قلعہ
مین تھے اُنہون نے اور پادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ و امرا نے
جو ماحضر ساتھ رکھتے تھے اُسکو آپس مین قسمت کرکے کھایا اور تمام سپاہ کو سوائے تالاب کے پانی
پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لئے کاہ اور دانہ کا نام بھی کوئی
نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیر لیا لشکریون نے بھی کمر ہمت چالاکی
مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک محاصرہ کئے رہا اور لڑا نہین پھر اس پاس کئی ہزار
پیادے جنگل و درخت سے آ گئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون
جو پہلے سے وہ چند تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی
طرف سے اولون کی طرح تفنگ کی گولیان برستی تھین بہت سے آدمی تلف ہوئے باقی
آدمیون کی چارون طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعہ مین داخل ہوئے۔ ثقات جو
اس جنگ مین موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ و توپخانہ اور راہ مین اور [illegible]
پیر مرہٹون نے مار ڈالا۔ قلعہ کو غنیم نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی
کہ یہ سب بھوکے مر جائینگے جسدن اس قلعہ مین داخل ہوئے تو اسکے ذخیرہ سے جوار اور چوکی
روٹی کل چھوٹے بڑون کو ملی اور دواب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیون کے
لئے روٹی تھی نہ گھوڑون کیلئے چارہ اس پر دبے درمان سے جانین جاتی تھین قاسم خان
بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا
ہے کہ زہر کھا کر مرگیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اتنے اور زیادہ دلیر ہوا
اور محصورین بیدل اور بے جگر تھے۔ بزدلون اور جگر دارون نے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے
ساتھ بھوکے کب تک مرینگے ایک مرتبہ دشمنون پر حملہ کر کے شہادت نصیب دشمنان یا
فتح نصیب دونو صورتون مین عذاب سے مجانبت اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ یہہ
بزدلون نے قبول نہ کیا۔ اکثر آدمی بھوکے مر گئے گھوڑے ایک دوسرے کی دم کو گھاس
کی طرح کھاتے تھے۔ غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اڑا دیا اور اطراف مین آوازہ گیر و دار کو بلند
کیا۔ خانہ زاد خان ناچار ایک حویلی کی پناہ مین گیا اور آخرکار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خان
کے نقد و جنس و جواہر و گھوڑے ہاتھی سندھیا کو دئے جائین اور بیس لاکھ روپیہ و پیسہ بالکشن
غلتی معتمد و صاحب اعتبار خانہ اسکا اول ہو۔ اسپر عمل کیا گیا سندھیا نے کہلا بھیجا کہ آدمی قلعہ
سے بیچ و سواس نکل آئین اور دروازہ کے آگے دو رات رہین جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی
مزاحمت نہین کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہین خرید لین۔ قلعہ سے تیرہ ہزار
لشکر شاہی باہر آیا غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیون
کو دیتے تھے قلعہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانہ زاد خان مع رفقا کے

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمید الدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان
حیدرآباد سے کوک کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ اودگی کے متصل آپس ملے۔ انہوں نے لشکر کی
خوراک و پوشاک و نقد و ضروری اشیا سے امداد کی۔ رعد انداز خان قلعہ دار نے
زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج سے زیادہ یا ایک ہزار ایک گھر سو اور اطراف و جوانب
سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اُسنے جانا کہ رستہ میں خان بہادر نگاہ
بھی جھگڑا چکاتے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ
بندوق کی گولی اسکے جگر میں لگی اور اسی وقت مر گیا۔ فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو لیجائے
کہ باقی بیگ سپہ سردار خان آ گیا اُسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہی ہاتھی کو آگے
چلا۔ غنیم کو میں ابھی مار کر بھگاتا ہوں اُسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک
ٹھہر سکتی ہے قلعچہ نزدیک تھا اُسمیں وہ گیا غنیم نے باہر کو لوٹ لیا اور قلعچہ کا چند روز
محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پاکر
حضور میں آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفرآباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان
فوجداری دھاموں کا سید صالت خان ران شہور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری
دوحد وکودر کا باقی لشکر پادشاہی لشکر سے مل گیا۔

جن دنوں میں شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم نے پادشاہ سے بہت مہربانی کرنا کہ وہ اپنے
تئیں ولیعہد مستقل سمجھتا۔ ان دنوں میں کہ شہزادہ مطلق العنان ہوا۔ پادشاہ سابق
شاید وہ اسکے حال پر متوجہ ہوا تو اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوا
تمازہ عید الفطر میں پادشاہ نے محمد معظم کو دائیں طرف اور محمد اعظم کو بائیں طرف بٹھایا۔ اس لئے
محمد اعظم پیچ و تاب میں آیا۔ پادشاہ نے بیٹے کو جو مخاطب شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا
لقب دیا۔ اور اکبر آباد کے بندوبست کیلئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹوں معز الدین و محمد عظیم کو
بھی بھیجدیا۔ صوبہ ملتان میں فرقہ بلوچی جو لباس فقیری میں فساد کرتے تھے اور بلوچوں نے
ایک آشوب اوٹھایا تھا شاہزادہ ولیعہد کابل میں مامور کیا اور شاہزادہ معز الدین کو

کو ملتان میں مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہلم سنہ ۱۱

شاہ شاہزادہ محمد اعظم کو برگانون کے انتظام کے لئے اور غنیم کی تنبیہ کی واسطے رخصت کیا
مسجد میں نمازیوں کی ایک جماعت پر بجلی گری۔ سوا تین چار آدمیوں کے سب ہی مر گئے۔ امام
سلامت بدن بحال رہا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا۔ مگر اس میں جان نہ تھی۔

سوانح سال چہل و یکم

دریائے بھیمرہ (بھیما) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاؤنی ڈالی تھی۔ امرا نے بڑی بڑی
عمارات بنا لی تھیں۔ ایک عجیب حادثہ لشکریوں پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور
بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہونے تک نصف یا اس سے زیادہ لشکر کو پانی
نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لاؤگل کی زیادتی نے
آدمیوں کو باہر جانے سے روکا۔ دس بارہ ہزار آدمی اور بادشاہ اور پادشاہزادوں و
امرا کے کارخانجات اور اسپ گاؤ و شتر بیشمار و خیمہ اسباب بے حساب پانی میں ڈوب
گئے۔ بہت سی عمارتیں خراب ہوئیں۔ بعض عمارتیں تو ایسی بہہ گئیں کہ انکا نشان بھی باقی نہیں رہا
تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے۔ روئے دریا پر انسان و حیوان چھپروں
پر سوار دوان بیچارہ وار محبوس زندان چلے آتے تھے۔ اضداد متفق ہو گئے تھے
کہ گربہ و موش و سگ و خرگوش یک دوسرے کے نگران چلے جاتے تھے۔ اور اپنی جانوں پر لرزان
دم نہیں مارتے تھے۔ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار افتاں و خیزاں سلامتی کے کنارہ
پر آتے اور غریب چھتوں پر چڑھتے۔ انکے جان و مال کو مردہ شوئی کے لئے جا کر دریا برد
کیا۔ بادشاہ اور شاہزادہ کام بخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس چالیس گز
کا تھا۔ تین دن کے اندر پانی اس سے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی سواریاں تیار رہتی
تھیں۔ بادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی میں ڈالتا
کہ پانی کم ہو۔ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان [illegible]

آنکھوں دیکھی بھیما کی طغیانی—

رہائی کی قید لوہے کی قید سے سخت ہوتی ہے) رہائی پائی ۔

خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار مین شدت ہوئی ۔ جب بادشاہ شولاپور سے بنگاہ کو جاتا تھا تو ۱۶ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا ۔ تو خانجہان بادشاہ کو روبرو زار زار رویا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ مین جان نثار ہون اور حضرت کے کام مین آؤن بادشاہ نے فرمایا کہ تمام بندگی و اخلاص مین جان نثاری ابھی تک اسکی آرزو باقی ہے ۔ ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا اس امیر عالیشان کی محفل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا تھا ۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا جرأت نہ آتا تھا ۔ اکثر اسکی مجلس مین نظم و نثر و شمشیر و جواہر و اسپ و فیل و ادویہ شتہی کا ذکر رہتا تھا ۔

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کام بخش صوبہ برار کے انتظام سے خوشدل ہوا ۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلاء پایا اور دشمنون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا ۔ اور راجہ رام یہان کا راجہ محصور ہوکر ایسا خوف مین آیا کہ عیال اطفال و املاک و اثقال کو قلعہ مین چھوڑ سنتا پاس چلا گیا ۔ ۷ شعبان کو یہ قلعہ جنجی سات قلعے ہین قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ مین آیا اور چار رانیان اور تین بیٹے اور دو بیٹیان راجہ رام کی اور اسکے متعلقون و یارون اور یاورون کی مقید ہوئین ۔ اور سو قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے انکے ہاتھ آئے بنادر فرنگ ممالک محروسہ کے ضمیمہ بنے ۔ زمیندار جو پیشہ شور و تسلط تھے انہون نے اطاعت کی پیشکش دی پیشتر سارے کام عمدۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا ۔ قلعہ مفتوحہ کا نام نصرت گڈھ رکھا گیا ۔ خیریت خان کو باری اور پانچ قلعہ راہیری کا بند و بست سپرد تھا وہ سنہ ۳۹ جلوس مین مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبد الرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیادی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہے وہ ادا کر دے ۔ اس دستاویز سے سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام متروکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

وفات خانجہان بہادر ظفر جنگ ۔

اور خرچ سال فرزندون کو اُنکی تعلقہ مین قلعہ جزیرہ مین بھیج گیا اور یومیہ بقدر کفاف ضروری بھی دستور
محبوسان مقرر کر دیا۔ اسی سال مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر مین بہت سی
عورتین رات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئین زن خیریت خان کی
اشارہ سے ایک جوان مرد نمانے مسلمین کوکن کی عورتون کا لباس پہنا اور ایک جمدھر
گرز چوبی گھگرہ و ساڑھی کے نیچے پنہان کیا اور عورتون کے ہجوم مین گھر مین چلا گیا
اور جا کر حضوری مین جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو
تیسرے پہر کمر کھول کر حاجت ضروری مین جایا کرتا تھا۔ جب اُس رات کو حاجت ضروری مین جانے
لگا تو ایک لونڈی چراغ لئے ہوئے آگے جاتی تھی۔ جون ہی اُسنے قدم اندر رکھا۔ تو
اُس شخص کو اُسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اُس آدمی نے حبشی کے سر پر
گرز چوبی سنگین مارا اور جمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اُس کی ازار
کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا حریف کا ہاتھ مع جمدھر پکڑ لیا اور اُسکو
زمین پر دے پٹکا محل مین غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیان لکڑیاں و مشعل لیکر آئین۔ اس شخص کو مارنا
چاہتی تھین لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت
کر لیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت
تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہین پہنچایا اور اسکا یومیہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم سنہ ۱۱۱۰

خواجہ یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے
سبب شہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا۔ بعض اوباش شاہزادہ کی صحبت
مین رہتے تھے۔ یہ باتین تیر کی طرح اُنکے دل مین چبھتی تھین ناراستون نے باطل دوستی سے چاہا
کہ اپنے تیر پہلو نشین کو اسکے سینہ اخلاص خزینہ مین بٹھائین۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے
وقت محرم خان و لنگارہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثناء راہ مین کسی بد اندیش نے اُسکے
تیر لگایا اُسکی حیات باقی تھی کہ اُسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ پردہ شکم تک تیر نے اثر نہین کیا

جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے کئی عمدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا بادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہو گئے مگر بادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو بادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے نکال دے۔ بادشاہزادہ نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سواشرفی ونیمہ دیا۔ ہزار پان دیکر رخصت کیا اور اسکے جانے سے دلگیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لیکر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود آئے اور کوکہ کو دیوان خاص میں چھوڑ دے۔ شاہزادہ نے کہا کہ میں اور وہ دونو ساتھ مجرا کرینگے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر میں باندھ لیا۔ ان ادا ہائے ناخوش کے سبب سے بادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔

حمید الدین خان کو حکم ہوا کہ اس حال میں بادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ الگ کرنے کو آیا تو شاہزادہ نے حمید الدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مار پیٹا مگر بادشاہزادہ سے کوئی نہ بولا۔ اس حال کو سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس میں شاہزادہ کو تادیب کے لئے رکھیں اور کوکہ کو زندان خانہ میں بھجوائیں اور بادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔ اور اموال و اسباب اثاثہ و کوکبہ و دولت سب ضبط کیا۔

سنتاجی گھورپرے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتاجی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور چار پانچ منزل پر مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپرے بیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو کوس پر آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے آگاہ تھا۔ بہ تقاضائے وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔ میر منزل کو اور آدمیوں کے ساتھ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود سوار ہو کر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پر آیا تو جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتاجی اور دھناجی کے درمیان آپس میں فساد ہے۔ یہ دونو

سنتاجی کا سر بادشاہ پاس آنا

سینا پت یعنی مرہٹون کے سپہ سالار تھی دھنا جادو مرہٹون نے عمدۂ قدیمی سرداروں مین تھا
اور یہ نسبت اور سردارون اور سنتا جی کے امرار پادشاہی سے سلوک وسلامت کا طریقہ
مرعی رکھتا تھا ۔ سنتا اسپر تفوق چاہتا تھا اسلیئے دونون کے دلون مین غبار تھا اور ایک دوسرے
کے استیصال مین کوشش کرتا تھا ۔ راجہ رام کو دھنا جی جنجی لیئے جاتا تھا ۔ منازعت قدیم کے
سبب مقابلہ ہوا ۔ سنتا غالب ہوا ۔ امرت راؤ برادر ناگوجی کو جو دھنا کا رفیق و یاور تھا زندہ گرفتار
کرکے ہاتھی کے پانؤن کے نیچے ڈلوا دیا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچا کر نکل گیا دوسرے
روز سنتا راجہ کے روبرو دست بستہ کھڑا ہوا ۔ اور کہنے لگا کہ مین وہی حضور کا غلام ہون ۔ یہ
گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکش بنائین اور اسکی اعانت سے
جنجی جائین ۔ اب آپ حسب خدمت کو کہتے ہین حاضر ہون ۔ راجہ کو خلاص کر کے جنجی مین پہنچا دیا ۔
ذوالفقار خان کے مقابلہ مین اور محمد کام بخش کے بہکانے مین اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہمی
مین اور اسمعیل مکھا کے دستگیر کرنے مین شریک غالب تھا جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا ۔ وہ راجہ رام کے
ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخاصمت کے سبب گیا ۔ دھنا یہان تھا ۔ مرہٹون
کے اکثر امرا اُس سے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتا جی کے واسطے نامہ و پیغام
بھیجتے تھے ۔ ہنونت رائے ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اُسنے سنتا کے
عمدہ نوکرون سے سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اُسنے سنتا جی کی بہیر کو جا لوٹا اور سنتا
کے ترک کے مشہور نامی راوت اُس سے جدا ہوکر ہنونت راؤ سے پیوستہ ہوئے ۔ اور ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی سنتا بے پر و بال ہوکر پہاڑون مین گیا ۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے
لشکر مین بڑی خوشی ہوئی ۔ اور اسی زمانہ مین اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا
کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین ۔ نفاق ہے یقین ہے کہ سنتا جلد اپنے جزای کردار کو
پہنچے گا ۔ تم جلد جا کر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو ۔ اس حکم کے
پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب مین مصروف ہوا ۔ ایک طرف سے بادشاہی فوج اور دوسری طرف
سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اُس سے جدا ہو گئی ۔

اس حال میں ناگوجی میا نے لیس لکھ مسورہ جو مرہٹہ سرداروں میں تھا اور بادشاہ کے ملازموں
میں کچھ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین میں وطن
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤں تلے سنتا نے مسلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اسی پر رکھتا تھا
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیوں کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب میں گیا اور وہاں
پہنچا جہاں سنتا کوفتہ و ماندہ بے پروبال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پاکر اسکو
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ میں ڈال گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اسکو لیکر اپنی بیوی
پاس بادشاہ کے پاس چلا۔ رستے میں اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سواروں
اور ہرکارہ نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ ہراول تھا لے آئے۔ اور
لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے
بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر
الٰہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس
کی لشکر میں اور بعض بلاد دکن میں تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم سنہ ۱۱۱۱

جب بادشاہ نے سنا کہ مرہٹوں کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت
شوخی کرتے ہیں تو اس کے دل میں آیا کہ انکے قلعوں کی تسخیر کے لئے جہاد کیجئے جو مرہٹوں کے
مسکن و ماوا ہیں اور اسطرح انکا استیصال کیجئے۔ بادشاہ اسلام پوری میں چار
سال سے چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ امرا نے اپنے بڑے بڑے مکان بنا لئے تھے۔
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے
حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دورہ ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ ایک سال کا
کام پندرہ روز کے اندر کاربرداروں نے بنا دیا۔ زینت النساء بیگم اور والدہ
بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ میں بٹھایا اور جملۃ الملک مدارالمہام
اسد خان کو یہاں کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ۔ ۔ ۔

کہ پادشاہ نے منادی کرائی کہ سب امرا و منصبدار و خلائق اپنے عیال و اطفال کو مع مشمول اسباب کے اس بنگاہ مین رکھین اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنے اہل و عیال کو ہمراہ نہ لے مگر پادشاہ کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر کیا اور ۲۰ روز مین مرتضی آباد عرف مرج مین آیا شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون سے طلب کیا تھا وہ بھی اس منزل مین مل گیا مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار مین تاخت و تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار دیوگڈھ جو بسبب نفاق وطن اور وارثون کے غلبہ سے پادشاہ پاس آ کر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب ملا تھا جب اسنے مدعیان وطن کے مر جانے کی خبر سنی تو وہ پادشاہ پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا۔ اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وہ نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے اور ملک کی تاخت و تاراج مین راجہ رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ اسکو نگون بخت لکھا کرین اور پادشاہزادہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شایستہ فوج کے ساتھ جا کر راجہ رام اور نگون بخت کی تنبیہ کرے اور بنگاہ اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے بطریق ایلغار مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ اگر افسردہ خاکستر کے نیچے شعلہ زن ہو اور روح اللہ خان بخشی اور حمید الدین خان بہادر کو حکم دیا کہ وہ بیتاب گڈھ سے ستارہ گڈھ تک کہین آبادی کا نشان نہ چھوڑین۔ مرتضی آباد سے جب پادشاہ نے پرگنہ کر کی نواحی مین کوچ کیا معروض ہوا کہ تھانہ پادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وہ بے چراغ ہے۔ پادشاہ دو کروہ مسافت طے کرکے اس مسجد کو دیکھنے گیا۔ وہان دوگانہ شکر ادا کیا۔ یہان تھانہ آباد کیا۔ جو رعایا فراری تھی وہ یہان امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی۔ پادشاہ نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر کی۔ یہان سے تھانہ سوادی مین پادشاہ گیا۔ یہان سے تین کروہ پر ایک مضبوط قلعہ بسنت تھا وہ غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا۔ تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا کہ وہ اس پہاڑ پر جا کر دشمنون کو نکال دے۔ خان نے دو روز مین توپخانہ کو قلعہ کی دیوار کے

نیچے پہنچایا۔ آتش بازی توپین لگاکے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینون نے بھی کوہ پیما توپون کا
چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کرکے حکم دیا کہ ایک
کتنا پر جو قلعہ سے ایک گروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائین صبح کو حکم دیا کہ یورش
کے لئے لشکر تیار ہو۔ چھوٹون نے بادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو انہون نے اپنے عجز کا اظہار
کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کے سب بلا
لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی
انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرہ قلعہ قدرے غلہ اور اور اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔
۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۱۱۱ کو قلعہ سب طرح قبضہ مین آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔
بسنت گڈھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ
ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اسنے ستارہ کو اسم بامسمی بنا دیا ہے۔ ۲۵ جمادی الآخر کو
سنہ ۴۳ جلوس کو پائے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ استادہ ہوا اور امراء کے خیمے جابجا اطراف قلعہ مین تربیت خان
کی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکز وار گھیر لیا تھوڑے دنون مین اندک تردد سے قلعہ
کے نیچے اور دمدمون کے اوپر توپین لگا دین۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے
چوبیس گز بلند اور اسکے اوپر چھ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہین کہ جسکے ارکان
مین توپون سے تزلزل آئے۔ پھر اسپر اسباب استحکام سب موجود تھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ
اور فراوانی آب کہ عین گرمی کے موسم مین پانچ چشمے جاری تھے۔ انکے کام کے آدمی نقد جان کو
ہاتھ مین لئے ہوئے وہ مستعد و مہیا تھے شتربان و بان و تفنگ و حقہ جات و مشک اور
سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس کوس تک گھاس کو اسنے
جلا دیا تھا جو جاندار کا مایہ عیش ہے کبھی بارہ وہ شوخی کرکے لشکر کے نزدیک آئے مگر انہون
نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہوگئی۔ باوجود اس دشواری
کے دیوار حصار سے تیرہ گز پر برج کے مقابل ایک دمدمہ تیار ہوگیا اسکے مصالح مین انہی

درخت صرف ہوئے کہ تلیس جالیس تک درخت کا نام نہین رہا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے
مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب
چند روز مین ۴۰ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تھا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم ماولیہ کہ
قلعہ گیری مین ید طولی رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ
چھتیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب بنا اور مال اور چرمین جا تیار
ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کہ کسی در سے اس پر راہ
کھل جائے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے
اسی دمدمہ کے نیچے جو چوبیس گز بلند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار کجاوے اور
ٹاٹ و کرباس کے خریطے صرف ہوئے۔ کرباس کمیابی کے سبب سے پیسہ کا چار گز ملتا تھا۔
ہیمہ صحرا صرف ہوا۔ خاک بہ کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے
لگائے لیکن پیش رفت کار سوا اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر جھکلے لایا تھا
اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تھے اور بندوق نہین مار سکتے تھے اور دیوار
کے نیچے چھپ بیٹھے تھے اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب سے یورش کا مقصد دیوار پر بہادر چڑھنا
نہین حاصل ہوتا تھا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور
روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال سنہ ۴۲ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر
صائب سے ایک ماہ کے عرصہ مین پولی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا
تھا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو اسنے اپنی رای صائب و سنگتراشون
کی مدد سے کوہ مین وطاق بمقدار طول چودہ درعہ اور عرض دو درعہ خالی کئے۔ مردم کارزار
کو وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت انسے جانفشانی ظہور مین آئے۔ جب اسکا
منصوبہ جو مرکوز خاطر تھا پیش نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون
طاقون کو اسنے باروت سے پر کیا۔ جب اسکا یہ حسن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو
پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے توپخانہ و خاص چوکی ۱۲ توپ افغان و گکھر اور

اور بقیہ سائر و جماعہ عربی و کرناٹکی جو شب و روز حاضر رہتے ہیں انکے علاوہ بخشی الملک
مخلص خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لیکر جاکر انتظار کریں کہ جب نقب اڑائی
جائے اور جوان فوراً قلعہ میں داخل ہوں تو وہ انکی کمک کریں۔ تخمیناً بقیہ ساٹھ من کو
کو طاق کلاں میں آگ دی اسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اڑکر قلعہ کے اندر گرگیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جل گئی اور اڑگئی۔ بادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور انہوں نے قدم
آگے رکھا پھر طاق دوم کی بارود میں آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کو جب پریہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا۔ وہ بادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو متعاقب
اور بناؤں میں یورش کے منتظر تھے۔ ہلاک رنے میں پتھروں کے نیچے دب گئے گنج شہیدان
کی طرح بے غسل و کفن دفن ہوگئے و سر کے اوپر سو۔ اسے دو ہزار کارآمدنی سپاہی کام
آئے۔ اگرچہ آدمیوں کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس حشر میں سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہاں کوئی نہیں ہے لیکن مورچال کے آدمیوں نے
ترس و خوف سے اس راہ میں قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ کیا برابر ہوا محصوروں نے
جب دیکھا کہ کوئی شخص اس طرف سے نمودار نہیں ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آگئے جاتے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا۔ اور بندوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دمدمہ بھی پھٹ گیا
تھا۔ دھکلے گر پڑے تھے اور کار پردازوں نے کام سے ہاتھ اٹھالیا تھا۔ کون مقابلہ
میں آتا جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو بادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکروں کو سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور ستونوں کو سپر بناکے یورش کرو۔ مگر بادشاہ نے اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا تو حکم
دیا کہ گرکوہ میں خیمہ برپا ہو تاکہ وہ خود اور بادشاہزادہ اس جگہ تشریف لے جائیں
ارکان سلطنت بہت عجز و انکسار کے ساتھ اسکے مانع ہوئے اس روز بھی سواری تیار
تھی لیکن کام کے برہم ہوجانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے بادشاہ
نے سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہراس کو

کسواسطے تم اپنے دلون مین جگہ دیتے ہو ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہی جس جماعت کی
اجل آ گئی تھی اسنے شہادت کی سعادت پائی - جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہی اور
آخرت کی رستگاری کا سرمایہ - تمکو چاہیئے کہ جہاد پر کمر باندھو جب تک بدن مین جان ہو
کوشش کرو - سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سرباز ہمراہیون کو جو مصالح قلعہ گیری مین اور
بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کے لئے لیجاؤ اور از سر نو مورچالون کے
بنانے مین مشغول ہو - بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب آدمیون کی جماعت یون
مفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ و کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند الکھ روپیہ
مع محنت و تردد ہیچ ماہ کے خاک کی برابر ہوا - اور پھر مآل کار معلوم نہین -
جو آدمی دبے ہوئے تھے انمین سے بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مردون اور زخمیون کو
نکال لائے باقی مرگئے واقعہ غریب یہ ہی کہ بیادے ہیلیہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور
یارون کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور سیر آتش سے بھی دل سوختگی رکھتے - جب انہون نے دیکھا
کہ کوہ سنگ خاک سے مردون کا نکالنا مشکل ہی اور انکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہی -
انہون نے اسی شب کو مورچال کو جو سرا پا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگا دی - یہ آگ سات
دن رات جلتی ہی - اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحرائے آتش کو بجھاتا کل ہندو اور بعض مسلمون کو
جنکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے - دنیا بھی عجب آتش کدہ ہی کہ دوست و دشمن
دونو فنا کی آگ مین جلتے ہین - اس سردار حیدر کار نے نان کی امید مین اور جان کی بیم سے
کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر واللہ یقدر -
۲۵ رمضان سنہ ۱۱۱۲ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا
وہ مرگیا اور تین خردسال بیٹے اور دو بیویان چھوڑ گیا - ۵ ہم شوال کو بادشاہ کو یہ
اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کا جانشین کیا تھا - وہ
چیچک سے مرگیا - راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور ملک و سپاہ
کی پرداخت مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا

اسکو سرداروں نے راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف کو کوچ کیا۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے کا شکر ادا کیا۔ امیروں نے بھی پادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الٰہی سے غافل تھے سب سنبھاجی قتل ہوا ہے تو بھی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہو کر خوشوقتیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیر خوارہ اور ایک بیدست و پا زن ہیں جنکا استیصال کیا بڑی بات ہے۔ یہ خبر نہیں کہ عاقل کہ گئے ہیں ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ تارا بائی زوجہ راجہ رام جیسی شرط سرداری تھی وہ بجالائی اور مرہٹوں کا بندوبست کیا اسکا ذکر سال بسال اپنے محل پر ہوگا۔

قلعہ پرلی قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے اس ضلع کے بندوبست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی صلاح بغیر اسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار پرلی نے بھی جان و مال کی امان کے قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت میں سوبہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی دیوار اڑ گئی ہے اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہو گئی ہے۔

پشتہ کوہ پر پادشاہزادہ کا سر کوب ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ کو اکھیڑنا چاہتا ہے۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہو گئی ہے۔ قلعہ دار پرلی جو میر دکن سے وہ التجا کرنے میں اور اپنے کام کے پیش جانے میں سبقت لے جاتا ہے اس سبب سے مآل کار سے سراسیمہ ہو کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بنا کے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان مجھکو اور قلعہ دار پرلی کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیاں حوالہ کرتا ہوں اور یہ تعہد کرتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرلی کو بلا قول امان بندہائے پادشاہی کو تصرف میں لاتا ہوں اسکی التماس قبول ہوئی۔

۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کر دی۔ تین ہزار عورت مرد بچوں کو

امن دیا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے
پادشاہ پاس لائے اسنے اسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار مع اسپ و
فیل و کٹارہ مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ
پادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔
کشاکش قلعہ ابتدا ۲۵ جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ سے لغایت ۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ مین یعنی
۴ ماہ ۱۸ روز مین ہوئی اس اثنا مین جو اور واقعات پیش آئے انہین لکھتے ہین۔
شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمین عفو جرائم
کی درخواست تھی اور ایک مسند و شیشہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ پادشاہ نے فرستادہ
کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آؤگے
عفو جرائم نہین ہوگا اور جب ملک پادشاہی مین داخل ہو گے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری
بنگالہ کا صادر ہوگا۔
ملتان کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے دس
بارہ ہزار سوار فراہم ہو گئے تھے اور قوم لستی (لیئی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کر رہے
ہین۔ شاہزادہ معز الدین سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ حفیظ اللہ خان پسر خرد
جملۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ ٹھٹہ کا ناظم تھا اور اس ضلع مین تسلط کلی رکھتا تھا۔
شاہزادہ کی مدد کی لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا۔
اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہائے پادشاہی کام آئے
تو شاہزادہ نے دشمنوں کے ایک ہزار آدمیون کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر
کو پادشاہ سے عرض ہوا کہ دریائے نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام
درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نے تردد نمایاں کئے۔ مخالف شکست
و بار لشکر شاہی کو دے کر فرار ہوئے پادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی
ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ معز الدین و بلوچ و قوم لستی

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر سرسالی بوندیلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ
اس حصار میں گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسپر سفیدی
پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب بادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست و کشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجدار و تھانہ دار
مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ میں مصروف
ہوا اور جو ستارہ میں مصالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔
۲۲ ذیقعدہ کو بادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ
کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میر و رجال مقرر ہوا۔ قلیچ خان بہادر اور
مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا
کہتا کہ میں قلعہ آسمان فرسا ہوں تو پرلے نے کہا کہ میں اسکے جوشن پر تیغ کار فرما ہوں
اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہے تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ ہے
محاصرین نے تھوڑے دنوں میں محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ و کاہ
کی کمی وہ ہوئی کہ اسنے بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حال میں
زر پاشی اور دلدہی سے دلاوروں کا دل ہاتھ میں لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی تخیر بہار سے
نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختہ ہو کر
الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم میں قلعہ مفتوح
ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پرانے
کپڑوں کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ میں جو مسجدیں شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھیں اور
ہنود نے انکو خراب کر دیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز
بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔
یہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

بادشاہ کا سفر بھوسان گڈھ کی طرف

اب بادشاہ نے قلعہ مین قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بند و بست ہو گیا
تو اسنے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات بادشاہی
و امرا وغیرہ کے بار بردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب ہوا کی ناموافقت
سے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمد و رفت دریا و دشوار گذار کے قلت کے
کے سبب اس ضلع مین متعذر تھی ارابہ بار بردار کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات مین
زندہ رہے تھے انمین سوا پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیون کا حال بھی
یہ تھا سرکار بادشاہی اور امیرون کا اسباب اُن ہی ناتوان ہاتھیون پر جنکی پوست
و استخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلون پر اور مزدورون پر اور بلغور خانہ کے
فقیرون پر جو لدسکا لادا گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ
کیا گیا اور کچھ جلایا گیا لوز نامراد بے بضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے فیل گاو
جنپر انکی جانین گرانباری کرتی تھین۔ دھون مین گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو
خیرباد کہا۔ راہین بند ہوئین۔ بڑی سختی سے دریاے کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا
تین منزلین کرکے آخر روز مین وہان پہنچے۔ اب عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ
کشتیون کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا
ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قلت معبر پر نظر کرنے سے تعالے جان نکلتی تھی جب اُترنا شروع
ہوا تو باوجودیکہ بادشاہ نے گرز بردار مقرر کر دیئے تھے کہ زبردستون پر زبردست
تعدی نہ کر سکین اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک بادشاہزادہ دریا پر گذر کرے مگر
دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین آدمی
زخمی و غرق نہ ہوتے ہون بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے انمین دس مین ایک
زندہ کنارہ پر پہنچتا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔
۱۹ صفر کو بھوسان گڈھ مین لشکر پہنچا۔ بادشاہ نے یہان ایام کے قیام کا حکم دیا
باران جواب تک رفاقت مین تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤن و راہون کا شور بھی

کم ہوا۔ لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم کو خاندیس کو رخصت کیا کہ برہان پور میں لشکر
کے ساتھ آرام کرے۔ لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آباد نواحی میں رخصت کیا۔
صوبجات کے نوابوں کو فرمان گیا کہ تازہ لشکروں کو ہمارے پاس بھیجیں۔ شاہزادہ
بیدار بخت کو ملا کر قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی
فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنوں بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔
۲۶ ربیع الاوّل کو بادشاہ خواص پور میں آگیا۔ یہاں خلائق کو ایک گونہ آرام ملا۔
یہاں غلہ و کاہ اور اکثر ما یحتاج کی ارزانی تھی۔ مگر یہاں ایک اور تازہ حادثہ
ناگہانی آسمانی مردم لشکر پر واقع ہوا۔ جسکا مجمل حال یہ ہے کہ ایک نالہ کم آبہ اس پر لشکر
پڑا تھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشک ریت تھی برسات ہوچکی تھی اسلئے یہ گمان بارانکا
گمان نہ تھا کہ وہ شدت سے برسیگا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال و کوہستان و دشت میں
غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایک بار گی لشکر کی طرف آئی
اور آدمیوں کی جان پر بلا ہمہ تن آئی۔ ایک جماعت بادۂ عشرت میں بدمہوش اور خواب غفلت میں
ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذرکر بساط خانہ کو مع خیمہ و فرش
کے زیر پا لپیٹا۔ جو کوئی سراسیمہ ہوکر نجات کی فکر میں دست و پا زنی کرکے اس شب
تاریک میں جسطرف نظر ڈالتا سوائے بے پایاں موج آب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک عالم سر برہنہ
پا برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر
بے پایاں میں جان بادفنا میں دی جسوقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔
بادشاہ جاے ضرور میں تھا وہ یہ سمجھکر کہ دشمن کے ناگہاں آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز
ہو رہا ہے۔ عالم اضطراب میں اٹھا پاؤں پھسلا اور پاؤں میں ایسی ضرب شدید آئی
کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔ آب سیلاب کی
نوبت و لنجانہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمۂ محل کے لئے سواری طلب ہوئی
صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر اور ننگے

پاؤن اسباب کو برباد کرکے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضرر پامالی و کسالہ و تصدیع خلق کو ہوئی
وہ بیان نہین ہوسکتی۔
پادشاہ سے معروض ہوا کہ سنبھو قید مین طعام نہین کھاتے۔ ساہو بن سنبھا بجائے طعام کے
شیرینی و میوہ و پکوان کھاتا ہے تو پادشاہ نے حمید الدین خان کی معرفت اسکو کھلا بھیجوایا
کہ تم قید مین نہین ہو اپنے گھر مین بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔
ملبارس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند و بست مین خلل پڑا۔ ارسلان خان بیٹا
شاہ خان ابن عم خان متوفی پادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔
وطن مین جاکر اپنی ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعیناتیون مین تھا۔
اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔
۱۶ رجب ۱۱۱۲ھ کو پادشاہ مرتضی آباد مرج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو وہان پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ

قصبہ مرج مین توقف ہوا۔ سیوم شوال کو قلعہ پرنالہ اور اسکے پاس کے قلعہ پون گڈھ
کی فتح کے لئے علم اٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو پادشاہ آیا اور
دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ
مین فال مین یہ شعر نکلا۔

ع

دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد ۔۔۔ بخاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیواجی نے یہ قلعہ حکام عادل خانیہ سے لیا تھا پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا
پھر اسکو سنبھاجی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چور پھر رہے ہین انکا
سر تن سے جدا کرے۔ دونو قلعون کا دور سات کروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔
تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور توپین دشمنون کے جلانے کے
لئے گرم ہوئین تھوڑے دنون مین قلعہ کی پانچ برج نصف سے زیادہ گر پڑی اور بیروا
جلد کار خانہ زار زمین کی شگافت مین اور کوہسار مین کوچے بنانے مین کار نامے بروے کار

لاتا تھا۔ کبھی حریف سرزمین مجوف کرکے راہ بنائی کہ جسمین تین مسلح آدمی متصل مستوی القامت
چلے جائین اور کبھی کبھی قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے۔ کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ
سکین اور ہر طرف غرفے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی چمکے مرتب کیے۔ ان مکانون
مین توپخانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بندوقین مارکر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو
اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرت توپ تھا۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ بارہ ہزار من کی جا
اسکے اندر چھوڑ کی دیتی اور کوئی آسیب حقہ و متوالیہ غنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا۔ آخر کار اس کوچہ
کو فصیل حصار مین لے گیا لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا۔ برسات کا
موسم آگیا اور شدت بارش و سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثناء
مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر لے گیا ہوا تھا۔ وہ
حضور مین آن کر مامور ہوا لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی ہمدستی کے ساتھ ہو بحال
بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک راہ مین زمین سنگ گین مین خاک سے
زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی محصورین دونو حصار سے
آتش افروزی کرتے تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ
انکی بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے۔ محمد مراد خان
اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لون کہان کے برج و
بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرہ نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ عالمگیر
ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا
اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا۔ ان باتون پر
لحاظ کرکے محصورین نے ڈر کر اپنا حصر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے زینہار جوئی
کے لیے بادشاہزادون کے ماں خانون مین دوڑے۔ ان دونو نے بادشاہ سے ان کی
شفاعت چاہی۔ بادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ٹرنبک حارس کو جان و مال کی امان دی
غرہ محرم سنہ ۱۱۱۳ کو پرنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آگئے بادشاہ نے پرنالہ کا نام

ی شاہ ورک رکھا۔ اسمعیل مکھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔
بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان علف و
ذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اس سے آرام ملے گا اور قلاع داورن گڈھ و نامگیر و چندن
و وندن دشمنون کے ہاتھ سے مستخلص ہونگے اس ثواب کی نیت سے دوم محرم ۱۱۱۳ کو بادشاہ نے کوچ
کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اُسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون
کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے۔
داورن گڈھ کے قلعہ نشینون نے بازوی دست کوب کا یہ زور دیکھ کر اور انکے پیچھے بادشاہ کے
لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور چور
بھاگ گئے۔ اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام
صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو کہ گھاٹون سے آدھ کوس پر ہے چھاؤنی کے لئے بادشاہ
نے فرمایا اور یہان خان بہادر کے ساتھ لشکر گران کو بہرہ مند کی بخشی الملک بہرہ مند خان
نامگیر و چندن و وندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار نامگیر نے اپنی
جان پر رحم کر کے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نامور رکھا اور اس کے التفات کے
سبب سے نامگیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان
مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ وندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ
بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔ تسخیر
قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لشکرون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر دو بستہ
لئے ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر معمی کے لئے ایک تفسیر اور ہر امر کے
ایک تعبیر ہوتی ہے۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لاینحل ہوتا اسکو ناخن کے اشارہ سے
کھولتا۔ جس زمان مین طلسم لاینکشف نظر آتا ہے اسکے چہرہ حقیقت کو اپنے ارادے
سے کھولدیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ مین خیال اشکال سنگ راہ ہوتا ہو
اپنے حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تراکم اشجار راہ مین آنے جانے کو روکتا ہو

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تبر سے بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہے۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئین تو
اُن کو ہموار کر دیتا ہے اگر حصول مقاصد کیلئے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اسکو طے کرا دیتا ہے
یہ بادشاہ ۱۶ رجمادی الآخر ۱۱۱۳ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلین طے کرکے ملکاپور مین
خیمہ زن ہوا آگے راہین دشوار گذار تھین اسلئے سات روز یہان قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بھی شاہ درگ سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت مین گیا تھا۔ کم مدت مین کئی قلعہ اسنے مرہٹون کے ہاتھ سے چھینلئے وہ بادشاہ
کے حکم سے بورگانون کی راہ سے بادشاہ سے اسی منزل مین آنکر ملا۔ بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہان چند روز قیام ہوا۔ فتح خان نے معبر کو صاف کرکے بادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشوار تھی بآسانی سے طے ہوئی۔ ۱۶ ر رجب کو بادشاہ دامن کوہ مین جو
اسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہان سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ مین سراسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ خاردار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہین
جا سکتی تھی اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخین باہم بافتہ تھین کہ چینوٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی
بیلدارون و سنگتراشون نے ایک ہفتہ مین وہ دستکاری دکھائی کہ اسے دیکھکر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالون کی طرح اڑا یا اور نشیب و فراز سد راہ ہوا تو اسکو بساط
بنایا اگر بلند درخت رستے مین کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اڑا یا۔ غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائین۔ کام مین ہر روز دشمنون سے لڑنا اور
انکے سرون کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا۔ سیوم شعبان کو بادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسرکردگی عمدة الملک مدار المہام اور برفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان و اخلاص خان و راجہ جیسنگہ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سوارون کے ساتھ درہ مین داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پشتہ سرکوب تھا

جس کے اوپر خان بہادر توپون کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہان مرہٹے ایک دیوار محکم برجون کی پیچھے
خود ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے حمیدالدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی
محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا
اونچے درختون اور سنگہائے کوہ کی پناہ مین بندوقین مارتے اور پتھر لڑکانے شروع کیے۔
فتح اللہ خان نے کوشش کر کے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو
دشمنون سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آگئی آخر کار مرہٹون کو ایسا
تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ مگر بورون سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب
بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے جزائر اندازون کو دشمنون کے جلانے
کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگل مین
بھاگے۔ درخت و بوتہ مین پنہان ہوگئے۔ اسی اثنا مین کہ افواج شاہی پیچھے پیچھے جا رہی تھی انہون نے کچھ
زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر مین پتھرون کو باندھ کر بن کے غارون مین پھینک
دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتہ مذکورہ پر ثبات قدم ہوا۔ بادشاہ نے یہان اپنے
خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رات جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا
یہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگا کر خانہ نشینون کے
گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔
دار گڑھی کر کے اسپر حقہ الفون پتھرون کو بچائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو
بادشاہ اسکا کارنامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور لشکر
کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لیے اپنی منزلگاہ سے اوٹھکر اس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ
سے آدھ کوس تھا

سوانح چہل و شش سنہ ۱۱۱۳

بادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف بنی شاہ درگ مین
منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کشتی انبہ کے دمدمہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان نے کوکن دروازہ کا

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توپخانہ لیکر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سر غار حائل قلعہ کی
ریوڑی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن مین توپ و تفنگ کے چلانے سے لمحہ بھر کا توقف نہین کیا
کوچہ سلامت مین ہر نوع کے آدمیون کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر
اپنا کام بناتے تھے غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریوڑی پر مدافعت
کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار
ہونا چاہتا ہے تو اسکے ہوش اُڑ گئے جو غار مین سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک
لگائے تھے اُنکو دشمنون نے خراب کیا۔ بہادر روح مجاہدون کے زینے تر تیب دیئے اور اُن
دھابون کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سنئے کہ وہ کوہجی
دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو پے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار مین ایک پشتہ
محاذی دروازہ کے مشرف ریوڑی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین
دیوارین بنائی تھین اور نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کے سبب سے
پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۱۵ شوال کو کوشش و کشش کر کے کشتون کے پشتے لگائے اور
قلعہ نشینون کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان کو بسبب عارضہ مرض کے بادشاہ نے
اپنے پاس بلا لیا اور کوہجی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راجہ
جیسنگھ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی و نندا راجپوری نے ان
پاس بھیجے انہون نے مورچال لگا کے برج دوبارہ پر توپین چلانی شروع کین
فتح اللہ خان نے دمدمہ بنا کر برج تک انکو پہنچایا اور سیبا حکی تدبیرین کین لیکن ع۔
سرہ ہر سنگ شد و بیدچہ گمنہ باران را۔ ہر چند شیرہ ہان اور کرکن تحیلی توپون نے گولے
چلائے مگر سوا اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اُڑ گئے۔ غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا
بھی ہاتھ نہین کھینچا۔ وہ راتون مین کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچال پہ حملہ آور ہوا
خان بہادر بذاتہ اُسکی مدافعہ مین مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے مین وہ خود
مزدورون کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار طسوج

عریض پر وہ لگا تختہ شکستہ ہوکر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اُسکے ساق پائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا۔ پاؤن اسکا اُکھڑا اور وہ گرا وہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا ایک غار مین گرا۔ جان باقی تھی۔ کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جا کر گرا وہ جو اسکے ہاتھ مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا۔ لوگون نے اس کو اس بلاء ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے صدمات پہنچے تھے کہ ایک ماہ تک صاحب فراش رہا۔ پھر اچھا ہو گیا وہ زبان دراز بڑا تھا۔ پادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز پادشاہ نے خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ پادشاہ کا ہمعمر تھا۔ اُس نے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ پادشاہ سے عرض کر کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی نوبت جب اسی نوے برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ بحال نہین رہتے۔ مین تو سٹھیا ہوا ہون۔ عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون۔ جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب ناصواب کے برائیون کو بتلایا اُسنے پادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے مگر یہ فکر اسکا غلط تھا۔ دھم ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوتی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جیسنگہ نے بھی اس مین بڑا کام کیا۔ غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی۔ اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین۔ اور دیوار قلعہ کو گرائین۔ پیہ سرام نے جب دیکھا کہ افواج شاہی اس طرح خانہ برانداز پر مستعد ہے۔ تو اُسنے برہمنون کو وکلا پادشاہزادہ پاس بھیجا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین۔ بوساطت بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے۔ مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پیہ سرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجائے۔ ۱۹ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہو گئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا) ہوئی۔ پادشاہ نے اس قلعہ کا نام سخّر لنا رکھا۔

اس سرزمین کی بھی عجیب کوہ وزمین ہین کہ سبزہ گل کے سوای کہین زمین نہین دکھائی
دیتی اس بستان مین کوئی درخت نہین جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو۔ کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ
کو فیض نہ پہنچاتی ہو۔ ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہے۔ ۲۵ ۔ کو شہر
مذکور کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا۔ ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا اندر کی
عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین۔ یہ قلعہ سرحدی ہے اور ممالک اعظم بالا گھاٹ و پائین
گھاٹ کو کن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ نے
شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ ہوکری اور راے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا
اور امراء کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دئیے۔

بادشاہ پنجم محرم ۱۱۱۱ کو کھیلنا سے بہادر گڈھ کے ناحیہ کی طرف چلا۔ کثرت
بارش سے یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین ناسے گاؤ بہ گجرات رفت خر بہ خراسان شتافت
فیل بدہوش مستی سے بیہوش ہوا لشکر کا بارگران لیکر چلا بیچارے تنگ لگے کر گدھو کی
طرح کیچڑ مین پھنسا غرض سارے احمال و اثقال مردو زن کے سر کے بوجھ بنے۔

شعر۔

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند   بیشتر گاؤ و خرے بے دم اند

دولتمند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین کسی نہ کسی طرح زبہ تکلیف او اقامت
گاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے۔ حکم
ہوا کہ حاری کھیلنا کو یہ کارخانے سپرد ہون۔ سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا۔ اس
منزل مین ایک نالہ تھا اسنے بادشاہ کی سواری کو تو راہ دی لیکن خلائق کے
کھانے کے لئے منہ کھولا۔ کوئی غرق فنا ہوا۔ کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا
جب دوسری منزل مین کوس ملزدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا۔ یہ نالہ
بھی عجیب غدار تند و بیدار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اور پیش خانہ دارون
اول جیسا کہ بالا پھیر بطریق بیرا بہہ رہی سکے اس طرف اسپ بروی کو دوڑایا کہ

سب کو صحرا و درماندگی مین بٹھایا۔ اصحاب الفیل نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُنسے مستخلص کیا اور افسوس
کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک کروہ کے تفاوت سے پادشاہ بائین طرف چل کر بلکاپور مین آیا اس
منزل مین ناہمواری کرکے سدّ راہ ہوا اور ہرگز کسی کا نالہ اُسنے نہ سنا اور شب و روز پاؤن دراز کرکے
سویا۔ اس شور محشر مین روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا۔ کاہ و ہیمہ نام کو نہ تھی۔ بارش کا تیر باران
بے نوایون کے بدن اور جان پر کارگر تھا۔ باد صرصر کا طعن دل ستان قالب تہی کرتا تھا۔
خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر نالہ سے گذرا
ایک کوس چلکر خیمہ لگایا۔ حجرہ عدالت مین بیٹھنے کو جگہ ملی۔ پادشاہزادون اور دنیاداروں کو
اپنے گھر مین کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل مین آفتاب دکھائی دیا تو نیم جانون
مین جان آئی۔ ۱۲ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز مین طے کیا اور
قلعہ بنی شاہ درگ کے نیچے پہنچا۔ آفتاب حسب دستور نکلنے لگا تو روزی طلبون نے ہاتھ ہلائے اطراف سے
بار بردار دوڑے آئے۔ انہون نے خلایق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اُٹھایا۔ پس ماندہ آدمی بھی
لنگڑاتے لنگڑاتے آگئے۔ ۱۵ شہر مذکور کو بیرگانو مین لشکر آیا۔ ایک ماہ بیس روز یہان توقف ہوا۔
۲۴ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا اگرچہ ابر نے دامن مین پاؤن کھینچے تھے۔ دریاے کشنا
کی طغیانی کی خبر آتی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ مین یہ موانع کچھ وقع نہین رکھتے تھے نو کروہ
مسافت کنار دریا تک ۱۲ کوچ و مقام مین طے ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا
طوفان قیامت تھا۔ ہر موجہ اسکا بلا قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ۔ عبور ایسی
کشتیون پر ہے کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ + یک تابوت و ہزار مردہ + اس حال
پر اختلال مین بیس روز مین آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ پادشاہ کشتی مین سوار ہو کر دوسرے کنارہ
پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہان بیس روز توقف کیا۔ پھر بہادر گڈھ کی سواد مین پادشاہ
خیمہ زن ہوا۔ پادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا توزک دیکھا۔ اکثر توپخانہ کو ضبط کیا
اور حکم دیا کہ امرا اُنسے زیادہ توپخانہ نہ رکھا کرین۔ یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ سلسلہ کہ خان فیروز جنگ
کہ ہفت ہزاری است درخانہ خود نمودہ توپ گجنال و شترنال و گھوڑنال و ہمہ چیز آن قدر

یا بدل نیاید سوا انچہ کہ از سرکار پادشاہی با وتعین است واشت چرا شما کہ مصفا عفا و
می یا بید زر ہا ضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع انچہ در کار بود ساختنش خود
سازیست + ع اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز +

بیت

ہیچ کس نیست کہ در فکر دل خود باشد + عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گذرد
۲۰ رجب سنہ ۴۶ جلوس کو لشکر نے قلعہ کندانہ کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ شعبان کو اس مقام پر
پہنچے آیا۔

سوانح چہل و ہفتم سنہ ۱۱۱۴

بنئی میں جب پادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمہ پست مین ہوا اور عنایت اللہ خان
ناظم خالصہ و تن کا خیمہ مرتفع مقام میں استادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان مذکور نے محل اسکا
احاطہ بنالیا۔ امیر الامرا کے خواجہ سرا نے خان سے کہا کہ اس مکان ہموار و ٹھہر جاؤ یہاں
نواب کا خیمہ لگیگا۔ خان نے جواب دیا کہ مین اپنے اترنے کے لئے جب تک کوئی اور جگہ نہ تجویز
کر لوں نواب صاحب توقف فرمائین۔ خواجہ سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ مخواہ اس
مکان میں اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اسکے خیموں کی جگہ آن لگے اخبار نویس دیوانی
کی فرد سے مقدمہ کا حال پادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا
کہ امیر الامراء سے جاکر کہو کہ اسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگہ پر یا کسی اور جگہ لگاوے
اور جسنے جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر پادشاہ
پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا امیر الامرا نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا
تو خان بہادر اسکے پاس سے از راہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان
کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس چل کر کہو کہ مجھے خیموں کے لئے جگہ مل گئی ہے آپکو تبدیل مکان
کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا کہ تم کو پادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامرا
پاس گئے تھے۔ مین پادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامرا پاس جا سکتا ہون۔ خان بہادر نے
یہ حال پادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامرا دیوان مین آیا تو اہتمام خان

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامرا کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے لے جائے خان کے گھر تک امیر الامرا آیا وہ حمام مین نہاتا تھا۔ جلد حمام سے نکل کر آیا۔ امیر الامرا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور ایک تقوز بار حمید خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونون نے ساری عمر ایک دوسرے کا گلہ و شکوہ نہین کیا۔ مدت تک صحبت و محبت رہی۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ۱۲ شعبان کو قلعہ کنداندہ کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا۔ بادشاہ کے حکم سے تربیت خان اور اور بہادرون نے مورچال کے آگے لیجانے مین اور نقب کے کھودنے مین دمدمہ کے باندھنے مین کوشش کی دشمنون نے بھی کوہ کے اوپر نمایان دست بردین کین دوم ذی الحجہ کو چھوٹے قلعون کے ساتھ فتح ہو گیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا۔ اس لئے کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہین لیسکتا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد مین بہت آدمی مارے گئے اور حضور کے کارفرما اور صاحب مدار تنگ ہو گئے تو قلعدار کو روپیہ دیکر قلعہ خرید لیا۔ یون قلعہ ہاتھ آیا اور بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا۔

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا۔ لشکر یون کے آرام کے لئے ایام برسات کا ایک حصہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات مین صرف کیا۔ یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے اور یہین حویلی کے اندر اسنے امیر الامرا شائستہ خان کو شب خون کر کے چشم زخم پہنچایا تھا یہان محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا دس برس کی عمر مین وفات پائی تھی شیخ صلاح الدین کے مزار مین مدفون ہوا تھا۔ اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا۔

اس سال مین باوجود بروقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آبندگی کی آفت پہنچی اور زراعت گندم اور جنس ربیع پر چند روز ابر ایسا گھر پڑا کہ گیہون سرخ ہو گیا اور دکن کے دو تین صوبون مین دس من کی جگہ ایک من غلہ پیدا ہوا۔ بہت سی چیزین اور جنسین برسات کی کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہو گئین سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہو گی اور

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اُسکی جگہ گرانی ہوئی۔
۱۲ رجب کو بادشاہ نے قلعہ راجگڈھ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی
کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی
اُسسے مقصد اس قلعہ کا اور دو تین قلعوں کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ
تھا جسمین کہین راہ کا نام و نشان پیدا نہ تھا مرہٹوں اور اس ضلع کے کوہ نوردوں کے سوا
جو گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہولیتے اور بمشکل اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے
ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیوں نے رنج
سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال و عیال سے دور اور مہجور تھے۔ اُنہوں نے کچھ مدت قیام مین
آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا
وہ کوچ کے صدمہ اور کوہوں کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ گئے
باوجودیکہ ایک مہینہ بیشتر کئی ہزار سنگتراش و بیلدار آزمودہ کار آدمیوں کے ماتحت راہ کے
درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کر سکے کہ توپخانوں اور
کارخانجات کے ارابوں کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بنا دیتے جب کتل کے نیچے
لشکر آیا ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا جنگل و رقعہ مین گاؤ و شتر پر جو عورات و مستورات
سوار تھیں انہوں نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابوں مین رسیاں باندھین
اور درختوں کو کاٹ کر ہزار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بان کے ٹپہ کی
برابر راہ طے کی۔ اونٹوں اور ارابوں سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیوں کے سر پر رکھا
اور اوپر چڑھے اس تصدیع و کسالہ سے بہت باربردار اور آدمی غاروں مین گر کر
درندوں کے طعمہ بنے ڈیڑھ کروہ مسافت راہ طے ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ)
اس پہاڑ سے نیچے آ کر اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پر شکوہ اور
رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے
وہاں رہتے تھے اُنسے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

پیمایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر رہا کہ محصوروں کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور
حمیدالدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال
باندھین اور کوچہ سلامت کھودین بتجربہ کار دلاوروں نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمرہمت
باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصورون کے حصار کے نیچے تک
مورچال پہنچائی۔ قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے انپر بڑی بڑی عمارتین سیواجی
نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود کیا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔
انکے نام پہلی وپدماوت و سرجوئی تھے تینون پہاڑون کے محصورون نے گولہ توپ و
تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے
مین کمی نہین کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا۔
۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازہ قلعہ پر لشکر شاہی
کے نشان قائم ہوئے۔ محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاجی جو اس قلعہ کا
نگاہبان تھا اور دوسرے سردارون کے ساتھ جو نامی دونو پہاڑون مین تھے بارہ روز
تک بے حاصل دست و پازنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بنا کر جان کی امان
مانگی اور اس شرط سے امان دیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجا
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہو گئی۔ اس
تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل
ہوا۔ باقی اہل قلعہ سر و پا برہنہ نکالے گئے۔ حمیدالدین خان کو نقارہ عنایت ہوا جسکی
آرزو اسکو مدت سے تھی۔ قلعہ کا نام نبی شاہ گڈھ رکھا گیا۔
لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون و چنا کا ہر روپیہ کے دو سیر اور کبھی
اس سے بھی گران ملتے تھے نذر [illegible] راجپوری کا فوجدار یاقوت خان ۵۰ کوس کے فاصلہ پر تھا۔
اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح ..

قلعہ گیری خود حضور میں آئے سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی
باب میں بادشاہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف میں مرہٹوں کو خوب
تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر میں بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ
سکا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلاں کشتی و جہازوں کا اسکے تعلق میں تھا۔ خشکی
اور دریا میں مرہٹوں کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہیں ہو سکتا تھا۔ جب
راہیری کی تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبہ سلطنت اور شان و تجمل
سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب میں بے آبروئی اور خفت کے
ساتھ رہنا پسند نہیں کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوے معلے سے اپنے وطن و مسکن کی
جبال کی پناہ میں گیا۔ ان ایام میں کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب
کیا تو اسنے اپنے تئیں ملازمت کے قابل نہ جانا کہ میں کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاؤنگا
کارسازی کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار پیادہ مصالح قلعہ گیری حضور
میں ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے میں یہاں رسد غلہ کا سرانجام اچھی طرح نہیں
ہوگا اور اس ضلع میں بندوبست قائم نہیں رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کر لیا
ان ہی دنوں میں اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا
اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیشکش کے قبول کرنے میں اور دریا
میں خرچ کرنے میں جان و جامہ کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس سرزمین
کو دوسرے کے نام پر مقرر ہونے دینا۔ یہاں کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا
قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنوں نے عرض کیا کہ حبشیوں اور
سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتوں کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بندوبست
اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجرا دریا میں سنبھال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے
بھی غور کر کے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا
راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویاں اور دو فرزند خرد سال باقی رہے تھے تو

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن بیوہ اور طفلہای شیر خوارہ باقی رہے ہین یہ مرہٹون کا دست
تعدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ جب تک خدا کا ارادہ نہ ہوا انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا۔ راجارام کی زن کلان تارا بائی تھی اُسنے اپنے بطن کے
پسر سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک بادشاہی کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھہ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کی
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک اسکے کل تردد و منصوبہ سرکشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
مادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہر چند بادشاہنے خود اُس کے ملک مین
آنکر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئے ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو لیے خان ومان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی۔
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم بادشاہی مین آنکر تاخت و تاراج کی۔ بادشاہ
تو تمام فوج اور امراء و کارطلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا۔
تارا بائی کے منصوب جس مکان مین پہنچتے تھے اقامت کرلیتے تھے اور بندوبست مین
کمائش دار مشغول ہوتے تھے اور زن و فرزند و خیمہ و فیل کے ساتھ خاطرجمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھے اور حد سے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنون کو آپس مین تقسیم
کرلیتے تھے اور حکام بادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جاکر تاخت کرنا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا۔ جہان کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

کوشش کرتا ہر اہدار کا کام یہ تھا کہ جو متفرق بیوپاری یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر
جائیں تو وہ حق راہداری گا وجہ مقرری لیتا۔ جو سہ چند بادشاہ کے فوجداروں کی راہداری
سے ہوتا اور شہر یا غالباً جاگیردار اور فوجدار کا ہو کر راہ گو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ
مین ہر ایک و گڈھی مرہٹون نے بناکر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہان اور وہان سے گرد
تاخت کرتے بعض دیہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڈھیون کے مرہٹہ
صوبہ دارون کے ساتھ اتفاق کرکے حکام بادشاہی سے ادائے محصول مین
دار و مدار کرتے تھے۔ سرحد احمدآباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت
کرکے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمدآباد اور اطراف اجین تک نقصان
پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلون کو اردوے معلی سے دس بارہ کروہ پر بالکہ گنج بادشاہ
تک لوٹ لیتے اسکا ذکر کہان تک کیا جاسے۔ بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹون
کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ نہین دیا۔ سرحد بندر سورت و احمدآباد کے
مابین بابا پیارے کے معبر پر دریای نربدہ پر جو مرہٹون نے کام کیا وہ بیان کیا
جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمدآباد
بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ بادشاہزادہ
وہان پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ
عبد الحمید خان دیوان احمدآباد پاس بھیجدی۔ اس ضمن مین غنیم کی فوج پندرہ
سولہ ہزار سوارون کی بندر سورت کی نواح مین پھیلین۔ چند پرگنون مین
بہت خرابی پھیلائی۔ اثنے دریاء نربدہ کے پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا
سرحد احمدآباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب بادشاہزادہ
اور فوجداران صوبہ احمدآباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا۔ انکے پاس شائستہ فوج
تھی جنکے سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان لشکر اندہ شجاعت خان
اور التفات خان فوجدار تھانیہ گودہرہ تھے۔ اور احمدآباد کے دس بارہ کے

قریب تھے جدا تھا اور تیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھی جو اس سرزمین کے
جمع ہوئی تھی۔ ان سب نے دریائے نربدا کے کنارے خیمہ ڈیرے ڈالے سب کے سب بہوٹون کے دفع
شر کے لئے مستعد ہوئے صبح وہان فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی اثنائے ہوا ایک طرف
سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ نمودار ہوئے احمد آباد کی فوج خبر پاکر انکے
مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فرار ہوگئے۔ پادشاہی سرداران فوج نے دو تین
کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیاں اور بھالے و چھتریاں انکے ہاتھ آئیں نقارہ
فتح بلند آوازہ کرکے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو شکست
دیے آئے ہیں۔ کمریں کھولیں گھوڑوں پر سے زین اتارے بعض سو رہے بعض کھانے پکانے
لگے کہ اس حالت میں سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹوں کے جو آبکنون اور کنارہ دریا کی
اطراف کے مغاک میں پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسوں کو خبر کے لئے بھیجکر قابو طلب تھے وہ
غافل و ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے احمد آباد کے ناآزمودہ کار
آدمی جنہوں نے دکنیوں کی دست برد نہیں دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوکے
گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان کے درمیان کوئی مستقل فوجدار
نہ تھا۔ دکھنیوں نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر میں تزلزل ہوگیا۔ دریا کی ایک طرف
میں سمندر کی رو آگئی تھی اسمیں پایاب نایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود
ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا میں ڈوب مرگئے
نظر علیخان و خواجہ عبد الحمید خان اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پازنی لاحاصل
کرکے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہوکر دریا سے پار جان سلامت
لے گیا۔ پالکی کی بڑی شدت تھی غنیم نے تمام فوج پادشاہی کو گھیر لیا۔ دھنا جادو نے
حسب اختیار سرداروں سے صلاح کرکے مصالحہ کو اس بنا پر قرار دیا کہ پادشاہ
کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکروں پاس فرمان تسلی بھیجا جائے کہ وہ حضور
میں آئیں۔ بعدہ کہ وہ اردوئے معلی کے پاس پہنچیں تو راجہ ساہو کو پادشاہزادہ

کام بخش کی خدمت مین و دیگر لشکر مین چار پانچ کوس پر بھیجین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے پادشاہزادہ کی ملازمت کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ چنانچہ ستر فرقہ سرداروں کے پاس بھیجنے کے لئے تیار ہوئے۔ آخر کو یہ مصلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پادشاہ کے دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کرکے اردو کے نزدیک آگئے اور اس تدبیر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + وکیل رائی کو جواب دیا۔ سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا۔ وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین پادشاہ پاس پہنچا کہ قلعہ تورنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملازمت قلعہ تورنا کے نیچے اپنے مورچے قائم کرے۔

سوانح سال چہل و ہشت ۱۱۱۵

قلعہ بنی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔

۱۳ شوال کو قلعہ تورنا کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا۔ دو کوچ وہ مقام اس لئے کئے کہ بار بردار میسر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بادوش تھا۔ اکثر امرا اپنے اسباب کو ہاتھیوں اور مزدوروں اور بلبو خانہ کے نفیروں پر رکھ کر منزل پر پہنچاتے تھے آیا یہ کروہ چل کر قلعہ تورنا کے نیچے پہنچے۔ پادشاہ نے محاصرہ اور مورچال آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ سلطان حسین نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض خلاف آمیز جو خانہ زادوں کے ساتھ مخصوص ہے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ تورنا کے نیچے جا کے مورچال باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر دلاور سرگرم خدمت مامور ہوئے۔

خصوصاً محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہ وردی خان نے اس محاصرہ مین شائستہ تردد کیا۔ پادشاہ کو ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہان اپنے مورچے قائم کیے تھے وہان سے بیس گز آگے بڑھائے ہیں باوجودیکہ اسیر دل مدت
گولون اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اسی آدمیون کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ لے گئے اور یہ
لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیون مین تقسیم کرے اور اسکو اپنے
پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہوگیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز
و رسل و رسائل التیام آمیز درمیان مین آئین۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نوسی
سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ مین عمدہ شریک تھے و محاصرہ گنا جاتا
تھا مادلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری مین بڑی مشہور تھی۔ اس نے
کمر ہمت باندھی زینون و کمندون کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہین کھلی تھی اور طرفین
کی توپون کا دھوان پھیلا اور آدمیون کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر
چڑھ گئے اور انہون نے اپنے اشارون کے موافق اورون کو بلا لیا پچیس آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز
کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان
کے اور چند اور ہمدم جانباز دو سو یا شنہ کو پہنچے نفیر بجائی اور محصورون پر حملہ کرکے بست
و پا کیا۔ اس ضمن مین حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی
مدد سے اور بادلون کی دستگیری سے پہنچا۔ سب لوگ متفق ہو کر محصورون کو تہ تیغ کیا۔
بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار مین چھپی اوپر
سے صداے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانہ فتح نوازش مین آیا بعض نے جس طرف سے
راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤن جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو...
غنیمت جانا۔ عجز کیا۔ امون ہوئی۔ قلعہ فتوح النصر کے نام سے موسوم ہوا۔
برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش
خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملقب نو آباد۔ گلشن آباد مین بادشاہی آدمیون کے تصرف مین تھا اور آخر ماہ
ذیقعدہ ۲۳ ذی الحجہ کو موضع کھنیر دکھید مین متصل دریاے گنگ بادشاہ آیا۔ روح اللہ خان
ثانی مثانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سابق مین فتح سکر کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی کہ بھیم نایک زمیندار کم اصل قوم کا بیدر
(بے ترس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہی یہ وہ مفسد
پیشگان مقرری مین گنا جاتا تھا - حیدرآباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کے لئے
اپنی فوج بھیجی تھی - بادشاہ نے خان زادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانہائے
قلب اور اسکے ملجاے کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان
مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مقر اصلی مین چلا گیا - پھر ان دنون مین کہ ۳۳
جلوس مین رائچور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پریہ نایک برادر زادہ
بھیم نایک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت
بجالایا - رائچور کی فتح ہونے کے بعد اسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین واکنکیرا مین جا کر جو
وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہی اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسجگہ مجھے طلب
کیجیے گا فوج شائستہ کے ساتھ حاضر ہونگا حصول رخصت کے بعد پریہ واکنکیرا مین آیا وہ توابع
سکر مین کوہ پر ایک آبادگانو تھا جب بھیم کے تصرف سے سکر نکل گیا تو پریا نے حیلہ و روباہ بازی
کرکے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا یہان سے بازگشت کا ارادہ کیا
اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع
کرکے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اسنے چودہ پندرہ ہزار پیادگے کہ قدر اندازی مین
شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنا لیا اور تھوڑے دنون مین
چار پانچ ہزار سوار بھی پہنچا کر شہرہ معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک نواح مین
شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلعہ کا استظہار رکھتا تھا وہ دربار کے
ساخت و ساز کے طریقہ سے واقف کار ہو گیا تھا - اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا
ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطہ بھیجکر رخنہ گفتگو کو سد ود کرتا تھا اور عرضداشت
بھیجکر اپنے تئین زمینداران مال گذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر سال
مین فزونی عمارت اور استحکام برج و بارہ مین اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون کے

حال پریا نایک

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا۔ یہان تک کہ اب تعلقہ واکنکیرا مشہور ہو گیا۔ اور وہ دکن کے مشہور
کے ساتھ ہمداستان ہوا۔ جگنا پسر پیم نائک اُس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا منصب سے
سرفرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پریا کی
سر پر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پریا کی گوشمالی کے
لیے مقرر کیا اور افواج نے اُسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ قابو وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت
مین آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی
پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کر لیا اور متصدیون کو کچھ رشوت
دی اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس رخصت
کی وہین اُسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔
بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہان آکر اسکا عرصہ
تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لاکر افسانہ وافسون سے کام لیکر
اور اطاعت اظہار کرکے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سے محفوظ رکھا
جب بادشاہ قلعہ جات پریا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنجیرہ مین ساڑھے سات مہینے مقیم رہا اور
اس ضمن مین اس ضلع مین دو تین قلعے غیر مشہور بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے۔ تو روز بروز
پریا کے تمرد و فساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لئے
پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و نہ سنہ ۱۱۲۶

سنہ ۴۹ آغاز سنہ جلوس مین بادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ
جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور بدبیران کا طلب مین سے تھا اور اسکی جاگیر
سے پرگنات واکنکیرا التعلق رکھتے تھے اور پریا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا
بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو
اورنگ آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا مین آئے اسی طرح سے

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجداروں کے پاس ایسے ہی حکم بھیجے گئے۔
آواخر شوال میں حوالی قلعہ مذکور میں بادشاہ آیا۔ قلیچ خان بادشاہ پاس بہت جلد آ گیا
وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی تماشا مور ہوا کہ محاصرہ کرے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور بادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک گروہ کے فصل پر
لگایا جائے ادھر بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کارفرمائی میں صرف کیا اور ادھر پیا
برج و بارہ کے استحکام میں اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا مرہٹوں کے سرداروں نے
تارا بائی کے پاس سے کومک کی طلب میں رسل و رسائل شروع کئے۔ اسکو چند ہزار سواروں کا
استظہار تھا جنمیں تمام قوم میں خصوص مسلمان یہاں تک سادات موجود تھے۔ اور کالیپ
پیادوں کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی کے مقابلہ میں اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپوں کے گولے اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوئے۔ دونوں طرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایک دن صبح کے وقت محمد امین خان تربیت خان و
چین قلیچ خان بہادر و عزیز خان و حمید و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ اطراف کی سیر
کرنے گئے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سرکوب تھا۔ وہاں جلو ریز
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن میں دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائیں سے پہنچے اور ہجوم کرکے مردم بادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار سنگ فلاخن اور توپ و تفنگ کے گولے ایسا کر کے غالب ہوئے . . . .
پاؤں جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اسنے بادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیر الامرا اسد خان اور رزم جو آدمیوں کی کومک کے لئے حکم دیا کہ شخص
جسقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لیکر پہنچے۔ چین قلیچ خان بہادر نے بہادری کی شرط کو
ادا کیا مگر کوئی فائدہ برومند کار نہیں آیا۔ جان ستان گولوں کے اولے برس رہے تھے اور بہت

آدمی مارے گئے تھے۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کے گھوڑے کے دونو
پاؤن اور چین قلیچ خان کے گھوڑے کا ایک ہاتھ اڑ گیا۔ دونو بہادرون نے پیادہ ہوکر
خدا کا شکر بھیجا کہ جان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ رہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا
ان امیرون کے کوتل کے گھوڑے ان پاس نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے
یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اُسنے اپنے دو کوتل گھوڑے جلد دونو سردارون پاس بھیجدیے
قلیچ خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین زیادہ ہوجاتا تھا اُسکے لئے چالیس
تولہ عنبر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیسرے روز حمیدالدین خان بہادر مع ایک جماعت دلاوران کے
دوسرے پشتہ پر کہ محاذی ملچار کے اور دمدمون ایک نیچے پڑ کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت
کو مار کر وہان اپنے قدم جمائے۔ اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکری
کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمیدالدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی
طرح قابو ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان استقامت کی۔ اسی
حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کام بخش کی فوج مین سے ایک
جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد مین ہوگیا جس سے وہان خوب پاؤن جم
گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی
کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتشبازی و سنگ دستہ و
فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک
سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھناجادو اور ہندو راؤ اور دو تین
نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار واکنکیرہ مین تھے آٹھ نو ہزار سوار اور
پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھناجادو کمتر فوج بادشاہی کے مقابلہ مین
آتا۔ مگر ملک بادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و
عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے امن نہ تھی نکال کرلے جائے اور سپاہ
کمک کا احسان بھی رکھو۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زد و خورد مین مشغول کیا اور
دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیون پر سوار کرکے اس
حصار کی پناہ سے باہر لے گئے۔ بعد اسکے تارا بائی کے سردارون نے پرنیا سے کہا کہ ہم اور تم
آپس مین متفق ہو کر افواج شاہی کے مقابل مین سست بازی خواہ کیسی ہی کرین جانبر نہین ہو سکتے بہتر
مصلحت یہی ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ مگر اس
مغرور نے انکا کہنا نہ مانا مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے
اور ہر روز سردارون کو خرچ مقرری جیسا کہ محاصرہ کے ایام کا اقتضا ہوا اور رفاقت و
معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹون کے سردارون نے یون مفت زر ہاتھ
لگنے کو غنیمت گنا اور انہون نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹون کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور بادشاہی آدمی کام مین آتے جاتے تھے لشکر شاہی مین ایک تزلزل پڑا ہوا تھا آخرکار
روباہ بازی اور مکاری سے پرنیا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا ابتدا مین عبد الغنی کشمیری نے
دست فروشی اور دادوستد کے وسیلہ سے سرمایہ تجارت بہم پہنچایا مرہٹون سے سودا اور
معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا افواج بادشاہی سے حصار
کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پرنیا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے
ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالحہ اور اظہار ندامت عجز پر مشتمل تھا عبد الغنی کے ہاتھ بھیجا
عبد الغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کو دیا جسکے ہاتھ مین سررشتہ واقعہ نگاری
تمام متعلقات ملکی و مالی تعلقہ دکھن کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ مین پاس کے حصار مین تفرج
اور نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا مرہٹون نے غافل مجھے پکڑ لیا اور قلعے کے اندر پرنیا
پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھ کر یہ پرچہ کاغذ مجھکو دیا ہے کہ تمہارے پاس
پہنچاؤن کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ
کی خدمت مین جا کر عرض کیا۔ پادشاہ نے بعد تامل کے تقاضائے وقت اور

نیم پنجال کے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش کی ہدایت کیش کی عرض
کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنگھ قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے
اور خلعت و اسپ و جیغہ اور منصب سے سرفرازی پا کر بطور یرغمال گلال باڑی میں رہے۔ بعد
اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ امیر خان خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی
تھا اور اس کشمیری کا مدیون تھا بھیجا جائے اور واکنکیرا کا قلعہ دار
قلعہ کے خالی ہونے تک جیسا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ساتھ ان پانو پیادہ جا
لیکر قلعہ کے اندر جائے اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کے بموجب
سوم سنگھ اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ و جواہر
و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات بہ ادب بجا لایا۔ عجز و
الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس اثنا میں محتشم خان حصار میں شریک
رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذار دی کہ کل پرسنگھیری قلعہ دار پریا ملازمت کرے گی
جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دوسرے روز ارکان سلطنت
تسلیمات تہنیت بجا لائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں بالوہی خان کے خطاب سے
سرفراز کیا۔ مورچال سرد ہوگئے جنگ جو ملتفع رہے۔ عبد الغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض
میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کیلئے اسباب ناکارہ اور عورات
اور بیمار لوگوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سیہ ترک قلعہ دار اس پریا کے حاضر ہونے
کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کر کے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا
کہ اسکو سرسام ہو گیا ہے۔ تپ ہذیان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہو گیا
ہے۔ آخر شب قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ کے نیچے ہلاک ہونے
کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اس مکار کی ماں
نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے کی خاطر جمعی
حاصل کر کے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امید وار ہوں کہ سوم سنگھ میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

زمینداری مرحمت کیا جائے اور محتشم خان پاس بھیجدیا جائے کہ بعض جگہہ خزانے مدفون ہین
جنکی اطلاع اسکو ہی وہ قلعہ دار کو بتلا دیوے - باقی مال و عیال کے تئین قلعہ سے باہر آوین
بادشاہ اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا اُسنے سوم سنگہ کو قلعہ مین اُس کی مان پاس بھیجدیا بعد اسکے
جانے سے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور بادشاہی آدمیون کے لیے آمد و رفت
بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوس کے قلعہ مین ایک جگہہ بٹھا دیا اب بادشاہ
اور اسکے ہوا خواہون کو میرپا کا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا - اگرچہ بادشاہ نے بردباری اور
حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا - ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و
داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا -
دشمنون نے شوخی کی - بادشاہ نے پایہ قلعہ مین استقامت کی - لوگ ہنستے تھے کہ ایسا بادشاہ
سراپا تدبیر اس بیجنس قوم کے دم مین آگیا - دشمنون نے اسے شوخیان کین کہ بادشاہ کو محصور کر لیا
مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے - بادشاہ نے نصرت جنگ کو شقہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر
مضمون کا لکھا کہ اے یار ہمدرد بیکسان زود خود را برسان - جب یہ لشکر تازہ آگئے تو
ابتدائے جنگ اس بیت سے شروع ہوئی کہ جب محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کر لیے
تھے اور اب مرکز کی طرح محاصرہ مین گھر گئے تھے اور کئی فاقے انپر گذر چکے تھے - پھر ہر طرف سے
لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیر لیا - چارون طرف خوب لڑائی ہوئی حمید الدین خان بہادر و
قلیچ خان بہادر و داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین
چار پانچ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی
ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آگئے - بعدہ
چین قلیچ خان و محمد امین خان اور بعض اور سیدون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف
قلعہ مین آکر جسجگہہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی
مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین ذوالفقار خان نے چند پادلیون و کتوون سے قبضہ کیا کہ
انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنوں پر وہ رہنے لگی روز بروز درختوں و عمارتوں
کی چوبوں اور لکڑی کو جمع کرکے مورچالوں کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ قلعہ کی دیوار
تک انکو پہنچایا۔ اور سرداروں نے بھی پائے حصار تک مورچالوں کو پہنچایا جس دن یورش قرار
پائی پادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس میں عمداً استقامت
کی۔ اس پادشاہ کے دل میں یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ میں کبھی جہاد میں شہید ہوں۔ ایک
طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف آرائی کی۔ مخالفوں نے
بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ پادشاہی جانبازہ بہادروں نے سینہ کو سپر بنا کے
پیادہ ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوگئی۔ ایک جماعت
دونو طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہوگئے اور دو تین حملوں میں جو دشتے کہ جنبیر
ناہرا سیلیہ آباد تھا۔ پادشاہ کے قبضہ میں آئے سب جگہ کی نسبت زیادہ یہاں آلات
جان ستان بلا افروز کام کرتے تھے اور لشکر شاہی نے ایک گروہ سے زیادہ مخالفوں کا
تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیوں کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم
شبات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ اور اطراف کی
نگاہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کئے اور سراسیمہ وار زن اور فرزند اور زیور کو
کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنے ساتھ لیا اور معبد خانہ میں اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہوں سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جاملے اور
انکی ساتھ متفق ہوکر فرار ہوگئے۔ حصار کے اندر شعلہ آتش بلند ہوے اور آلات شرربار کے پہنچنے
کے آثار کم ہوگئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے
اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہیں سکتے تھے
اور محتشم خان نے ایک کمیچہ اور پادشاہی آدمی اس پاس پہنچے تو دشمن اس کا کام تمام کر دیتے
سہار محرم سنہ ۱۱۱۷ کو قلعہ پادشاہی تصرف میں آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیروں کو
بڑے بڑے منصب صلے ملے۔ قلعہ واکنکیرا کا نام رحمن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود علی

اہتمام سے قلعہ اور مسجد کی تعمیر ہوئی۔ یہان کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لئے بادشاہ دیوگانو مین آیا جو دریا کرشنا کے پاس چار گروہ تھا۔ یہان لشکر کے آرام کے لئے چھاؤنی ڈالی اور جابجا حکام فہمیدہ کار مالی اور ملکی بند وبست و ضبط کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا۔ ملک نو مفتوح سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنوں مین آباد ہوئی۔

ان دنوں مین خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش معروف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ پردازی سے مرہٹہ کے تصرف مین آگیا ہے اسی روز حمید الدین خان بہادر کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

اس زمانہ مین بادشاہ کے تمام اعضا مین درد مفاصل بشدت ہوا جسے ایک عالم کے احوال مین اختلال پیدا ہوا۔ ہر چند ہر روز خود داری کر کے بادشاہ بیٹھ کر دیوانی اری مین مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا۔ غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دو دفعہ خبرین ناخوش آمیز فساد انگیز وحشت طلبون کی زبان زد ہوئین دس بارہ روز تک لشکر اور امرا کے آدمیون مین ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا یہ خیر ہو گئی۔ ورنہ اس دار الحرب مین کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔
امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف مین زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

بہشتاد و نود چون در رسیدی + بسا سختی کہ از دوران کشیدی
در ان جا چون بقصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب بادشاہ نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید مین یہ بیت

کہی ہے ؎ بس آن بہتر کہ خود را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری +
پادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا حکیم حاذق خان
(صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلدو مین پادشاہ نے اپنے تئین سونے تول کر
اسکو زر وزن اور سرپیچ دیا اُسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔
۱۶ رجب ۱۱۱۶ھ کو پادشاہ نے بہادر گڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان مین وہان
آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس دن کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۷ھ

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزے رکھے
تراویح پڑھی صلوۃ و سنت بدستور ادا کیے۔ ایام صیام کے اختتام کے بعد بلا ناغہ دیوان
مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود
احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔
اب چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا بیٹا سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار سے
اور خطاب راجہ و جاگیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانسامان اور متصدی
اسکے علیحدہ پادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہون۔ ابتداء قید
سے نہایت حال پر کارِ عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا۔ حافظہ گلال بار مین اپنے ظل عاطفت
مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا ان دنون مین
کہ ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہین جانتا تھا کہ بزرگون کا کہنا ہے
کہ مار کشتن و بچہ ۔۔۔ در استین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ پادشاہ
کی خدمت مین التماس کر کے اسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین
پادشاہ سواد احمد نگر مین دوبارہ آیا جس روز پادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ
احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی حجہ کو پادشاہ پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کے
زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ دارون کو اُسنے مار مار کر

(۲) ساہو پسر سنبھا

(۳) احمد نگر کا سفر

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد میں تھا۔ باپ کے عارضہ جسمانی کی خبر سنکر حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب ہوا کی ناموافقت کا عذر کیا۔ پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ماہم در ایام انحراف مزاج اعلی حضرت عرضداشت ہمین مضمون بحضور ارسال داشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانسان سازگار است مگر ہوائے نفس اماره۔ بعدہ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اسکے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ ابھی اجین میں نہین پہنچا تھا کہ اس نے عرضداشت کی کہ پادشاہ نے طوعًا و کرہًا اوسکو حضور میں طلب فرمایا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو وہ پادشاہ کی خدمت میں آیا صوبہ احمد آباد سے جب پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہانپور میں تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد میں جا کر وہان کے بند و بست میں مصروف رہے۔ محمد اعظم پادشاہ کی خدمت میں موجود تھا۔ اسکو بہی شجاعت کا غرور تھا اسنے لشکر کی گرد آوری کی تھی۔ احمد آباد میں کچھ خزانہ بھی جمع کر لیا تھا۔ پادشاہ کی رکاب میں خزانہ اور فوج بھی اسکی تاک میں تھا۔ ان سببون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین جانتا تھا۔ بلکہ سب باب میں اپنے تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت الکشہ بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ . . .

شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ میں مدت سے صوبہ دار با استقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے میں بہت مشہور تھا اسکو بیجا کر کے حضور میں طلب کرے اسکی پادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگاکے اور بہت منت کرکے اسکو حضور میں طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم

باپ کی خدمت مین آنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر
مشہور تھی کہ وہ ۔ ۔ ۔ جوالی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی مین مرگیا۔ اس
خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان
لکھے گئے۔ اِن دنون مین محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مرگیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور مین رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق
بنایا۔ پادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہوگیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بلاناغہ
کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اسی مابین مین وزیر و پادشاہزادہ
محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور مین آئی تھین وہ اس
کے تلاش کے لئے بہانے بلا کش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے
بہرہ تام رکھتا تھا۔ پادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے
باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ پادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا۔ سلطان حسین
معروف میر ملنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا۔ حسن خان بڑا ہوشیار عاقل
تھا۔ وہ اپنے حسن عقیدت و کارطلبی کے سبب سے تقاضاء وقت کو دیکھ کر پادشاہزادہ کام
کو دربار مین لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مسلح و مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے
رفیق نوکرون کے ہوتی۔ اسکی شکایت کئی دفعہ پادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب
نہ ملا تو ایک دفعہ نواب زینت النساء بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا مین حسن خان کی بے ادبی کا شکوہ
لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمین یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس
بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہین ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمین مصلحت
یہ تھی کہ باپ ہی مین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار
ہوجاے۔ یہ رقعہ پادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھا
کہ وجود حسن خان معلوم کہ از طرف او این ہمہ مغلوب وسواس و ہراس گردد۔

با محمد کام بخش را جائی مرخص می نمائیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز سے بہت پیچ و تاب کھائے مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا جدا ہونا غنیمت جانا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور بادشاہزادہ اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے اسنے دو شمشیر زن بجبر کھینچنا کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر میں ہنا خلق اللہ کے حق میں فتنۂ عظیم کا مادہ جانا محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب بالشان کے اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا روانہ ہوا۔ اسمیں مصلحت یہ بھی کہ پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھکر سانپ کی طرح بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل میں دو روز قیام کرکے تیسرے روز سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اتنے بہت دور نہ چلا جائے جسکے سبب لشکر میں غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونوں شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بسبب کمال تقوی کے پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمید الدین خان نے مجنون کی تجویز سے ایک فیل اور ایک الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ بادشاہ نے اسپر دستخط کئے کہ فیل تصدق برآوردن طریقۂ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را زود بمنزل اول رسانده بخاک سپارند و بہ تربیت تابوت نپردازند کہتے ہیں کہ بیٹوں کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ اسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جسمیں لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال شرقی صوبوں کا

قبضہ کرے اور دلی کو دار السلطنت بنالے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکوں پر مع
دکن ہمیشہ قابض ہوا اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھیرالے۔ مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ولایتین
کام بخش پاس ہین اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ
لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین اسمین تجہیز
و تکفین ہوا اور آٹھ سو پانچ روپیے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہین مساکین مین تقسیم ہون
روز جمعہ ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۵۱ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھکے کلمہ توحید کا
ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علما
و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خوابگاہ
مین رکھا کہ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردوی معلی سے پچیس ۲۵ کروہ پر تھے روز شنبہ
کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پہ دیکر دیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔
شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنی حین حیات مین قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق
دفن کیا۔ اور کئی سیر حاصل دیہات پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کیے گئے
اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوگئے۔ اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے مقرر ہوئے
بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند
انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویذ مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین بادشاہ
کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر اکیانوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس
سال ۲ ماہ ۲۷ یوم تھی۔

بادشاہ کا انتقال کرنا

آخر وقت مین اسنے یہ خطوط ایسے لکھے ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا
دیندار تھا۔ اسکو خوف الٰہی آخر وقت مین ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔
محمد اعظم شاہ کو یہ رقعہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ پیری رسید ضعف
قوی شد و قوت از اعضا رفت۔ یگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ کیستم [illegible]
آنی کہ بیاد صفت رفت افسوس آن باقیماندہ ملکداری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد

عمر عزیز مفت رفت۔ خداوند در خانه دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پایدار
نیست و از نفس رفته نشانی پدیدار نه۔ و از استقبال توقع مفقود و تپ مفارقت کرده جز چرم
و پوست تنها گذاشت۔ فرزند کام بخش اگرچه به بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاه
از آن هم نزدیکتر۔ عزیز القدر شاه عالم از همه دورتر۔ فرزند زاده محمد عظیم بحکم الله تعالی نزدیک
هندوستان رسیده۔ لشکریان همه بیدست و پا سراسیمه همچو من مضطرب که از خداوند تنهائی گزیده ام
در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرار نمی فهمند که صاحب کمتر داریم۔ هیچ با خود نیاوردم
و ثمره گناهان همراه می برم۔ نمیدانم که در چه عقوبت گرفتار خواهم شد۔ هر چند نظر بر الطاف و رحمت
امید قوی است اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماند۔ اگرچه از خود رفته را فکر نمی ماند۔ چون عالم البستگی
ع هرچه بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔ وصایت بندگان اگرچه پروردگار خواهد کرد لیکن نظر بر عالم اسباب
نیست همه را بخدا می سپارم۔ فرزند زاده بهادر و عار آخرین
پسر فرزندان هم ضرور است که خلق و مسلمین ناحق کشته نشوند۔ بیگم بظاهر اگرچه ملول است لیکن با کار دل او خدا است
بگوئید وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند۔ الوداع الوداع الوداع آخری وقت مین
کوته اندیشی عوشات جز ناکامی ثمره ندارد۔

شاہزادہ محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے۔

فرزند جگر بند من در عالم اختیار هر چند بر رضای
الٰهی نصیحت کردم و زیاده از امکان وصایا کردم چون خواست الٰهی نبود بگوش رضا کسے
نشنیده۔ حالا که از همه بیگانه میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم اما چه فائده عذاب هر گناه
هرچه کردم ثمره آن با خود می برم عجب قدرت است که آمدم تنها و میروم با این قافله
تپ از ده روز مفارقت داشت لیکن تاب نیاورده گذاشت هر جا نظر کنم جز خدا نظر
نمی آید۔ اندیشه لشکر و بنگاه ... نظر بر مآل آخرت موجب ملالت خاطر شد۔ از خود
خبرم نیست۔ گناه بسیار کردم نمیدانم بچه عذاب گرفتار خواهم شد۔ حراست بندگان
اگرچه رب العالمین خواهد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان هم لازم است حفظ و احتیاط بندگی
بجانب ظاهر نبود عالیجاه هم نزدیک است آنچه لازم بود در حق شما گفته ام و هم بجا آرد دل بحوالی

دشنید شود فشود که مسلمانان کشته شوند و وبال برگردن این ناکاره بماند شمارا بخدا می سپارم
و خود رخصت میخواهم حالت اضطرابیاست بهادرشاه جائیکه بود هست و فرزندزاده ...
عظیم الشان نزدیک بهندوستان آمده۔ فرزندزاده بهادر بنواحی گجرات حیات النسار چیزے
از روزگار ندیده ملول است و حال بیگم بیگم داند وادے پوری والدۂ شما در بیماری با من بود و
اراده رفاقت دارد۔ خانہ زادان و مردمان حضور چند گندم نما جوفروش اند باید به رفق و مدارا
آدمی برواے کار گرفته و پا باندازه دراز کشند۔ شاهزاده محمد معظم کے نام خط۔ همین پور جلالت
منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیده آنچه بر زبان او حواله خواهد شد ابلاغ نماید۔ از
خود خبرم نیست که کیستم و کجا می روم و بر سر این عاصی پر معاصی چه خواهد گذشت۔ حالا از همه
مرخص میشوم و همه را بخدا می سپارم۔ فرزندان نابدار کامگار را باید که تخالف نه کنند و مجوز
کشت و خون خلق که بندگان خدایند نشوند آنچه به نظر می آید طرفه هنگامه بر پا شدنی است
ایزد متعال تقبله توفیق حفاظت خلق الله که ودائع بدائع خلق الله اند چراغ راه سالکان
طریق ریاست و ملکداری کناد۔ اس رقعہ کے اس فقرہ میں۔ کہ اودی پوری والدۂ شما
در بیماری با من بوده۔ لفظ اودی پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہیں۔ کوئی تو یہ کہتا ہے
کہ اودی پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اسکے نکاح میں آئی تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ
اودی پوری کی جگہ جودھپوری ہے۔ سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخوں
میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اودی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا
کی رہنے والی تھی۔ ایک بردہ فروش سوداگر سے داراشکوہ نے اسکو خرید تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی
یہی تھی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ جب دارا مارا گیا تو بادشاہ اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی۔ آن میں ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھا کے
مرگئی۔ عالمگیر سے نکاح نہ کیا۔ مگر اس کرسچین لیڈی نے اسے نکاح کر لیا۔ فرنگستانی
تاریخوں میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں۔

اگرچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت مین ـــ دین مین راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر چلتا تھا اسکے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہیے تابعی کرتا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد مین باغیر مسجد مین جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع مین جمعہ کی نماز سب مسلمانون اور مومنون کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا . . . . . تو جمعرات کو شہر مین آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد مین ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنون کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ مین جاکر جمعہ کی نماز پڑھتا۔ عیدین کی نماز سفر و حضر مین جماعت کے ساتھ پڑھتا ـــ دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ مین آدھی رات تک علما و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخرہ مین مسجد غسلخانہ مین معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ مین تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو تاکل ملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت مین صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور دو تین محل نمکسار جدا کئے گئے انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کر کے دیتا تھا۔ چہارم حج ـــ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جاسکا اسکے بدلہ مین حرمین محترمین کے مجاورون کے ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبری کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت مین کبھی ہر سال کبھی دو سال مین بہت روپیہ بھیجتا تھا اور مکہ شریف مین طواف حج اور سلام رسالت کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح و تہلیل اور اوراد عبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیون کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ باوضو رہتا

عقائد و خصائل کی پابندی شاہ اورنگ زیب

اور کلمہ طیبہ اور اذکار اوراد علیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ میں شب بیدار رہتا اور
راتوں کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ میں اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے کل ملاہی و مناہی مسکرات و محرمات سے محترز تھا۔ کبھی اسنے شراب کو لب سے نہیں لگایا بلکہ اسکے
مفترات کی بو تک کو دماغ پاس نہیں آنے دیا اور سوا ازواجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت
نہیں کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہ نادر دلنواز پایہ تخت میں مجتمع تھے اور
اوائل جلوس میں کبھی کبھی سماع فرمودہ طرب ہوتا تھا اور اس میں دقیقہ باقی نہیں لیکن کمال ورع
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا مطرب
تائب ہوتا تو روزانہ وزینہ مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا مکرم خاں صفوی
کہ فن موسیقی کے ماہروں میں تھا۔ پادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق میں کیا فرماتے ہیں
تو اسنے فرمایا کہ لا بہ مباح پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ میں مزامیر خصوصاً پکھاوج کے ساتھ گانا سن نہیں سکتا وہ بالاتفاق
حرام ہے اسلئے میں نے سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سرود کے جنازہ نکالنے کی مشہور ہے جسکو
ہمنے پہلے لکھا ہے۔ پادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہیں پہنا اور ظروف نقرہ و طلا مطلقاً
وہ کام میں نہیں لایا اور زردوزی لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیروں کو بھی
منع کردیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دیں۔ انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا۔ جواہر جنکے پہننے سے
زیب زینت وافر ہوتی ہے انکے گھر سنگ یشب کے بجائے چاندی سونے کے ہوتے کہ وہ
مشروع و مباح ہوں۔ وہ تقلیل نوم و غذا میں عبادت خدا کے لئے کرتا۔ اس کی
محفل میں غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتیں ذکر نہیں ہوتیں اسنے بندہ ہائے حضور
کو تلقین کر رکھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جائے۔ ترویج
قواعد دین اور تنقید احکام دین میں اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے میں اور
بدعتوں و مناہی و ملاہی کے اٹھانے میں ایسی کوشش کی جو پہلے کسی پادشاہ کے عہد میں
نہیں ہوئی تھی۔ پادشاہ نے ۱۰۷۶ھ میں یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات
اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا۔ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ
مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ دارون کے نام
احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ مین ایسا ہی ایک محتسب مقرر کرین اور اسکے ساتھ احدی کچھ
سوار بھی ساتھ رہین کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے مین حجت کرے تو اسکی تنبیہ و تاکید
کرین بعض مورخون نے اس احتساب مین یہ بھی داخل کیا ہے کہ ہندون کی سواریان اور
نمائشین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کافۂ انام اور خواص و عوام پر بغایت
جاری تھے طوائف نے فواحش کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ مین یہ
حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر بسیان رہا کرین۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے مین اور
بدکاریون کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیوں سے دور بسنے کا حکم دیا۔
اور پہچان کے لئے انکو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیون میں انکا نام لال بیبی
مشہور ہوا ممالک مین باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور
سیاست کام مین نہین آتی۔ ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلاء نفس کسی بنی انسانی کی حیات
کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا۔ بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا تھا
عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہین کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی
کہ دار الخلافہ اور اطراف مین ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا
اسکو مہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ مین لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی
تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے
نوازش کرتا۔ اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بیواسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ
انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا۔ خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا
اور اواسط ایام سلطنت مین اسنے ہندوؤن پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جسسے
یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہین وہ اکبر کے عہد مین موقوف ہوگیا تھا جز

سبب سے مسلمانون کے دلی خیرخواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے
سے ہندؤن کا دل دکھا اور وہ پادشاہ کے بیری بن گئے۔ اسنے ایک حکم گشتی
تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم تک قلم آئندہ نوکر نہ رکھے جائیں اور حکام کے ماتحت جو
عہدے خالی ہون تو انکی جگہ مسلمان نوکر رکھے جائیں مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر
عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندؤن کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اورنگ زیب کے
عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری
کر کے ہندؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی
پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی بھی عجب ہندؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی
اسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اسنے کسی ہندو کو
زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسوم قدیم سے چلی
آتی تھین انکو نہین روکا مگر باتین وہ کین کہ جن سے ہندؤن کا دل ناراض ہوگیا۔۔۔۔
بنارس مین بشیشور اور بندہ مادھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا متھرا مین
گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی
حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور
مندرون کو ڈھایا۔ مگر اسسے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا
جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندؤن کے
دلون مین بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لامذہبی نے لے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے
کہ بت پرستی حماقت وگناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت
اسلامیہ مین ظاہر مین تو بت پرستی اور بت خانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندؤن کے دل
بت خانے [illegible] مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے
بہت دکھائی [illegible] مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور
[illegible] تعلیم یافتہ ہنود آجکل اپنی قوم مین برآوردہ ہین۔

عطایا عام و خیرات و وجوہ رہداری و احسان

اسکی عطایا عام مین سے یہ ایک ہے کہ غلات و حبوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمستہ اور اموال سائر کو معاف کر دیا خصوصاً محصول تنباکو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھی
اور اسکا عامل ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ جنپر اسکو احتمال تنباکو کے چھپا کر
لیجانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ مین ہند و ملتان پر تیس لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کر دیا۔ دویم یہ ہے کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کر دیا پہلے دستور
تھا کہ اولاد کی تنخواہ اور مناصب وجہ موجب حق بابت آبا و اجداد

مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج وضع کرتے
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے جسکے سبب بادشاہی
منصب پریشان حال ہوتے پادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہائے درگاہ مین سے منصبدار دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرتے
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصبدار دو بیستی سے چہار
صدی تک کسی منصب کے سبب جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جاوے۔ اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی قدر
میراث پائی ہو تو مہینون اور سالون مین بتدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین۔ اور اگر بہ تحقیق معلوم ہو
کہ ترکہ مطلقاً نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین۔ یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی مبرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سڑکین ایسی تھین کہ ان مین
مسافرخانے اور سرائین نہ تھین۔ مسافرون کو اُن مین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف واذیت ہوتی تھی - اسلیئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
ان ممالک کثیر المسالک مین جہان جہان سرا اور رباط نہ ہو سرکار خاصہ سے سرائے وسیع سنگ و خشت اور گچ
سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جائے جسمین بازار و مسجد و چاہ پختہ و حمام بنایا جائے اور ہر منزل
مین مسافرون کے لئے ایک منزل گاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری و اشیا و اموال کو رکھین یہ بھی
حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت
ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہی ایسے
حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن آبادی ہی کہ مراحل و منازل و جبال و صحرا و ہی امن و
امینی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتی ہین - جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد
بلاد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہو گئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین . .
جہان کہین مسجد پرانی شکستہ ہو گئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جائے - یا وہ از سر نو بنائی
جائے امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش و چراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جائے ہر سال
اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا اور بلغور خانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہرون
مین عاجز و مساکین کے لئے مقرر تھے - مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۷۹ ہزار روپیہ عید الضحیٰ
اور مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینے
مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات
مہینون مین کچھ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ
خیرات ہوا کرے کل سال مین ایک لاکھ ۴۹ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا -

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد و قصبات مین فضلا و مدرسون کو لائق وظیفہ و روزانہ اور
اور املاک مقرر کیئے تھے اور طلبۂ علم کی وجہ معیشت درخور حالت و استعداد مقرر کی -

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافۂ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علماء مذہب حنفی پر عمل کرین جو
مسائل مذکورہ کتب فقہ مین فقہا کا اختلاف ہے اور فقیہون نے روایات ضعیفہ لکھی ہین اور
انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور مع ہذا انکے مجموعہ پر ایک کتاب جامع نہین - اور یہ

ترویج علم ۲

فتاویٰ عالمگیری ۲

اور جب تک بہت کتابیں جمع نہ کی جاویں اور کسی کو استفسار وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی علم فقہ میں نہ ہو استنباط مسئلہ نہیں کرسکتا اسلئے بادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا ایک گروہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب طولہ معتبر بہم جو کتابخانہ سرکار شاہی میں فراہم ہیں انظار تتبع ڈالکر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ جامعہ میں ترتیب دیں تاکہ سب کو استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف شائستہ دیئے گئے۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم میں خرچ ہوا اس کا نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اسنے اور کتابوں سے مستغنی کر دیا۔

بادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہیں کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف تھا اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحییٰ منیری و شیخ زین الدین و قطب محی الدین شیرازی اور ابن حنبل کی اور کتابیں ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا وہ حافظ قرآن تھا ابتداء حال میں اسکو کچھ سورتیں یاد تھیں مگر بادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا تاریخ شروع حفظ سنقرئک فلا تنسیٰ اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہے۔ خط نسخ لکھنے میں اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی میں ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ بھجوایا اور ایام شاہی میں دوسرا قرآن شریف لکھ کر مدینہ منورہ میں بھجوایا جنکی جدول لوح اور جلد میں سات ہزار روپیہ خرچ کیا سوا ان دو قرآنوں کے پنج سورہ اور سور قرآنی لکھیں وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور بعض اوقات بادشاہزادوں اور امراء کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطریں نہ لکھتا ہوگا۔ اسکو فارسی کی انشا پردازی میں ملکہ تھا اور نظم میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوؤں سے جو فارسی نہیں جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب میں آیت الشعراء

يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ سکے ذہن نشین تھی اسپر تمسک کرکے وہ استماع شعر پر بمقدار توجہ
نہین کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سنتا۔ ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔

نگہ دبہر رضائے خدائے عزوجل ٭ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل

اسنے ملک الشعرا کا عہدہ تخفیف کردیا مگر موزون طبع اور عالی دماغ شاعرون سے دربار
خالی نہ تھا بعض وقت ایسے شعر اور قصیدے شعرا لکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھننا
ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آئندہ ایسے بے سود کام مین اپنی اوقات
ضائع نہ کرین جن مورخون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہنے اور پڑھنے کی ممانعت کی
وہ مبالغہ ہے۔ اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض اوقات
وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت۔

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ٭ چسان در شیشۂ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنے بیٹون کو بعض مضمون مین اشعار لکھا تا تھا۔ علم نجوم و رمل و جفر کو اپنے مذہب کے موافق
باطل جانتا تھا۔ اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارا اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا۔ ہندون
کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف
کردی۔ تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا۔

اولاد کی تعلیم

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپاہ گری و علم صید شکار و کمانداری و تفنگ اندازی و تاریخ
اور علوم دینی و دنیوی مین تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی کتاب عقائد حنفیہ و
احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا۔

عدالت [illegible]

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت
مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر
کئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کرکے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین۔ غربا کو اتنی مقدرت
نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچکر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر
کئے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

یہ جانشین رکھا کہ بادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا و زیردستوں کے
حال کی پرورش کے لئے ہر روز بلاناغہ دیوان عدالت میں اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل و داروغہ عدالت تعین کئے ہیں وہ مظلوموں اور دادخواہوں کو اپنی مثال انکی
اور انکے مطالب و مقاصد کو عرض الامین پہنچائیں اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت
جن ضعیفوں کے عرض مدعا اور انجاح مطالب کے بسبب اغراض نفسانی کے تاخیر کریں تو مستغیث اس معتمد
کی طرف رجوع کر کے اپنی حقیقت حال کی عرائض اسکو دیں تاکہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو لائے۔ بادشاہ ان عرائض کو خلوت میں پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیوں پر مستغیثوں کے
مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہیں کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجرا عہدہ داروں کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہیں کر سکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ میں منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہیں ہے کہ وہ بادشاہانہ
بازپرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرات کرسکے جو جماعت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ داروں کی عرائض سے اور وقائع نگاروں کے
نوشتوں سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے بادشاہ شریعت کے موافق
خود حکم سیاست صدور کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہیں بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
و ادنے و اعلیٰ بازپرس و مواخذے کے لئے یکساں ہیں۔ حدود شرعیہ کے اجرا میں اعیان و امرا
و اغنیا و فقرا و بے نوا آپس میں متمیز نہیں ہوتے جب کوئی عمائد شاہی میں سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت میں کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہے تو بحکم آئین شاہی قوانین ماندہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہے اسکی جزا تقصیر کے لائق تعزیر ہوتی ہے خدمت سے معزول ہوتا ہے یا رتبہ حضرت عتاب سے لیا جاتا ہے
یا منصب و جاگیر سے برطرف کر دیا جاتا ہے اگر چند روز کے بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو وہ فضل و کرم بخشایش نوازش کا مورد بنایا جاتا ہے
سلسلہ بادشاہی اسطرح تنبیہ و تادیب ہوتی ہیں اسی طرح بداندیشوں کے اطوار و اخلاق کی تہذیب کی جاتی ہے بادشاہ عفو تقصیر
میں مصرعہ عفو لذتیکہ در انتقام نیست ۔۔ پر عمل کرتا ہے۔ جو امرا و سردار بادشاہ سے بے سر جنگ ہوئے

ان سبکے قصور معاف کر دیئے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کیسے کیسے تقصیر اور انکے
قصور معاف کر دیئے وہ سزا دینے مین نہایت متحمل و متامل تھا۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر
اس مین تھی کہ کبھی کلمہ رکیک بان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے مُنہ پر ایسی نہین کہتا کہ جس سے دوسرا
آدمی شرمندہ ہوتا۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی۔ اگر
کبھی زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا
بادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ
استادہ ہو کر داد طلبوں کو بلاتا وہ بے ممانعت بارگاہ معدلت مین جوق جوق آتے
اور بادشاہ کی غایت توجہ کے سبب بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا
عرض مطلب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی
باتین بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو بادشاہ صلابت دماغ چین بہ جبین نہین ہوتا۔ بارہا
بار یابون نے حضور سے عرض کیا کہ ایسے مستغیثون کو جسارت نہین دینی چاہیئے تو فرمایا کہ ایسے
کلمات کے سننے سے اور ایسے امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل
حاصل ہوتا ہے۔

حزم و احتیاط

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جسکے سبب سے آدمی اور آدمیون پر بے جا عتماد
نہین کرتا۔ اورنگزیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر مین ایک لحظہ بھی نہین بھولا
اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہین میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو
مین نے باپ کا کیا اسلئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا۔ ہمیشہ اپنے افسرون کو ایک مقام
سے دوسرے مقام مین بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ
پیدا کرلین کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹون کے حال احوال چال ڈھال
سے بڑی اپنی احتیاط کرتا۔ انکون پر خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا جب
انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کامون کو اپنے قابو
مین رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنی رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

بیٹون مین شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے
بہت دور بھیجا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر
اُسے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان
کیا کہ اسکو شکار مین ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیون کو راہ مین روکتا گیا جب اُسکے
ساتھ آدمی نہ رہے تو اپنی بھری بندوق اسکے ہاتھ مین دی۔ پھر ایک خیمہ مین لیجا کر ایک عجیب و
غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان مین بطور یادگار چلی آتی تھی۔ تنگی کر کے اسنے جو تلوار کھائی
سب خود گرمی کا بہانہ کر کے ننگا ہوگیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا . . . امتحان کر لیا اور اپنا
اعتبار اسکے دل مین بٹھا دیا۔ تو اُسکو رخصت کیا مورخ لکھتے ہین کہ بعد اس معاملہ کے
یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہو جاتا ع
کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمین سوانح نگار جابجا مقرر نہ ہون وہ روزنامچہ لکھتے
تھے۔ اور یہ روزنامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات و کلیات اوضاع و
اطوار و طریقہ صوبہ دارون اور حکام و عمال کا ادنے سے اعلے تک بالکل حضور مین بھیجتے
تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنی حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے
ان واقعہ نویسون کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک دوسرے شخص کی
اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش مین نفس الامر
سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھل جاتی۔ اس طرح کسی اہلکار
کی بدوضعی اور بد کرداری چھپ نہین سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی
جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ
کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی
اعاظم امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ
پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ ہی کرنی نہین پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ سے سوانح نگار
جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتین لکھتا چلا جاتا تھا۔ امرا اور شاہزادون

بادشاہ کی جزئیات پر نظر

اور سرداران کو معاملات ملکی کے باب کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے انکی اصلاح
کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک تھی —
دیدیتا اور اپنے قلم سے
پادشاہ فنون رزم آزمائی و سپہ آرائی و مراتب لشکر کشی و جہان کشائی میں مہارت
رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنوں
کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسے پر اعتماد کرتا خواہ دشمنوں کا کیسا ہی
ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصہ کارزار سے منہ پھیرنا نہیں جانتا تھا۔ بہت دفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور تھوڑے آدمی اسکے پاس رہ
گئے اور دشمنوں کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ آرائی کارزار ہوئی مگر اس
پادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح
سیلاب لشکر اعدا سے اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ حسن صبر و ثبات و نیروئے ہمت و پردلی سے رایت غلبہ و
استیلا کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا۔ یہ اسکی عادت میں داخل ہے کہ رزم و جنگ میں
جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اتر کر طمانیت سے اسکو پڑھتا ہے۔ پادشاہ
کا لشکر بلخ میں تھا اور عبدالعزیز خان کے مقابلہ آرائے صف کارزار ہوا اور سنگی بلخ کی فوج
نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ میں کر لیا۔ عین ہنگامہ پیکار کی گرمی
میں ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہائے ظاہر بین نے منع کیا مگر
وہ گھوڑے سے اترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان
سے ادا کیا۔ عبدالعزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا
متحیر ہوا کہ اسنے جنگ سے ہاتھ اٹھایا اور زبان سے کہا کہ با چنین کسی در افتادن
بر افتادن است من استانس باللہ استوحش من غیر اللہ۔ جو شخص خدا سے مانوس ہوا
وہ غیر اللہ سے موحش نہیں ہوتا۔ یہ ایک سعادت خدا داد اسمیں تھی کہ نا ملائم امور کے
وقوع سے اسکے چہرۂ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول
مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہیں ظاہر ہوتے۔ چنانچہ ہمارا بات غلطیہ میں

استقلال

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور
اور شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ
اوقات شدت و رخا و رنج و راحت و اندوہ و شادی مین اسکا حال ایک وتیرہ پر ہوتا
امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجا لاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات
نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش کی
کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب نہ کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیئے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا
کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب ایک ہاتھی نے اپنی سونڈ
سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے سے ایسا بھالا مارا کہ فیل کو مات کیا۔ جب شاہجہان نے
کہا کہ بیٹا ایسی جگہ سے ایسا کرتے ہیں تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ
غلام کو خدا نے ہٹنے کے لیئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیئے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار
کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل ہے
انہین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے
کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون
سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالیس چلنا اور ہر روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا
ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے
جوان اور طاقتور سپاہیون سے بھی نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا
انہین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون
اور غرقاب وادیون اور دلدلی ریتون اور تنگ و تاریک بار بار پیدا ہون مین گذرنے سے
کیا دشواریان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو
مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ بار بردار ہی کے سامنے جانور

مشکلات کی بھیٹ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہو جاتی۔ خیمون کے اندر کوچ اور مقامون
مین گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہو گی ان سب آفتون پر ایک اور آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر مین پھیل کر پادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی و سفاکی کرتی تھی
کہ دشمنون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزارون کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنون کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب و ہوا قحط و وبا
سب نے تجھ پر وار کئے مگر تیری ہمت و استقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کر سکی۔ ترس و بیم و خوف و ہراس تیرے آس پاس ہو کر
نہ گذرے۔ ان مصائب کے اوقات مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہین اٹھا سکتا تھا جس وقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھ کر یا لکھا کر بھیجتا۔ اپنے افسرون سے
قلعون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کرکے فتح پاتے۔ دکن
مین بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا پٹھانون کو ناہموار ملکون مین سڑکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور اگرہ کے فسادون کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

پادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہے اور وضو کرکے مسجد غسلخانہ مین جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہے تو نماز پڑھتا ہے۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماثورہ و اوراد و وظائف معہودہ جو اسکو حق سبحانہ
نے بتائے ہین پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ مین جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہے اور
اپنے مقربون کو بلاتا ہے اور سریر معدلت و دادخواہی پر بیٹھتا ہے۔ عدالت کے منتظم و عرض
دادخواہون کو لاتے ہین خواہ وہ اہل دارالخلافہ و مردم حضور ہون یا وہ دوردست بلاد

وصوبون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور مسکنون سے پادشاہ کے پاس عدالت
کے لئے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا شرعیہ موافق شریعت کے
فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ
مسکینی وفقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات
پادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے
نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف وگروہ کی جمع ہوتی ہے۔ یہ مانع ومزاحم
پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے موقوف کر دیا) اسی میدان مین پادشاہ
لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا
اپنے تابینیون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیون
کو جنکا دیوان خاص وعام مین لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہین کبھی
بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون
پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض ایک دو گھڑی
یہان دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے وہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص و
عام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی و کلیات مہمات مالی مین مشغول ہوتا
ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امرا و منصبدارون کے لئے مراتب معاملات
اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تفویض خدمات اضافہ مناصب عطایا اور
مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی انکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم
تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر تعین ہوتا ہے خلعت لیتے
ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار رو برو ہوتے
ہین اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقنداز جو عبارت
سوار تفنگچیون سے ہے خواہ منصبدار خواہ احدی اور فرقہ احدیان تیر انداز جو دست بیرون
و بخشی احدیان کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور پادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان بارگاہ

سرکار کے متصدیون کی
اور امیران درگاہ کے وسیلے سے صوبہ دارون کی اور ہر صوبہ و سرکار کے متصدیون کی
عرائض اور انکی پیشکشین محل عرض مین آتی ہین۔ خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام
شاہی جو درباب منصب و جاگیر اور مراتب مہمات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے
ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز داختہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیون کا داروغہ کچھ ہاتھی
زیر دستہ کر کے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اسکے
متکفل معرض عتاب یا بازخواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیون و منصبداران
کو داروغہ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہی
تو اسکو رد کرتا ہے تابین یا نسی معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین غرض کلیات
امور و عظائم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار یا پانچ گھڑی اس کام مین پادشاہ
مشغول رہتا ہے دو پہر سے پہلے پادشاہ اس ایوان سے اٹھکر خاص غسلخانہ مین
جاتا ہی یہان دو پہر تک رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و متصدیان
مہمات اور اہل خدمات اور ایک گروہ گرزبردارون کا اور اہل خاص چوکی اور ایک
جماعت چیلون اور توشکچیون کی اور ان آدمیون کی جنکا ہونا ضروری ہی بشرف باریابی
پاتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک انتظام و متصدیان مہام و بیوتات
کارخانجات کے داروغے اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی
ہی مطالب مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جواب پادشاہ
ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندون کو جوق جوق پادشاہ کی
نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنے نصیبے کے موافق
تعیین وظائف اور عطای اراضی مدد معاش و انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور عرضداشتین
اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل بار یافتگان اقرب کی وساطت سے پادشاہ کی
نظر سے گذرتی ہین بعض کو پادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اورون سے سنتا جو شاہی
احکام ہوتے انکو دستور منشیون کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے پادشاہ کی

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب منشیر جلیل القدر لکھے جاتے تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذرانتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا۔ ہر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات
جانوران شکاری باز و جرہ و شاہین و چرغ و بحری و یوزہ وغیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض بڑی چہرہ
گھوڑون کو آراستہ کرکے ملاحظہ کراتے اور انکو صحن غسلخانہ مین جا بجا سوار پھراتے
اسی مجلس مین داروغہ عدالت مغیثون اور داد خواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
و مطالب گذارش کرتا۔ پادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ مین سے چہارشنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص و عام مین نہین بیٹھتا۔ تمام
متصدیان عدالت و قاضی عسکر و مفتی و فضلاء و علماء و ارباب عمائم و شحنگان شہر
محفل مین غسلخانہ مین حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری و دادگستری مین
مصروف ہوتا۔ جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے۔ دوپہر تک
پادشاہ ان شغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا۔ وہان
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک اسمین رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا اور مسائل دینی و مطالعہ
کتب و عارفون کے رسالون کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے امیرون کو مصالح و مہمات
ضروریہ کے لئے بلا لیتا۔ بعض داد خواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا۔ انکا جواب دیدیتا۔ کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا مین سے بیگمین آجاتین
اور مستورات محنت زدہ و بیوون و یتیمون کا حال عرض کرتین۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تو پھر غسلخانہ کی مجلس مین آتا بعض مہمات ملکی و دولت عرض ہوتین اور صبح کے وقت کی
طرح یہان امرا کورنش بجالاتے امرا و منصبدار جنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے
موافق انعام و حکم دیئے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کامون
کو چھوڑکر اذان سنتا اور مسجد مین جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد مین
گذارتا پھر نشیمن غسلخانہ مین آتا اور امور ملکی و مالی مین مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات
کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب احکام سنتا۔ جب چار پہر گھڑی رات جاتی اور
عشا کی اذان ہوتی تو بادشاہ مسجد مین جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ مین
اکثر آدمیون کو رخصت کردیتا۔ آرامگاہ خاص مین جاتا۔ روز پنجشنبہ کو دیوان خاص و عام
مین اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس دن
بادشاہ اس وقت کو عبادت مین بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن مین بادشاہ
ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الٰہی مین بسر کرتا تھا۔

اورنگ زیب کے رقعات بھی اسکی فقر دانش ہین اسکے رقعون مین احادیث و آیات
قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر ہین۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ درس مین جاری ہین
اسکے رقعون کے تین مجموعے موجود ہین انکے نام یہ ہین کلمات طیبات جسکو اسکے میر منشی
عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میر منشی نے
ترتیب دیا۔ تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۱۳ برس بعد مرتب ہوا
پہلے دو مجموعے اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو انشی میر منشیون کو نقل
کے لئے دیئے تھے تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا اسمین نہ ترتیب اور نہ تاریخ کا پتا نہ تھا۔
اور اختصار کے باعث اور ان مضمونون کی ناآشنائی کی وجہ سے جنپر اشارے کئے گئے تھے
کئے گئے تھے وہ مبہم تھا سب ہے۔ آداب عالمگیری مین قابل خان نے بہت سے مکتوبات اورنگزیب
کے جمع کئے ہین اور ایسے ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہے اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیفات
یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہے جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

عہد عالمگیری کی تصنیفات رقعات اور رسالے

تاریخ عہد سلطنت عالمگیری

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ بادشاہون کی تاریخین ورروزنامچہ لکھا کرتے تھے چنانچہ اس بادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیر نامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت کا حال بالتفصیل لکھا ہی اور یہی معتبر تاریخ سلطنت دہ سالہ کی ہی۔ مگر بادشاہ نے اسکے بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کردی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب آثر عالمگیری مین تو یہ لکھا ہے کہ بادشاہ بنا مرباطن کی تاکیس کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا۔ اسلئے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کردی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت کے سبب سے تو اسسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو بادشاہان عالی مقدار کو شایان شان ہیں مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان بادشاہون کو زیبا نہین ہین اسلئے اسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کردی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین لکھی گئین جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہی جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگزیب کی بدکاریان بیان کرنے کے لئے دستاویز ہے۔

ہمیشہ سے سنی و شیعون کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہی جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین۔ غرض دونو فریق ایک دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین۔ ان دونو فریق کے طرز و تحریر مین یہ فرق ہے کہ اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا۔ خافی خان شیعہ ہے اسکی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ بادشاہ کی نسبت نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھدیگا جسسے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی بادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا تو اسکو لکھکر تعریف کریگا مگر یہ لکھیگا کہ وہ عمل مین نہین آیا۔ اورنگزیب بہشت کو مشغول

معاف کیجئے بلکہ دار الخلافہ مین اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی او رباقی اور مقامون مین ان کے
سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران
کے صفوی خاندان کے پادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انہون نے بھی دشمنون سے وہ سلوک
نہین کیا جو اس پادشاہ دیندار اورنگ زیب نے اپنے بھائیون اور بیٹون کے ساتھ سلوک
کیا وہ طعن وتشنیع وتبرا کرنے مین ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فرانسیسی زبان
پڑھا ہوا ہی جسمین ایسے مضامین بڑی لطافت وظرافت سے ادا کیے جاتے ہین یہ فرانسیسی طرز
اوسنے اپنی فارسی زبان مین خرچ کی ہے —

ممالکت جسپر پادشاہ بلاواسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی
سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی جو
اب برٹش گورمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین
ہی اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہی —

اس زمانہ مین انگریزی تاریخون مین اور اخبارون مین بڑی بحثین اس بات پر ہوتی ہین کہ
رعایا سے محصولات برٹش گورمنٹ مین زیادہ کیے جاتے ہین یا سلطنت اسلامیہ مین لیے
جاتے تھے اس مین انگریزی محققین تمام حسابون کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ سلطنت اسلامیہ
مین رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورمنٹ سے محصول کم لینے والی
سلطنت ہندوستان مین اب تک نہین ہوئی اسکے مخالفت مین یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت
اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ مین دیتی تھی
کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانون مین جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث
ایسی طول طویل ہی جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزارون صفحے کالے ہوئے ہین
میرے نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتون کی آمدنی اور خرچون کے طور اور طریقے سے جداگانہ
ہین کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہی۔
جو انگریز نتیجہ نکالتے ہین اسکے برعکس ہندوستانی اس تحقیق مین اب سلطنت اسلامیہ کے

محاصل سلطنت کے حساب میں دو دقتیں پیش آتی ہیں۔ اول سکوں کی قیمت کی تشخیص میں دوم محاصل کی تفصیل میں کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا اَور ابواب سے وہ بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ میں تحریر ہیں اور باتفصیل دونوں کی تحقیق و تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ سے سنہ ۱۷۶۱ تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکوں میں بحساب اوسط ۲ شلنگ و ۳ پنس تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ر کی برابر ہے۔ جو روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن میں تیار روپیہ ہو وہ ایک روپیہ ۳ر کا اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے حساب دام میں ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا ایک چالیسواں حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا غرض اس حساب سے تحصیل مالگذاری کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیے جو اوپر بیان ہو چکی

نام بادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	۱۵۹۴	۱۸۶۴۰۰۰۰۰	ابو الفضل
〃	۱۶۰۵	۱۹۶۳۰۰۰۰۰	ڈی لائیٹ
جہانگیر	۱۶۲۷	۱۹۶۸۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰۰	محمد شریف
〃	۱۶۴۸	۲۲۷۵۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
〃	۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگ زیب	۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰۰	برنیر
〃	۱۶۶۶	۲۶۷۰۰۰۰۰۰	تھیونوٹ
〃	۱۶۶۷	۳۰۸۵۰۰۰۰۰	بختاور خان
〃	〃	۴۰۱۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
〃	۱۶۹۷	۴۳۵۵۰۰۰۰۰	منکی
〃	۱۷۰۷	۳۳۹۵۰۰۰۰۰	روبیوسیو

ان دو آخر ستون کی تفصیل صوبہ وار یہ ہے۔

ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جائے) سنہ ۱۶۹۷ء			زمین کی جمع سنہ ۱۷۰۷ء		
نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰	۱	دہلی	۳۰۵۴۸۷۵۳
۲	اگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ	۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور	۲۳۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر	۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب	۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ	۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان	۵۳۶۱۰۷۴
۸	ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹھہ (سندھ)	۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہار	۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	بکر	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ	۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد	۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد	۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ	۱۰۰۰۹۷۵۴۱
۱۳	دکن	۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار	۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار	۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس	۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر	۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	ننذی (نانذیر)	۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ	۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۶۸۳۴۰۰۰

	نام صوبہ	آمدنی روپیہ		نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹	اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹	بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰	راج محال	۱۰۰۵۰۰۰۰		میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴۷
۲۱	بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰	کاشمیر	۵۶۴۶۷۳۴
۲۲	گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱	کابل	۴۰۲۵۹۸۳
	میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲		میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳	کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰			
۲۴	کابل	۳۲۰۷۲۵۰			
	میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲			

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ء میں افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور ۱۶۶۰ء اور ۱۷۰۰ء میں آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۷۰۰ء میں ہوگئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں انیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب ہوگئی اس میں شبہ نہیں ہو کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۰۰ء میں انیس کروڑ اور ۱۷۰۰ء میں ۳۴ کروڑ کے قریب صرف زمین کا محصول لیتے تھے۔ پادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور معادی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمایش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری رہی تھی

مرآۃ عالم میں بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۹۲۴۱۷۱۶۰۸۲ دام تھی جس میں
سے ۱۵۱۳۰۸۲۷۹۱۷۲۷۶ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی میں داخل ہوتے تھے اور باقی
۱۳۷۴۳۱۳۷۵۷۶ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے
زمین کے محصول کی آمدنی کا حال تو آ۔ ان ہو مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا نہایت
دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۳۸ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف
کر دیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری میں لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف
کیئے نئے مقرر کیے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤں پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانوں
پر مقرر کی جسسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہو گی سنہ ۱۶۷۵ میں ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذریں دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہیں
ہو سکتا کہ بادشاہ کو ان نذروں کے لینے اور خلعت دینے میں کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخوں میں نہیں ہی۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے
انا پ شناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو سنہ ۱۶۰۹ سے سنہ ۱۶۱۱ تک ہندوستان میں رہا لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹ جو بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۱ بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور
آمدنیاں محصولوں کی تھیں۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور ٹکسال
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیمیلی کیری جسنے اورنگ زیب سے سنہ ۱۶۹۵
میں ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ
روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہوں کی آمدنیاں ساری ایک ہاتھ میں آتی تھیں اور دوسرے ہاتھ میں خرچ
ہو جاتی تھیں لاکھوں سپاہی تھے انکے افسروں اور منصبداروں اور جاگیرداروں
اور عہدہ طرح کے ملازموں میں یہ آمدنیاں خرچ ہوتیں۔ اگر امیروں کی تنخواہوں کا

حساب لگاؤ تو وہ کروروں روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی چھ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑ مرا۔ سلاطین مغلیہ میں تیموریہ سے لیکر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب بادشاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

نمبر	نام بادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق ۱۳۵۱ سے ۱۳۸۸	+	۶۸۵۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر ۱۵۲۶ سے ۱۵۳۰	۲۶۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر ۱۵۹۳	+	۳۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر ۱۵۹۴	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر ۱۶۰۵	۱۶۴۵۰۰۰۰۰	
۶	جہانگیر ۱۶۰۹ سے ۱۶۱۱		۵۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر ۱۶۲۸	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہمنے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایہ اعتبار سے ساقط جانتا ہوں جسکا سبب میں نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیمور میں بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف میں بحسب ظاہر ایسا بادشاہ کہ عبادت شعار ریاضت و عدالت گستری میں ممتاز ہو سکندر لودی بادشاہ کے بعد جسکی صفات حمیدہ جلد اول میں گذارش ہوئی ہیں کمتر دوسرا بادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

وبردباری ورای صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔
سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بند و بست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا
اور امرا مین بسبب تنگ چشمی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا
ہر مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوّے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس
خمسہ مین فرق نہین آیا۔ سماعت مین خلل کچھ ہوگیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا
تھا۔ شب اکثر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت
ہین انکو چھوڑ دیا تھا۔
اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اسنے لکھا ہے کہ وہ سپاہی نہین تھا
اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہے۔ کیا اسنے گولکنڈہ بیجاپور کو
نہین فتح کیا؟ کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین دبائے نہین رکھا؟ مرہٹون
کو ایکدفعہ کیا اسنے ستیاناس نہین کردیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر نہ کچلتا۔
آسام کے راجہ سے کیا اسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصہ نہین لیا۔ اسکے بعد جو سلطنت
مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کرگیا تھا کہ کوئی اسی جیسا چاہیے
ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و تفسیر
تعلیم کے باب مین تھے۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ ہی اصل سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔
اُسنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے اتالیق مقرر کرنے کیلئے اپنے
ارکین سلطنت اور علماء کو جمع کیا اور انکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نوعمر
لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس
امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہے کہ شاہزادو کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون
جنسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمانروائی کے قابل ہون۔
اسکا قول ہے کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اورون پر فضیلت رکھتے ہین ایسی ہی ...

اور اولاد کی تعلیم کے باب مین عالمگیر کے خیالات

فرزانگی اور نکوکاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو آفتین وبلائین
پڑتی ہین اور انمین بدعملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سے آخرکار بربادا ور تباہ ہو جاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم مضر اور ناقص ہوتی ہی۔ وہ
بچپنہی سے روس سرکیشیا۔ منگ ریلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی
عورتون اور خواجہ سرایون کی صحبت مین پرورش پاتے ہین۔ وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتے ہین
جب شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چاردیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنی فراغت
منصبی سے جو اس حالت کے لئے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشاگاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آگئے ہین یا اول ہی اول کسی تہخانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کرلیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور بُرے کامون کے کرنے مین بیدھڑک
ہوتے۔ جب انکے سر پہ تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا ان خیالات
کی وجہ سے جو ابتدا ہی سے انکے خاطرنشان کئے گئے ہین اپنی تمکنت اور وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار اُن کی اصلی خصلت نہین ہی بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی۔ انکی خوش خلاقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا مینے شاہزادون کے حال کی ہوبہو تصویر کھینچی ہی کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کرکے ظلم و ستم نہین کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے بدمست نہ ہوتے تھے کہ جسسے
انکی تندرستی غارت ہوجاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

کہ عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنیکی جگہ سیر شکار ہی
مین اپنا تمام وقت نہ کھوتے تھے؟ کتون کی جوڑیون کا خیال اُنکو بہت رہتا ہے اور
اُنسے بہت مانوس رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جو شکاریان لشکر پادشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین۔ اور
گرمی سردی کی شدت اُٹھانے سے اور بھوک اور تکان سے مرجاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شاہزادگی یا طیش کے بھائی ہوتے ہین اور یہ تبدیلیان انکی بوقلمون ہوتی ہین اور
یہ تلون انکین طبعی میلان کے سبب سے یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا پادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم ہو ایسی
تدبیر مین رہتا ہے کہ پادشاہ کسی طرح سے اپنی بدآشنائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضائے سلطنت کے استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو پادشاہ کی مان جو اصل مین کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے
اور کوئی گروہ خواجہ سراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ سازشون کے جوڑتوڑ
کی ادھیڑبن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے مخالف کو جلاوطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن اور وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی منا
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو یقینی
نہین جانتا پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور دارا شکوہ کا پیر و مرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ سنہ ۱۰۶۶ مین کاشمیر مین مرگیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جسنے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملاجی مجھے آپ یہ تو

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو مین اپنے دربار کے اعلے درجہ کے امراء مین داخل کرون ؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہونگا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا علم حاصل ہوا ؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اسکے بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت ایسی کہ شاہ فرانس ور شاہ اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہون نے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔ ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور جہان کے پادشاہ ہین اور ایران وازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ پیگو۔ سیام چین ماچین ان با چین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع اہل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا تھا بعض کہتے ہین کہ مہاچین جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی پر میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین ؟ چین کی قوت کیسی ہے ؟ طرز و آئین جنگ اسکے کیا ہین ؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین ؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اسکے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپنے
تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور انکی عجیب فتوحات
جنکے سبب سے انھون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضروری کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا
اور آپ نے سمجھا کہ مجھ پر آپ ایک بڑا بھاری احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے آپ اس بات کو بھول گئے
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری نوعمری
کا بیش قیمت وقت بےسود بےلطف الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلیٰ درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو
وہ خدا انہین قبول کریگا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟
آپنے میرے باپ شاہجہان سے کہدیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپنے برسون
تک ایسے لاطائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کار آمد نہ ہونگے اور صرف ایسے بےمعنی اور فضول خیالات
اور توہمات ہین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جنکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بےشک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
منفروضہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہین کر سکتا تھا بجز اسکے کہ اسے چند عجیب اور غیر معروف اصطلاحون سے
واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ۔ دماغ کو مختل طبیعت کو
حیران کر دیتی۔ اور جو فلسفہ کے مدعیون کے جھوٹے دعوون اور جہالت کے چھپانے کی خاطر
جو آپ کی مانند لوگون کو یہ ذہن نشین کرنا چاہتے ہین کہ وہ عقل و دانش مین سب سے بڑھے ہوئے ہین
اور یہ کہ انکی تاریک اور مشتبہ المفہوم حق حق و بق بق مین ایسے بہت سے دقایق ہین جو بجز
انکے اور کسی کو معلوم نہین گھڑ لی گئی ہین اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل
ہو جاتا ہے کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہین کر سکتا۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق
پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے
متاثر نہین ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت مین ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کی لوازم
فطرت اور مقتضیات بحیرِ (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان طریق استدلال کا عادی بناتے
کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑکر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہیہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔
اور عالم و ما فیہا کے حقایق و واقعیات اور انکے کون فساد کے ترتیب و نظام کے معارف قطعیہ سے
مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپنے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو مین اس سے
بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ
آپکو انعام عطا کرتا۔ تلاجی ناقدردانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا
آپ یہ نہین جانتے تھے کہ شاہزادون کو اتنی بات ضرور ہی سکھانی چاہیے کہ انکو رعایا
اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا
در جب تھا کہ مین کسی وقت مین تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لیے تلوار پکڑکر
اپنے بھائیون سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہین کہ سلاطین ہند کی اولاد
کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہین پس آپنے کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج
کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری ہی خوش طالعی تھی کہ مین نے ان معاملات مین ایسے
لوگون سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گانون کو چلے جائیے

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام میں اس قدر محنت
مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس سے خوف ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ
قواے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اسکو سنکر بادشاہ نے اس ناصح
عقلمند کی طرف سے تو منہ پھیر لیا گویا سنا ہی نہیں اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف
جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب میں متفق الراے ہیں
کہ مشکل اور خوف کے زمانہ میں بادشاہ کو جان جوکھوں میں پڑ جانا اور ضرورت کے وقت
رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑ کر میدان جنگ میں جان دیدینا
فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ نیک اور با تمیز شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور
آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اٹھانی نہ پڑے اور بغیر اسکے کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیروں کے سوچنے
میں مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت اور لہو و لعب کے
بسر ہو۔ یہ مدعا یوں ہی حاصل ہو جائیگا اور اسکی یہ راے ہے کہ میں اپنی تن آسانی کو مقدم
جانوں اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور میں مصروف ہوں اور
اسکا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ میں اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ
بیٹھوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اس امر پر غور نہیں کیا جس حالت میں مجھے خدا نے بادشاہی
خاندان میں پیدا کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دنیا میں اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں
بلکہ اوروں کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہیں ہے کہ اپنی ہی
آسایش کی فکر کروں البتہ انہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہے
اسکا مضایقہ نہیں ہے اور بجز اس حالت کے کہ انصاف اور عدالت اسکی مقتضی ہو یا
اقتدار سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت
میں رعایا کے آرام و آسایش کا نظر انداز کرنا جائز نہیں ہے اور رعیت کی آسایش اور
بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیئے مگر یہ شخص اس بات
کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہے کیا کیا قباحتیں پیدا ہونگی۔

بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور سعدی نے جو یہ لکھا ہی کہ بادشاہون کو چاہیئے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنی اوپر لین نہ بہتر ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑ دین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے پس اپنی ذات سے کہدیجیے کہ اگر ہم سے تحسین و آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اوسکو اچھی طرح سے کرتا رہے اور خبردار ایسی صلاح جو بادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو گھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش و آرام کی ہلا دین ہماری تسکین کبھی دے سکتی ہین - یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے والعلم عند اللہ مگر عالمگیر نے جو رقعات باپ پاس اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انمین اسنے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپکے بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی. یہ کام کرتا ہون مین آپسے محبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسی ہی فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ او پر لکھے گئے ان رقعون کو ظفر نامہ شاہجہان کے آخر مین نکال کر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا حال اور اسکا مآل

سنہ ١٦٥٨ مین اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسلئے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا - جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیجی تھے - سنہ ١٧٠٧ تک سلطنت کی - ہندوستان مین جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان سب مین وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوئی ہے - اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت اپنی معراج پر پہنچی اسکی پچاس برس تک بڑے کر و فر و شان و شوکت سے سلطنت کی اول اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

کرنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیوں کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا
دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعویٰ کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے
خارج کرے اسکو بھی یہی کام بھائیوں کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر کو اس سبب سے برا کہتے ہیں کہ
اس نے باپ کو قید کیا اور بھائیوں کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہیں کرتے۔ در
سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہیں سمجھتے اگر وہ باپ اور بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک
نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایکدم کے لئے قدم نہیں رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہیں
بچا سکتا۔ جو اسنے بھائیوں کا حال کیا وہ حال اسکا بھائی کرتے ایسے فسادات تو
اس خاندان میں ارث میں ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہیں ہوا
اسنے اپنی حسن تدبیر سے کابل و قندھار کے پٹھانوں کو سر نہیں اٹھانے دیا انکو نیچا رکھا
شاہ ایران اسکے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام
غیر ملکوں کے اسکے دربار میں سفیر و تحفے تحائف بھیجتے تھے اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے
راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اسنے انکو اپنے عہد میں مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن میں اپنے
زمانہ میں بھی بڑے بڑے کارنمایاں کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دھن تھی۔ کہ اپنی سلطنت
کے آدھے زمانہ میں اپنے سپہ سالاروں کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت
سلطنت میں خود دکن میں جا کر معرکہ آرا ہوا۔ دکن میں مسلمانوں کی پانچ سلطنتیں تھیں
جنمیں سے تین بیدر۔ احمد نگر۔ ایلچ پور (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت
مغلیہ میں داخل ہو چکی تھیں اب اس نے باقی دو بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ
اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت میں ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔
مشرق میں اسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیاں کیں جنمیں فتح پائی اور ناکامیابی دونوں
ہوئیں۔ ساحل مالابار پر فرنگیوں کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھاٹوں پر چھا رہا امید
تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوائیں ہی اڑا کر بے نشان کر دیں گی مگر امید کے برخلاف
وہ طوفان بلاخیز اٹھا کہ ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ پر اسنے پانی پھیر دیا۔

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے
دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان و انتظام رہتا تھا
اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب برباد ہوکر ممالک محروسۂ شاہی مین شامل
ہوگئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ و منتشر ہوگئے پٹھانون و سپاہ تلنگون
کی سپاہ نے تو پادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر انمین سے اپنے آقاؤن سے بیوفائین کرکے
بیکار ہوکر پادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کرنے
پادشاہ کو اپنی موروثی کار پرداز موقوف کرنے پڑے باقی سپاہ اور اسکے افسر کیا تو سنبھاجی
سے جا کر ملگئے یا سیواجی خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادون اور فتنون کا گھر
بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خود مختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور
قزاقیان کرتے انمین رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو ان افعال غارتگری کا
حامی اور مددگار اور ما کی باپ جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور
جو زمیندار زیر طناب ستم تھے وہ بھی پادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرا
کیا سر پر چڑھا تھا۔ ایک کنارون کا ہار گلے مین پڑا تھا — سلطنت کے واقعات عظیم

سنہ ۱۶۵۸ شاہجہان کی معزولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔

سنہ ۱۶۵۹ اورنگ زیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑا آیا۔ اور
پادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔

سنہ ۱۶۶۰ شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان مر گیا

سنہ ۱۶۶۱ مراد کو قید خانہ مین اورنگ زیب نے قتل کرایا۔

سنہ ۱۶۶۲ میر جملہ کا آسام پر حملہ اور ہی فتحیابی ونا کامی۔ دکن مین فسادون کا پیدا
ہونا۔ بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی
نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصّہ پر قبضہ کیا۔

سنہ ۱۶۶۴ تا ۱۶۶۵ سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی سنہ ۱۶۶۴ اس نے اپنے تئین راجہ بنایا

اور اپنے تئین آزاد کیا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء مین اسسے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اسنے اسکو مطیع کیا وہ دہلی مین آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۶ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن مین لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگزیب اور سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکنڈہ اور بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس اور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء بادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیان۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانون پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء بادشاہ کی راجپوتون سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتون سے جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجبوری مرہٹون سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتون کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۴-۱۶۸۰ء دکن مین مرہٹون کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ مین تاج سلطنت سر پہ رکھا۔ بادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء مین سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا۔

۱۶۸۳ء مین اورنگزیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۵-۱۶۸۶ء اورنگزیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کر لیا۔

۱۶۸۸ء مین انکو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔

۱۶۸۹ء مین اورنگزیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹون کے مختلف سردارون سے لڑائیان۔

۱۶۹۸ء مرہٹون سے جنجی کو اورنگزیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹-۱۷۰۱ء مرہٹون سے لڑائیان۔ ستارا اور مرہٹون کے اور قلعون کا مفتوح ہونا مرہٹون کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۲-۱۷۰۵ء مرہٹون کی فتوح۔

۱۷۰۶ء - بادشاہ کا احمد نگر مین آنا۔

۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کا مرنا۔

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اوراوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اُس نے اپنے بیٹون کو طاعت و صلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتدبہ آگاہ - اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیان بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مین مشاق تھین۔

بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین اگرچہ ان شاہزادون کا حال تاریخ مین بیان کیا گیا ہے مگر یہان دونون شاہزادگان و شہزادیون کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے ـــ

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النسار	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۱۳ / ۱۷۰۲	زبدۃ النسار	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۷۱۲	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۴
زینت النسار	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۱۰ / ۱۷۰۸	مہر النسار	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۷ / ۱۷۰۵
بدر النسار	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۹ / ۱۶۷۸	کام بخش	۱۰۷۶ / ۱۶۶۶	۱۱۲۰ / ۱۷۰۸

بیٹون کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا۔ نواب بائی اسکی مان تھی۔ کلام مجید کا حافظ تھا۔ عربی ۔ فارسی ۔ ترکی ۔ کے لکھنے پڑھنے مین بہرہ کافی رکھتا تھا محاربات مین شجاعت و دلیری دکھائی سنہ ۲۱ جلوس مین وفات پائی۔

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا ۔ حافظ قرآن علم قرأت و تجوید سے آگاہ ۔ اس طرح ترتیل و ترسیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سننے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا ایام شباب کو بھی زیادہ تر تحصیل علمی مین صرف کیا ۔ علم حدیث مین اوسکا

قدوۃ المحدثین کہتی تھے۔ فقہ مین قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کرلیتا تھا۔ عربی زبان ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی مین بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام خطوط لکھنے مین استاد تھا۔ اکثر شب کو نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی قرائت اور حدیث اور تفسیر، فقہ و سلوک کی کتابون کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر تہجد کی نماز پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اس کے غرفہ مین بیٹھتا۔ اور ستم رسیدون کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہان توقف کرتا۔ بعد ازان

دیوان خاص کو دیوان عام کے تئین آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوسیلت دیوانون و بخشیون اور متصدیون کے معروض ہوتے اور لوگون کے مقصد نکلتے ظہر کی نماز کے بعد محل مین جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا اور پھر مظلومون کی دردکی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے حضور کے ملازمون کا مجرا لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب و عشا کے مابین مین عبادت کرتا اور پھر شبستان مین جاکر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تابعداری کیا کریگا۔ کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہین نکالتا اور باپ کا کہا ساری باتون مین مانتا۔ اورنگ زیب کا حال بھی نوجوانی مین ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل اولوالعزمی سے خالی سمجھتا تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بعد حال تاریخ مین پڑھو۔

تیسرا بیٹا محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی سب بیٹون مین بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو مصاحب لے بدل نزدیک رکھتا۔ باپ کے تین مہینے بیس یوم بعد معرکہ آرائی مین مارا گیا۔

چوتھا بیٹا محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ مین مرگیا۔

عالمگیر میں وہ خوبیاں بتاتا تھا۔ آیا نماز جماعت پڑھتا ہے کوئی جمعہ ترک نہیں کیا اور رمضان
دن میں کچھ پاک نہیں کھاتا۔ دوم مشہد میں ہے امام موسیٰ رضا کے مرقد کی زیارت کی
پنجم کام بخش بائی اودے پوری سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ میں اور
بھائیوں سے زیادہ ماہر تھا۔ زبان ترکی میں اور اقسام خط کے لکھنے میں مہارت تھی شجاعت و
سخاوت جبلی امر تھی۔ باپ سے دو سال بعد مر گیا۔

اب بیٹیوں کا حال یہ ہے کہ زیب النساء بیگم بطن بیگم سے پیدا ہوئی۔ حافظ کلام مجید
تھی جسکی عوض میں باپ نے تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ
تمام رکھتی تھی۔ اقسام خطوط نستعلیق و شکستہ میں خوش نویس تھی۔ وہ علم کی قدر شناس
تھی۔ کتابیں جمع کیں تصنیف و تالیف میں مصروف رہتی ارباب فضل و کمال کی تربیت حال
میں توجہ کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ میں جتنی کتابیں اسکے لئے پڑھی تھیں اتنی کسی اور نے نہیں
پڑھی تھیں۔ بہت سے علماء و فضلاء و صلحاء و شعراء و منشیان بلاغت شعار و خوش نویسان کامل
اسکے انعام سے بہرہ ور ہوتے ملا صفی الدین اردبیلی کشمیر میں رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر کا
ترجمہ کیا اسکا نام زیب التفاسیر ہے اور اسکے نام پر اور کتابیں اور رسالے بھی تصنیف
ہوئے ہیں ۲۲ سنہ جلوس میں انتقال ہوا۔ دوم زینت النساء بھی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی
عقائد حقہ و احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی۔ بہت سخی تھی۔ سوم بدر النساء بیگم
نواب بائی کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ حافظ قرآن مجید تھی علم دینی سے واقف
تھی ۳۳ سنہ جلوس میں وفات پائی۔ چہارم زبدۃ النساء بیگم بیگم کے بطن سے پیدا
ہوئی سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ میں باپ اس مہینہ میں وہ مر گئی۔
پنجم مہر النساء بیگم بطن اورنگ آبادی محل سے پیدا ہوئی۔ ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی
گئی ۱۱۱۸ سنہ میں وفات پائی فقط